انک لعلیٰ خلقٍ عظیم

خلقِ خیر الخلائق ﷺ

طالب الہاشمی

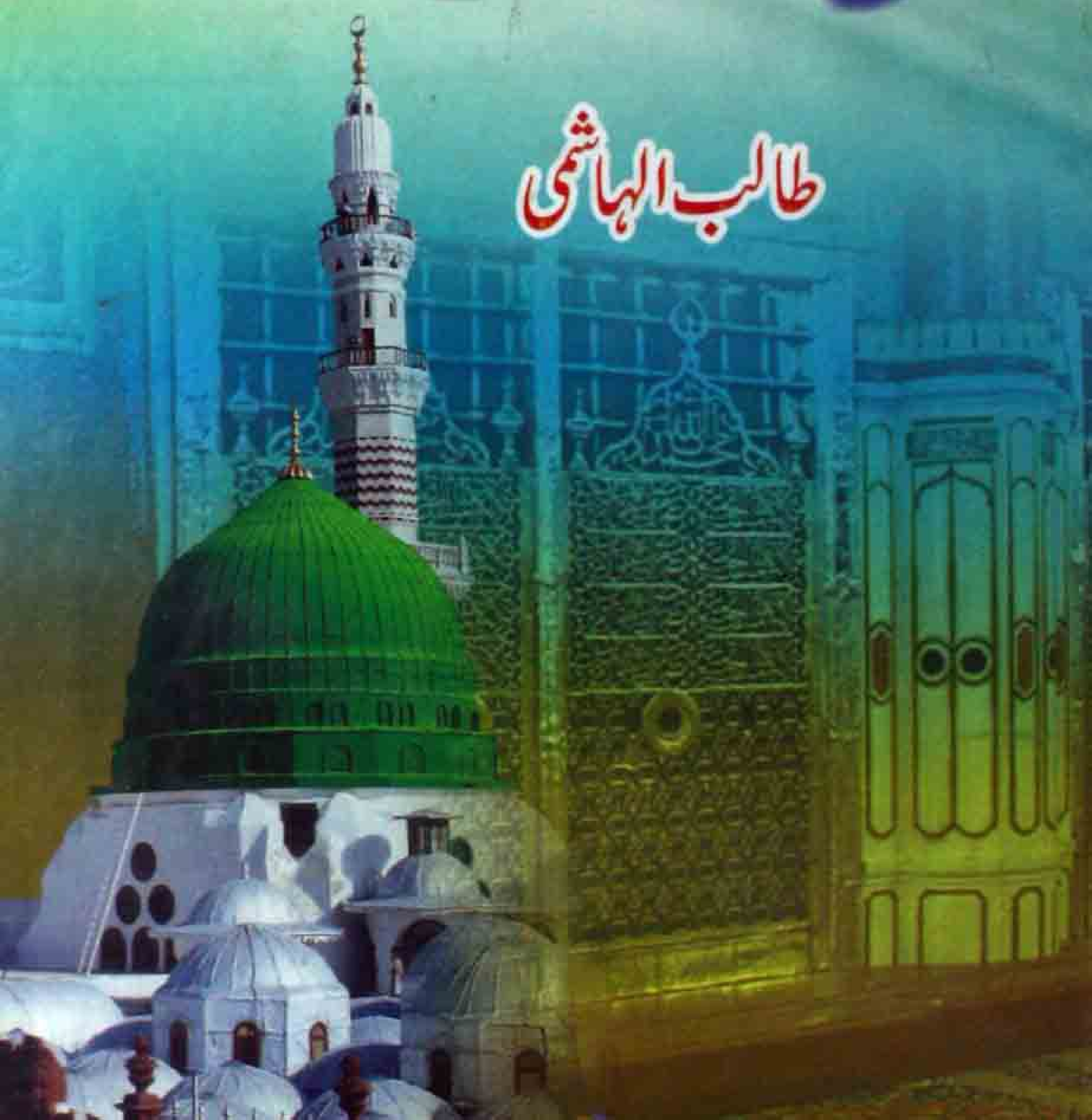

بسم الله الرحمن الرحيم

marfat.com
Marfat.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا○

(القرآن' الاحزاب:۲۱)

تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذات میں ایک بہترین نمونہ موجود ہے' ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو۔

marfat.com
Marfat.com

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

خُلقِ خیر الخلائق ﷺ

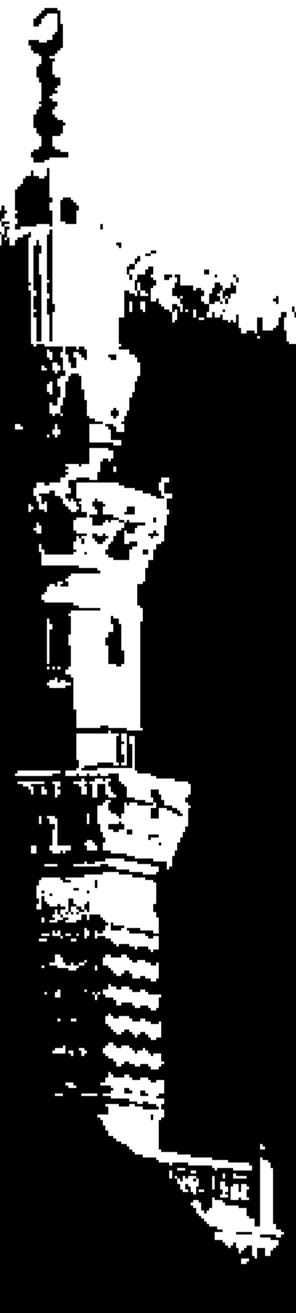

طالب الہاشمی

Marfat.com

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

خُلقِ خیر الخلائق ﷺ

طالب الہاشمی

طٰہٰ پبلی کیشنز

۲۲۔اے۔ملک جلال الدین (وقف) بلڈنگ، چوک اُردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ طٰہٰ پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا' اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

(ادارہ)

جملہ حقوق مؤلف محفوظ

ناشر	:	محمد عفیف طٰہٰ
اشاعت اوّل	:	مئی 2004ء
کمپوزنگ	:	محمد لبیب جمیل
قیمت	:	200 روپے
بیرونِ ملک	:	15 امریکی ڈالر
پرنٹرز	:	پولی پرنٹنگ پریس' لاہور

ISBN 969 - 8810-00-5

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

(حصہ اول)

1 وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَO اشعارِ حالی 11
2 اے ظہورِ تو شبابِ زندگی (اقبالؒ) 12
3 درود و سلام (ماہر القادریؒ) 13
4 تعارف کتاب (پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ایم اے پی ایچ ڈی) .15
5 حضورِ رسالت مآب ﷺ میں (از ڈاکٹر عبدالوہاب عزامؒ) 18
6 ابتدائیہ خیر الخلائق کا خلقِ عظیم (مؤلف) 23
7 خُلق یا تخلّق کیا ہے (از جسٹس (ر) پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)۔31
8 صدق یا راست گفتاری 33
9 جود و عطا (سخاوت) 43
10 دیانت و امانت 50
11 ایثار 51
12 خدمتِ خلق 55
13 مہمان نوازی 59
14 احترامِ انسانیت 63
15 حلم و تحمل 69
16 دریوزہ گری اور سوال سے نفرت 84
17 عفو و درگزر 87
18 مساوات 96
19 رحم و کرم (اللہ کے بندوں پر) 101
20 دشمنوں کے لیے خیر کی دعا 110
21 جانوروں پر رحم 114
22 محنت کشوں کے مُربّی 122
23 طبقۂ اِناث (نسواں) کے محسنِ اعظم 125

marfat.com

Marfat.com

24 غریبوں کے ساتھ محبت اور شفقت 133
25 پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک 137
26 زیردستوں کے غمگسار 140
27 جنگی قیدیوں سے حُسنِ سلوک 145
28 یتیموں کے والی 148
29 اصلاحِ ذاتِ البَین 153
30 بچوں پر شفقت 160
31 توکّل علی اللہ 173
32 اِنکسار و تواضع 177
33 ایفائے عہد 184
34 میانہ روی یا اعتدال 188
35 شجاعت 194
36 اشاعتِ علم 199
37 زُہد و قناعت 201
38 احسان شناسی 208
39 عبادتِ نبوی ﷺ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) 214
40 مجالسِ نبوی ﷺ 221
41 ذکرِ الٰہی 227
42 خشیتِ الٰہی 231
43 رِقّتِ قلب 235
44 حیا 240
45 صبر و استقامت 243
مصابرت 244
صبر علی الطاعات 244
صبر عن المعاصی 245

marfat.com
Marfat.com

صبر علی المصائب 247
مصابرت یا استقامت 249
46 اجازت طلبی (استیذان) 250
47 ہدیہ یا تحفہ دینا لینا 254
48 تحیہ اسلام، سلام 256
49 خوش کلامی اور نرم خوئی 259
50 حُسنِ معاملہ 264
51 صلۂ رحمی (اہلِ قرابت سے حُسنِ سلوک) 269
52 اولاد سے محبت 273
53 لُطفِ طبع یا شگفتہ مزاجی 279
54 تعزیت 288
55 عیادت (بیمار پرسی) 293
56 مشاورت 297
57 عدل وانصاف 299
58 نظافت پسندی 311
59 معمولاتِ ملاقات 316
60 اکل وشرب (کھانے پینے) کے معمولات 319
61 رسولِ اکرم ﷺ کا چلنا پھرنا اور بیٹھنا 323
62 (ا) نعلین مبارک 325
(ب) دائیں اور بائیں ہاتھ سے کام لینا 325
63 رسولِ اکرم ﷺ کا لیٹنا اور سونا 326
64 خندہ وتبسم 328
65 چھینک اور جمائی 330
66 رسولِ اکرم ﷺ کا لباس 333
67 صدقہ سے پرہیز 335

marfat.com
Marfat.com

حصّہ دوم

(حکمت کے موتی)

1 آپس میں سلام کو رواج دو ---------- 339

2 ایک دوسرے کو تحفے بھیجو (دو) ---------- 344

3 صلح میں بھلائی ہے ---------- 345

4 عیب پوشی ---------- 347

5 حیا ایمان کا جزو ہے ---------- 349

6 خوش اخلاقی ---------- 353

7 مشورہ ---------- 358

8 مہمان نوازی ---------- 359

9 دعوت اور قبولِ دعوت ---------- 361

10 بیمار پرسی (عیادت) ---------- 364

11 رحم (اللہ کے بندوں پر) ---------- 367

12 جانوروں پر رحم ---------- 369

13 شکرگزاری ---------- 372

14 اجازت طلبی (استیذان) ---------- 374

15 توکّل علیَ اللہ ---------- 378

16 انکسار و تواضع ---------- 380

marfat.com

Marfat.com

17 آدابِ مجلس 382
18 سخاوت 384
19 اطاعتِ والدین 388
20 غصے کو پی جاؤ 394
21 عفو و درگزر 397
22 پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک 400
23 زیر دستوں (نوکروں اور خادموں) سے حُسنِ سلوک 404
24 ریخ اخوت اور باہمی امداد 407
25 حقوقِ قرابت یا صلہ رحمی 412
26 نرمی اور بردباری یا حلم و تحمل 415
27 دیانت و امانت 418
28 صدق یا راست گفتاری 419
29 خوش کلامی 422
30 ایفائے عہد 424
31 بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت 425

(جن باتوں/کاموں سے منع کیا گیا ہے)

32 بدزبانی، گالی، لعنت، تکفیر وغیرہ 427
33 بغض و کینہ 432
34 دریوزہ گری 435
35 ریاکاری 440
36 دورُخاپن 445
37 عیب چینی و چغل خوری 446
38 تکبر و غرور 448
39 غیبت 451

marfat.com

Marfat.com

40 بدظنی یا بدگمانی ---------- 454
41 جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی ---------- 456
42 تہمت اور بہتان ---------- 458
43 خیانت ---------- 460
44 حَسَد ---------- 462
45 خوشامد اور مدح سرائی ---------- 463
46 ظلم ---------- 465
47 بخل ---------- 469
48 کتابیات ---------- 471

marfat.com
Marfat.com

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ○

(اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا) (الانبیا: ۱۰۷)

اشعارِ حالیؒ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطاکار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیروزبر کرنے والا
قبائل کا شیروشکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

(مُسدّسِ حالیؒ سے ماخوذ)
ازمولانا الطاف حسین حالیؒ

marfat.com

Marfat.com

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی
جلوہ ات تعبیرِ خوابِ زندگی

اے زمیں از بارگاہت ارجمند
آسماں از بوسۂ بامت بلند

شش جہت روشن زِ تابِ روئے تو
تُرک و تاجیک و عرب ہندوئے تو

از تو بالا پایۂ ایں کائنات
فقرِ تو سرمایۂ ایں کائنات

درجہاں شمعِ حیات افروختی
بندگاں را خواجگی آموختی

تا دمِ تو آتشے از گل کشود
تودہ ہائے خاک را آدم نمود

ذرہ دامنگیرِ مہر و ماہ شد
یعنی از نیروئے خویش آگاہ شد

(اقبالؒ)

marfat.com
Marfat.com

درودوسلام

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب:۵۶)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

سلام اُس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اُس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اُس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اُس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اُس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

marfat.com

Marfat.com

سلام اُس پر جو دنیا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے
سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت ہے

سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اُس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت' اوجِ دارائی

سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

سلام اُس ذات پر کہ جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

درود ، اُس پر بہارِ گلشنِ عالم جسے کہیے
درود اُس ذات پر فخرِ بنی آدم جسے کہیے

رسولِ مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے
وہ جس کو ہادیٔ دَعْ مَاکَدِر خُذْمَا صَفَا کہیے

درود اُس پر کہ جو ماؔہر کی امیدوں کا ملجا ہے
درود اُس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

ماہرالقادری (مرحوم)

marfat.com
Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب (ایم اے پی ایچ ڈی)

تعارفِ کتاب

اس امر میں کوئی کلام نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی تاریخِ انسانی کی وہ واحد ہستی ہیں جو شخصیت اور کردار کی تمام جزئیات سمیت تمام نوعِ انسانی کے لیے تقلید و رہنمائی کا کامل ترین نمونہ ہیں۔ دنیا بھر کے مذہبی رہنماؤں میں آپ اس اعتبار سے منفرد و یکتا ہیں کہ آپ کی حیاتِ مقدس کا ایک ایک واقعہ تاریخی اعتبار سے روشن اور واضح ہے اور ماضی قریب کے ایک ممتاز امریکی مؤرخ ایف کے حتی (F.K.Hitti) کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ محمد ﷺ تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے۔

Muhammad was born within the full light of histoyr

جبکہ اس کے برعکس رام چندر جی، سری کرشن یا مہاتما بدھ کی بات تو دور کی ہے۔ دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و واقعات سے بھی جزوی طور پر باخبر ہے حالانکہ وہ قدیم رسولوں میں سب سے آخری رسول ہیں حتیٰ کہ برٹرینڈ رسل (Bertrand Russell) جیسے انگریز فلسفی اور مؤرخ نے یہ لکھ مارا کہ

Historically it is quite doubtful whether Christ ever existed at all

پھر نبی اکرم ﷺ کی مبارک و مطہرہ زندگی ایک مکمل ترین زندگی ہے جس میں ہر شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے رہنمائی کیلئے بہترین اور قابلِ عمل اصول اس توازن اور اعتدال کے ساتھ فراہم کیے گئے ہیں کہ وہ انسانی عقل اور فطرت کے عین مطابق

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ اسی ضمن میں انسانیت پر آپ ﷺ کا احسانِ عظیم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے عمل و کردار سے اخلاقیات کا ایک ایسا مکمل اور پاکیزہ نمونہ پیش فرمایا کہ جس پر اگر جزوی طور پر بھی عمل کیا جائے تو دنیا جنت کا نمونہ بن جائے۔ اس کی شہادت خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان الفاظ میں دی ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ O (القلم: ۴) یعنی آپ اعلیٰ ترین کردار و اخلاق کے حامل ہیں اور اس امر میں شک وشبہے کی معمولی سی گنجائش بھی نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اخلاق حسنہ کا کامل ترین نمونہ تھے اور اس حوالے سے بہت سے خوش بخت مورخین و محققین نے بڑے ہی ذوق وشوق سے خامہ فرسائی کی ہے اور سیرتُ النّبی ﷺ کے ذخیرے میں اس موضوع پر قابل قدر تصانیف موجود ہیں۔

جناب طالب الہاشمی بھی ایسے ہی خوش نصیب مؤرخ وسیرت نگار ہیں جنہوں نے نہ صرف تاریخ اسلام کی متعدد نہایت محترم شخصیات کے سوانحی حالات کتابوں کی صورت میں مرتب کیے ہیں بلکہ صحابہؓ وصحابیاتؓ پر بے مثال نوعیت کی تقریباً ایک درجن سے زائد کتب بھی شامل ہیں اور اس شعبے میں کوئی ان کا شریک وسہیم نظر نہیں آتا۔ ان کے علاوہ انہوں نے اپنے قارئین کو نبیِ اکرم ﷺ کی سیرتِ مُطہرہ پر بھی متعدد دقیع اور مستند کتابوں کا تحفہ پیش کیا ہے۔ ان میں حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ کے بعد حال ہی میں منصۂ شہود پر آنے والی ''سیرت طیبہ رحمت دارین ﷺ تو بلاشبہ اپنے موضوع پر ایک معرکے کی تصنیف ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''خُلقِ خیر الخلائق'' بھی آنحضور ﷺ کے اسوۂ حَسنہ کے موضوع پر ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصے میں خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے اخلاقیات سے متعلق اڑھائی سَو سے زائد ارشادات عربی متن کے ساتھ جمع کیے ہیں اور دوسرے حصے میں مختلف عنوانات کے تحت سیرتِ طیبہ کے بے شمار واقعات بڑے بلیغ انداز میں پیش کیے ہیں۔ ان واقعات کا تعلق ہر شعبۂ زندگی سے ہے اور انہیں حدیث کی مستند اور معتبر کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب سدا بہار پھولوں کا ایک ایسا گلدستہ بن گئی ہے جس کے مطالعہ سے نہ صرف مشامِ جان مُعطّر ہو جاتا ہے بلکہ ایمان کو نئی تازگی بھی

marfat.com
Marfat.com

ملتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ نہ صرف قارئین کی نشاطِ روح کا باعث ہوگا بلکہ ان کے دلوں میں آنحضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تڑپ بھی پیدا کرے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب طالب الہاشمی کے قلم کو تادیر رواں وشاداب رکھے اور ان کو دنیا و آخرت میں اپنی لامتناہی رحمتوں سے نوازے۔ آمین

عبدالغنی فاروق

marfat.com
Marfat.com

ڈاکٹر عبدالوہاب عزامؒ

حضورِ رسالت مآب ﷺ میں

عربی سے اردو میں ترجمہ معمولی ترامیم کے ساتھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد دنیا کو کفر و شرک کے طوفان میں غرق ہوئے کئی صدیاں گزر چکی تھیں کہ آج سے کوئی چودہ سو سال پہلے رحمتِ حق کو جوش آیا اور وہ جزیرہ نمائے عرب کے شہر مکّہ میں ایک دن بی بی آمنہ بنتِ وہب کے بطن سے ایک مبارک بچّے کی صورت میں بزم آرائے عالم امکان ہوئی۔ بنو ہاشم کے لیے اس بچے کی دنیا میں آمد ابتہاج و مسرّت کا باعث بنی تاہم اس دُرِّ یتیم (محمد بن عبداللہ ﷺ) کی ولادت پر نہ شادیانے بجے' نہ دُور دُور خبریں بھیجی گئیں اور نہ جشن منائے گئے۔ خلّاقِ عالم کو علم تھا کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آیا ہے۔ زمین کس کے قدُوم سے مفتخر ہوئی ہے۔ صرف اللہ کو معلوم تھا کہ آج وہ قدُسی صفات بچّہ پیدا ہوا ہے جو کائنات کو توحید سے لبریز کرے گا' صنم پرستی کا خاتمہ کرے گا' حق کو بلند اور باطل کو سرنگوں کرے گا' خیر کا حامی اور شرّ کا دشمن ہوگا' غلامی کو نابود اور حُرّیت کو قائم کرے گا' بانیانِ ظلم و جور کو لرزہ براندام کرے گا' بے بسوں اور بے کسوں کی ڈھارس بندھائے گا' انسانوں کے درمیان اونچ نیچ ختم کرے گا' مساوات کو عام کرے گا۔ غرورِ حسب و نسب کو توڑے گا' عملِ صالح کو عظمت بخشے گا اور تعصباتِ قومی کو مٹا کر اُخوّتِ عامہ کا درس دے گا۔

صرف اللہ جانتا تھا کہ آج جو بچّہ پیدا ہوا ہے' وہ حق کو مندروں اور کلیساؤں کی قیود

marfat.com

Marfat.com

سے نکال کر معرکہ حیات میں کھڑا کر دے گا۔ اہلِ فقر و مسکنت جس نیک عمل کو ترستے تھے اس کو اربابِ اقتدار کی زبانوں اور ہاتھوں سے نافذ کرائے گا اور بادشاہ دیوتاؤں اور خداؤں کی صف میں نہیں' بلکہ نماز کی صف میں کھڑے ہوں گے' زندگی کمزوری اور بےعملی کے بجائے خیر و حق کے لیے جہدِ مسلسل کا نام ہوگی' اب دنیا کو معلوم ہوگا کہ حق اور قوت کس طرح یکجا ہوتے ہیں اور حکومت و نبوت کیونکر ہم عنان ہوتی ہے۔

یارسول اللہ! آج ہم آپ کی شریعت اور آپ کی دعوت سے کس قدر دور ہو گئے ہیں اور ہماری سیرت آپ کی سنت سے کس قدر مختلف ہو گئی ہے۔

حضور ﷺ! آپ نے مسلمان کو تعلیم دی تھی کہ وہ اس زمین پر اللہ کا خلیفہ بنے' عدل و انصاف کا بول بالا کرے اور روزی کو اللہ کے بندوں میں تقسیم کرے' قانونِ خداوندی کے مطابق اس کے تمام بندوں کا نگرانِ کار رہے' ان کو حق و صداقت کی طرف کھینچ کر لائے اور عملِ خیر کی طرف گامزن کرے۔

مگر آج مسلمان کہاں اور منصبِ جلیلہ خلافت کہاں؟ اس کی عقل کہاں اور آپ کی حکیمانہ سیاست کہاں۔ افسوس مسلمان اس عظیم مرتبے سے گر چکا ہے' اس کا قلب مطمحِ بلند سے اور اس کا عزم ہمت کامل سے محروم ہے اور اس کا ہاتھ عظمتِ سلطانی سے خالی ہے۔

حضور ﷺ! آپ نے مسلمان کو عدل و انصاف کا ذمہ دار بنایا تھا' آپ نے اس کو سکھایا تھا کہ دوسرے شخص کی طرح وہ خود کو بھی عدل کے سامنے جواب دِہ سمجھے' نہ ظلم کرے نہ ظلم سہے نہ کسی کا حق مارے نہ اپنا حق چھوڑے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ	اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔

marfat.com

Marfat.com

لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ O	عدل کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔
(المائدہ-۸)	
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ	اے لوگو! جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور اللہ واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں میں ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔
(النساء:۱۳۵)	

آپ کی دعوت کیا تھی؟ صلائے عام' خطابتِ جامع' سعادتِ فرد' فلاحِ جماعت' مستحکم قانون' منضبط نظام اور ہمہ گیر محبت۔ یہ دعوت تھی غلبۂ حق وعدل کی اور اس امر کی کہ انسان صرف اللہ کی عبودیت اور اللہ کے بندوں کی خدمت کے لیے ہے۔ وہ ذاتی اغراض و خواہشات کا غلام نہیں' وہ مسرت و غضب میں' اپنوں اور غیروں کے معاملات میں' دشمنوں اور دوستوں کے نزاعات میں' صرف' انصاف کا ساتھی ہے' وہ قانون الٰہی کو نافذ کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک قریب و بعید اور دشمن و دوست کا کوئی امتیاز نہیں۔

یا رسول اللہ! یہ متحارب قومیں جن کی عقلیں تیز' دل مردہ' دست و بازو قوی اور باطن مضمحل ہیں' جن کا ظاہر روشن اور اندرون تاریک ہے جنہوں نے نہ تو عدل و انصاف کو اپنا مقصد بنایا اور نہ جن کی محبت و نفرت اور نفع و ضرر حق کے تابع ہیں' کاش یہ قومیں قرآن کی آیات پڑھتیں اور سمجھتیں اور ان پر عمل پیرا ہوتیں۔ ان کے قائدین اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرتے اور اس معاملے میں یہ لوگ یگانہ و بیگانہ اور قریب و بعید میں کوئی امتیاز نہ کرتے۔ ہر شخص ان کی سچائی اور خیر خواہی سے فیضیاب ہوتا اور وہ غل و فریب اور مکر و تعدی کو چھوڑ دیتے اور بنی نوعِ انسان ان کی سچائی و خیر اندیشی کی بدولت ہر قسم کی سیہ کاریوں سے نجات پاتی۔ اگر ہر قائد عدل کو مطمحِ نظر بنا کر خود کو اور ساری

marfat.com
Marfat.com

قوم کو اس کا پابند و خوگر بناتا' تو دنیا کی تمام اقوام سعی حیات میں منصفانہ طور پر شانہ بہ شانہ مصروف عمل ہوتیں اور تخریب و غارت گری کے بجائے دنیا کی فلاح و بہبود کے مسائل میں ایک دوسرے سے تعاون کرتیں۔

یا رسول اللہ! آپ نے مسلمانوں کو آزادی و بے باکی کا سبق پڑھایا تھا۔ حرص و آز اور بندگی خواہشات سے نکالا تھا اور ان کو اس زمین پر غیر متبدل قانونِ حق کے نفاذ اور پیام صداقت کے اعلان کے لیے مامور کیا تھا مگر مسلمان اس کے برعکس ہوا و ہوس اور نفسی نفسی کی کشاکش میں گرفتار ہیں۔

یا رسول اللہ! آپ کی تعلیم نے مسلمانوں کو ذی عزت' خوددار اور مُوحّد بنایا تھا' انسان انسان برابر ہو گئے تھے کوئی کسی کا مالک و ربّ نہیں رہا تھا لیکن بعد میں پست ذہنوں کے حامل افرادِ ملّت نے اپنے دَور کے طاقتوروں اور قارونوں کو خدائی کا درجہ دے کر ان کی پرستش شروع کر دی اور ان کی بارگاہوں میں جُھک جُھک کر اپنے شرفِ انسانیت کو غارت کر دیا۔

آپ کی تعلیم تھی کہ مسلمان پیکرِ جہد و عمل' دائم الحرکت اور ستاروں کی مانند ہمیشہ مصروفِ تگ و تاز رہے۔ محنت کا دھنی ہو' خوف' مایوسی اور طمع سے آزاد ہو۔ اس کے عزائم اور ارادوں کے سامنے بحر و بر اور کوہ و بیاباں بے حقیقت ہوں اور وہ ہمیشہ رواں دواں اور تیز گام رہے۔

مگر افسوس! اب مسلمان معطّل بیٹھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ عبادت ہے' بے عمل رہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ توکّل ہے' مایوس ہوتا ہے اور اس کی توجیہ کرتا ہے کہ یہ قناعت ہے۔ لوگوں نے آپ کے ارشادات میں کیسی تحریف کی ہے اور آپ کی آیات سے کس قدر بے خبر ہو گئے ہیں۔

یا رسول اللہ! آپ نے مسلمان کو مہمات میں جری اور حوادث میں صابر و شاکر بنایا تھا۔ مصائب کے ہجوم میں اس کے چہرے پر مسکراہٹ رقص کرتی اور اس کی پیشانی پر اعتماد کا نور جلوہ گر ہوتا تھا۔ ایمانِ کامل اور یقینِ محکم کی بدولت اس کی مشکلات کے بادل چھٹ جاتے تھے اور امیدوں کے ستارے جگمگا اٹھتے تھے' غبار صاف ہو کر دُرِّ آبدار کی ضیاء دکھائی دیتی تھی مگر

marfat.com

Marfat.com

افسوس! آج کا مسلمان ان صفاتِ جلیلہ سے محروم' مایوس' ناکام اور نڈھال ہے۔

یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کے حضور ایک لمحہ کے لیے کھڑا ہوا تو عزت' عظمت' حُرّیت' حق' خیر و برکت اور فضیلت کا ہر مفہوم مجھ پر مینہ کی طرح برسنے لگا' اور خیبہ و خسران' ذِلّت و نکبت' شر و بطلان میرے کاشانۂ دل سے یکسر پرواز کر گئے۔

یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی سیرتِ مبارک تاریکی میں بھٹکنے والوں کے لیے چراغ روشن اور نیّرِ اعظم ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت طالبانِ خَیر کے حق میں مشعلِ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کی دعوت طالبانِ حق کے لیے اذانِ صُبح ہے۔ اور آپ ﷺ کی رسالت ساری دنیا کے لیے رحمت ہے۔ اگرچہ مسلمانوں نے کجروی اختیار کر لی اور آپ ﷺ کی سُنّتِ مستقیم سے لوگ بھٹک گئے ہیں مگر آپ کی شریعت محو نہیں ہوئی۔ وقت آ رہا ہے کہ آپ کی سیرت ہی ان کو راہِ راست پر لائے گی اور آپ ﷺ کی سُنّت ہی ان کا مقصدِ حیات بنے گی اور آپ ﷺ کی دعوت ہی ان کی رہنمائی کرے گی۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلّی اللّٰہِ عَلَیْکَ۔

(یہ مضمون ماہنامہ نور التعلیم گکھڑ کے ماہ دسمبر ۱۹۵۹ء کے شمارے سے اخذ کیا گیا۔)

marfat.com
Marfat.com

ابتدائیہ

خیرُالخلائق ﷺ کا خُلقِ عظیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اللہ جَلَّ شَانُہٗ جو ساری کائناتِ ارضی وسماوی کا خالق، مالک اور فرمانروا ہے، اس نے کُرّہَ ارض پر انسان کو اپنا خلیفہ اور اشرف المخلوقات بنایا تو اس کو قرآنِ حکیم میں بتا دیا کہ (وہ اچھی طرح سمجھ لے) وہی (اللہ) تو ہے جس نے اس کے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا۔ (البقرہ:۲۹)

ساتھ ہی انسان پر یہ بات بھی واضح کر دی کہ ہم نے آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو اُن کے درمیان ہے، فضول (بےکار اور ناحق) پیدا نہیں کیا۔

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَا بَاطِلًا ؕ (صٓ:۲۷)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو فضول پیدا نہیں کیا اور زمین کی ساری چیزیں انسان کے لیے پیدا کیں تو پھر انسان کو کس لیے پیدا کیا اور اس کا مقصدِ حیات کیا متعین فرمایا: اس کا جواب حق تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں دیا ہے:

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ۝ (الذّٰریٰت:۵۶)

یعنی میں نے جنّ اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

ویسے تو کائنات یا اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کا ذرہ ذرہ اس وَحۡدَہٗ لاشریک ہی کی بندگی یا

marfat.com

Marfat.com

عبادت ہی کے لیے ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کا بطورِ خاص اس لیے ذکر فرمایا ہے کہ اس نے انہیں عقل و شعور عطا کر کے اپنے اعمال کا ذمہ دار بنایا ہے اور انہیں یہ آزادی بخشی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کو قبول کر کے صرف اسی ذاتِ واحد کی عبادت کرنا چاہیں تو کریں اور اگر وہ سرکشی اور کفر و شرک کے راستے پر چلنا چاہیں تو اس کا بھی انہیں اختیار ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس آزادی اور اختیار کے غلط استعمال کی آخرت میں باز پُرس ہو گی۔ (چونکہ جِنّ / جِنّات ایک الگ مخلوق ہیں اس لیے ہم یہاں صرف انسانوں کے بارے ہی میں گفتگو کریں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ "عبادت" کا مطلب اور مفہوم کیا ہے؟ عبادت کا مادہ "عبد" ہے اور عربی لغات کے مطابق عبادت کے ایک معنی تو پرستش، بندگی اور پوجا کے ہیں اور دوسرے معنی ہیں عاجزانہ اطاعت اور برضا و رغبت فرمانبرداری۔ اس آیتِ مبارکہ میں "عبادت" کے معنی اور مفہوم میں یہ دونوں باتیں شامل ہیں۔

انسان کا مقصدِ حیات اور عبادت کے یہ معنی اور مفہوم اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کو اپنے پیغمبروں (رسولوں اور نبیوں) کے ذریعے بتائے جنہیں ابتدائے آفرینش ہی سے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے دنیا کے ہر علاقے میں مبعوث فرماتا رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی عیسوی میں خالق ارض و سما نے اُس انسانِ کامل اور پیغمبر اعظم ؐ کو مبعوث فرمایا: جس پر نُبُوّت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذی شعور مخلوق کیلئے ہمیشہ کے لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا جیسا کہ سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (آیت:۳)

یعنی آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

دین کی تکمیل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے خَاتَمَ الانبیاءِ وَالمُرسَلِین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر

marfat.com

Marfat.com

اپنی آخری کتاب ''قرآن مجید'' نازل فرمائی اور اسے اسلام کا ابدی منشور ہدایت قرار دیا۔ اسی منشورِ ہدایت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ پر ایمان لانے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

گویا حق تعالیٰ نے دین اسلام کا دم بھرنے والوں پر واضح فرما دیا ہے کہ اگر ان کے لیے کوئی دائمی اور عالمگیر نمونۂ عمل ہے تو وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں وہ آنحضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہاں اس شخص کے لیے یہ زندگی نمونہ نہیں ہے جو اپنے خالق و مالک سے غافل ہو اور اس سے کوئی امید اور یوم آخرت کے آنے کی کوئی توقع نہ رکھتا ہو مگر یہ ہر اس شخص کے لیے ضرور نمونہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے اور یاد رکھنے والا ہو' اس کے فضل اور رحم کا امیدوار ہو' یوم آخرت پر پختہ یقین و ایمان رکھتا ہو اور اس بات پر بھی کہ آخرت میں اس کی فلاح اور نجات کا انحصار ہی اس پر ہے کہ دنیا میں اس کا طریق زندگی رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ یا طریق زندگی سے کس حد تک قریب تر رہا ہے۔

اگر ہم قرآنِ حکیم اور رسولِ اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں ''عبادت'' کے معنی اور مفہوم پر غور کریں تو لامحالہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ نماز' روزے' حج' زکوٰۃ جیسے اعمال کے علاوہ دوسرے تمام اوامر (جن کاموں کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے) پر عمل اور تمام منہیات (جن کاموں سے اللہ نے منع کیا ہے) سے اجتناب بھی عبادت میں داخل ہے۔

رسولِ پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس تمام کمالات و صفات کی جامع اور انسانیت و عبدیت کی معراج تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا تھا جیسا کہ اس نے سورۃ الانبیاء میں آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے

marfat.com

Marfat.com

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (آیت:۱۰۷)

یعنی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے یا یہ کہ ہم نے جو آپ کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔ (یعنی وہ آپ کی پیروی کر کے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں فلاح پائیں گے۔)

فی الحقیقت آنحضور ﷺ کی حیاتِ اطہر کا ہر پہلو اتنا پاکیزہ اور رخشندہ و تاباں ہے کہ اس کی رخشندگی اور تابانی سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آ جاتے ہیں۔

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

ساتھ ہی اس حقیقت پر صدقِ دل سے ایمان لانا پڑتا ہے کہ جادۂ سعادت شاہراہ مغفرت اور ذریعۂ نجات اسی کا نام ہے جہاں حضور ﷺ کے نقشِ قدم نظر آتے ہیں۔ سرکار ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا سب سے نمایاں پہلو آپ کا اُسوۂ حسنہ یا خُلقِ عظیم ہے۔

سورۂ ''القلم'' میں حق تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (آیت:۴)

یعنی (اے نبی!) آپ اخلاق کے نہایت اعلیٰ درجے پر ہیں یا آپ کے اخلاق نہایت اعلیٰ ہیں۔

خود آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ۔ (مُسندِ احمد)

یعنی میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔ (بعض روایتوں میں ''حُسنَ الْاَخلاق'' کی جگہ ''مکارِمُ الْاَخلاق'' آیا ہے۔ اس سے معنی اور مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا' مکارِم کا مطلب بھی ''خوبیاں'' ہے۔)

قرآن حکیم میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے جہاں ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کے طریق زندگی یا اسوہ کو مسلمانوں کے لیے زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ (الاحزاب:۲۱)

وہاں دوسری جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

marfat.com
Marfat.com

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (النِّسَاء:۸۰)

(جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی)

رسول ﷺ کی اطاعت سے مراد حضور ﷺ کے اُسوہ حَسنہ کی پیروی اور دوسرے تمام دینی و دُنیوی اُمور میں آپ کے احکام پر عمل ہے۔ گویا حضور ﷺ کی اطاعت عین دین اور اصل دین ہے۔ آپ ﷺ سے بے نیاز ہو کر رضائے الٰہی کا حصول یا بخشش اور نجات کی امید خام خیالی اور غلط اندیشی ہے۔ حکیمُ الاُمّت علّامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باوُنہ رسیدی تمام بولہبیست

حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی مقام پر (ملک، صوبے، شہر یا محلے میں) اسلامی معاشرے کی تشکیل صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اس معاشرے کا ہر فرد اس یقین محکم کے ساتھ رحمتِ عالم ﷺ کے اُسوہ حَسنہ کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے کہ اس کی سعادت اور نجاتِ اُخروی کا انحصار ایسا ہی کرنے پر ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ اَخلاقِ حَسنہ اختیار کرے اور بُرے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ دین میں اَخلاق کو جو اہمیّت اور درجہ حاصل ہے اس پر اگر ہم نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے غور کریں تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اچھے اخلاق کا حامل انسان جہاں آخرت میں سرخرو ہوگا وہاں دنیا میں بھی اس کو سکونِ قلب حاصل ہوگا اور دوسروں کے لیے بھی اس کا وجود باعثِ رحمت ہوگا۔ اس کے برعکس جس شخص کے اَخلاق بُرے ہوں گے، وہ نہ صرف خود سکونِ قلب سے تہی دامن رہے گا بلکہ اس کے متعلّقین بھی زندگی کے حقیقی لطف و مسرت سے محروم رہیں گے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک حقیقی اسلامی معاشرہ جن عناصر سے تشکیل پاتا ہے وہ یہ تین ہیں:

۱- قرآنِ حکیم

۲- رسولِ اکرم ﷺ کے ارشادات و نصائح

۳- رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کا عملی نمونہ جو حضور ﷺ کے خُلقِ عظیم یا اُسوہ حَسنہ سے عبارت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جہاں تک قرآنِ حکیم کا تعلّق ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ آخری کتاب خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ ہی کے ذریعے امت تک پہنچی اور حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی اس کی عملی تفسیر تھی۔ اُمّ المُؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے رسولُ اللہ ﷺ کے اَخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔

"کَانَ خُلُقُهُ الْقُراٰنُ"

اُمّ المُؤمنین کے اس جواب میں ایک جہانِ معنی پوشیدہ ہے یعنی حضور ﷺ کے اخلاق قرآنی اخلاق تھے، جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حکم دیا ہے، حضور ﷺ نے ان پر عمل کر کے دکھایا اور جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، حضور ﷺ نے خود بھی ان سے ہمیشہ اجتناب فرمایا اور اُمّت کو بھی ان سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

تشکیلِ معاشرہ کا دوسرا عنصر رسولِ اکرم ﷺ کے ارشادات ہیں۔ اَخلاق سے متعلّق جو ارشادات حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں، وہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ ارشادات جن میں حضور ﷺ نے حُسنِ اخلاق کی فضیلت عمومی طور پر بیان فرمائی ہے نیز مکارمِ اَخلاق کی بعض خاص خاص اقسام یا شاخوں کی اہمیت فضیلت اور ان کے اجر وثواب کا ذکر فرمایا ہے: مثلاً خوش اخلاقی، عفو ودرگزر، حلم وتحمل، صلح جوئی، توکّل، خوش کلامی، اطاعت والدین، رحم، غصے کو پی جانا، حیا، صلہ رحمی، راست گفتاری، ایفائے عہد، عیادت، تعزیت، مہمان نوازی، سخاوت، میانہ روی، اجازت طلبی، حیوانوں پر رحم، زبان کی حفاظت، سادگی، استغنا، غرباء کی اعانت، اکل حلال، مشورہ، سلام، بچوں پر شفقت، عدل وانصاف، انکسار، تواضع، باہمی امداد وغیرہ۔

دوسرے وہ ارشادات جن میں آپ ﷺ نے برائیوں اور بدکرداری سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے مثلاً خیانت، دروغگوئی، قطع رحمی، تمسخر، غیبت دریوزہ گری، بے حیائی، بخل، حسد، بغض وکینہ، تکبر، ریاکاری وغیرہ

اسلامی معاشرے کا تیسرا عنصر رسولِ رحمت ﷺ کی ذاتِ گرامی اور آپ ﷺ کی زندگی کا عملی نمونہ یا اُسوۂ حسنہ یعنی جس کام کے کرنے کا یا جس بات پر عمل کرنے کا آپ ﷺ نے

marfat.com
Marfat.com

حکم دیا ہے اور خود بھی اس پر عمل کیا ہے' اسی کو اور حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

یہ کتاب جو قارئین کے ہاتھوں میں ہے' اس کا یہی موضوع یعنی رحمتِ عالمیاں ﷺ کا اُسوۂ حسنہ یا خُلقِ عظیم ہے۔ اس کے دو حصے ہیں' پہلے حصے میں حضور ﷺ کے مکارمِ اَخلاق کے مختلف پہلوؤں کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔ ''جھلکیاں'' اس لیے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام کمالات وصفات کی جامع ہے اور ہماری قوتِ تحریر محدود ہے جو آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کے کسی بھی پہلو کو کماحقّہٗ احاطۂ تحریر میں لانے سے قاصر ہے۔ اس لیے اس حصے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے حضور ﷺ کے مکارمِ اخلاق کی چند جھلکیاں ہی کہا جا سکتا ہے۔

کتاب کے دوسرے حصے میں اچھے اور بُرے اَخلاق کے مختلف پہلوؤں پر آنحضور ﷺ کے ارشادات جمع کر دیے گئے ہیں۔ بیشتر عنوانات کے نیچے موضوع سے متعلق قرآنِ حکیم کی ایک یا دو تین آیات مع ترجمہ اور کم از کم دو حدیثیں (عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ) ضرور دی گئی ہیں۔

کتاب کے ناشرین نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ یہ کمپوزنگ وغیرہ کی اغلاط سے پاک ہو پھر بھی پہلے ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ غلطیاں رہ جانے کے امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جو قارئین' ناشرین یا راقم الحروف کو ان غلطیوں سے آگاہ فرمائیں گے' وہ نہ صرف عنداللہ ماجور ہوں گے بلکہ ہمارے دلی شکریہ کے بھی مستحق ہوں گے۔

امید ہے کہ ہادیِ اکرم ﷺ کے محب اس کتاب کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے اور نہ صرف خود اپنے ہر قول اور فعل میں سرکار ﷺ کے خُلقِ عظیم کو مشعلِ راہ بنائیں گے بلکہ اپنی اولاد اور اعزّہ واقارب کو بھی اس کی تلقین کریں گے۔

راجیِ غفران وشفاعت

طالب الہاشمی

۱۱۸ رضوان بلاک/ اعوان ٹاؤن لاہور

۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء

marfat.com

Marfat.com

چراغِ حرم

(اقبال سہیل مرحوم)

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمدؐ رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہِ ازل سے ان کا خطاب خیرالامم نہ ہوتا

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کا ہدیۂ عقیدت

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں
اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

marfat.com
Marfat.com

خُلق یا خُلق کیا ہے

علامہ ابنِ منظورؒ (ولادت ۶۳۰ھ/۱۲۳۲ء وفات ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء) لغت کی مشہور کتاب ''لِسَانُ العَرَب'' میں لکھتے ہیں۔

اَلْخُلُقُ وَالْخُلْقُ : السَّجِيَّةُ وَهُوَالدِّيْنُ وَالطَّبْعُ وَحَقِيْقَتُهٗ اَنَّهٗ لِصُوْرَةِ الْاِنْسَانِ الْبَاطِنَةِ وَهِيَ نَفْسُهٗ وَاَوْصَافُهَا وَمَعَانِيْهَا الْمُخْتَصَّةُ بِهَا بِمَنْزِلَةِ الْخَلْقِ لِصُوْرَتِهَا الظَّاهِرَةِ وَاَوْصَافِهَا وَمَعَانِيْهَا۔

ترجمہ: خُلق اور خُلُق کے معنی فطرت اور طبیعت کے ہیں۔ انسان کی باطنی صورت کو مع اس کے اوصاف اور مخصوص معانی کے خُلق یا (خُلُق) کہا جاتا ہے جیسے اس کی ظاہری شکل وصورت کو خلق کہا جاتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے خلق کی تعریف یوں فرمائی ہے:

فَالْخُلُقُ عِبَارَةٌ عَنْ هَيْئَةٍ فِي النَّفْسِ رَاسِخَةٍ عَنْهَا تَصْدُرُ الْاَفْعَالُ بِسُهُوْلَةٍ وَيُسْرٍ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ اِلٰى فِكْرٍ وَرَوِيَّةٍ۔ (احیاء العلوم)

یعنی خُلق، نفس کی اسی راسخ کیفیت کا نام ہے جس کے باعث اعمال بڑی سہولت اور آسانی سے صادر ہوتے ہیں، ان کے کرنے کے لیے سوچ بچار کے تکلف کی ضرورت محسوس

marfat.com

Marfat.com

نہیں ہوتی۔

اس تشریح سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اعمال جو کسی سے اتفاقاً صادر ہوتے ہیں یا کسی وقتی جذبہ اور عارضی جوش سے ان کا ظہور ہوتا ہے' وہ خواہ کتنے اعلیٰ اور عمدہ ہوں انہیں خلق نہیں کہا جائے گا۔ خُلق کا اِطلاق انہی خصائل و عادات پر ہوگا جو پختہ ہوں' جن کی جڑیں قلب و روح میں بہت گہری ہوں۔ انہی غیر متزلزل اور پختہ صفات پر کامیاب زندگی کا محل تعمیر کیا جا سکتا ہے' انہی پر اعتماد کر کے قومی ترقی اور اصلاح کے منصوبے بنائے جاتے ہیں اور ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

جسٹس (ر) **پیر محمد کرم شاہ الازہری** رحمۃ اللہ علیہ

(نقوش رسول نمبر (۴) سے ماخوذ صفحہ ۲۴۲)

marfat.com
Marfat.com

صِدق وراست گفتاری

صِدق جس کے معنی راست گفتاری، راست بازی، راستی اور سچائی کے ہیں، اَخلاقِ حَسَنہ کا سب سے اعلیٰ وصف ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وصف اپنے ہر پیغمبر کی فطرت میں ودیعت کیا تھا۔ فی الحقیقت اس وصف کے کسی پیغمبر (رسول اور نبی) کی ذات سے الگ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ امانت و دیانت اور ایفائے عہد وغیرہ بھی اسی وصف کی شاخیں ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی شان صدق وامانت یہ تھی کہ بدترین دشمن بھی آپ ﷺ کے اس وصف کا اعتراف کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے صدق وامانت و دیانت کی شہرت آپ ﷺ کی بعثت کے بعد ہی نہیں بلکہ بعثت سے پہلے بھی مکّہ کے گھر گھر میں پھیل گئی تھی اور قوم کا بچہ بچہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتا تھا۔

حضور ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو نُبُوّت کے بارِگراں سے آپ ﷺ کی طبع مبارک میں بے چینی پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور رفیقہِ حیات اُمّ المُؤمنین حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کو نزولِ وحی کا ماجرا سنایا تو انہوں نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر بے ساختہ ان الفاظ میں آپ ﷺ کے اَخلاقِ حَسَنہ کی شہادت دی۔

''آپ غم نہ کھائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ آپ کو سرفراز فرمائے گا کیونکہ آپ اقربا سے حُسنِ سُلوک (صلۂ رحمی) کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، یتیموں اور مسکینوں کی دستگیری فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں۔ گرے پڑے لوگوں (محتاجوں، درماندوں) کی

marfat.com

Marfat.com

مدد کرتے ہیں' امانت دار' خوش خصال' نیک فطرت اور بلند حوصلہ ہیں۔''

(صحیحین وسیرت کبریٰ)

نبوت کے چوتھے سال جب یہ حکم الٰہی نازل ہوا۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ط

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں تو ایک دن آپ ﷺ نے عَلَى الصَّبَاح کوہِ صفا پر چڑھ کر یہ نعرہ لگایا۔

يَا صَبَاحَا (ہائے صبح کا خطرہ)

یہ نعرہ اس وقت لگایا جاتا تھا جب قریش یا اہلِ مکّہ کو کسی خطرے یا آنے والی مصیبت سے خبردار کرنا ہوتا۔ پھر آپ نے آوازِ بلند قریش کے سب قبیلوں کو پکارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا معاملہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''لوگو! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بھاری (غارت گر) لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کرو گے؟''

سب نے بیک زبان جواب دیا۔ ''ہاں' بے شک یقین کریں گے کیونکہ ہم نے آج تک تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا (ہمیشہ سچ بولتے سنا ہے۔)''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میں تم کو عنقریب اللہ کا سخت عذاب آنے سے پہلے خبردار کرتا ہوں' اپنے آپ کو (اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ پر ایمان لاکر) اس سے بچانے کی فکر کرو۔''

یہ سن کر بد بخت ابولہب نے برہم ہو کر کہا کہ تجھ پر ہلاکت ہو' کیا تو نے اتنی سی بات کے لیے لوگوں کو جمع کیا تھا؟ پھر سب وہاں سے چلے گئے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے قریش کے سب خاندانوں کو نام بنام پکارا کہ اے عبدالمطلب کی اولاد' اے بنو کعب بن لوئ' اے آل عبد مناف' اے بنو زہرہ' اے بنو عبدِ شمس' اے بنو عدی' اے بنو مرہ' اے فلاں اے فلاں' اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرو' جب تک تم اللہ کے سوا کسی اور کو پرستش کے لائق نہیں جانو گے اور مجھے اللہ کا رسول نہیں مانو گے'

marfat.com

Marfat.com

اس وقت تک نہ تو میں تمہیں کوئی دنیوی نفع پہنچا سکتا ہوں اور نہ آخرت میں تمہارے کام آ سکتا ہوں۔ (صحیحین وسیرتِ کبریٰ)

مولانا الطاف حسین حالیؒ نے ''مُسدّسِ حالی'' میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے۔

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر تمام اہلِ مکّہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادِق کہ کاذِب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا؟
کہ فوجِ گراں پشتِ کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دل نشیں ہے تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنے والا

(۳)

حضور ﷺ کی راست گفتاری کی یہ کیفیت تھی کہ مزاح کے وقت بھی آپ ﷺ کے الفاظ سچے ہوتے تھے اور آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کوئی غلط یا خلاف حقیقت بات نہ نکلتی تھی۔ آپ ﷺ کے اور دینِ حق کے دشمن کُفارِ قریش نے آپ کو صابی (بے دین) مجنون، شاعر، جادوگر اور کاہن تک کہا لیکن ان میں سے کسی کو آپ ﷺ پر جھوٹ کی تہمت لگانے کی جرأت نہیں ہوئی۔

بنو مخزوم کا سردار ابوجہل اسلام اور داعی اسلام ﷺ کا بدترین دشمن تھا لیکن اس کو بھی

marfat.com

Marfat.com

حضور ﷺ کی راست گفتاری سے انکار کرنے کی ہمت کبھی نہ ہوئی۔ قاضی عیاضؒ نے کتاب الشفاء میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے جناب رسالت مآب ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا البتہ جو چیز تم لے کر آئے ہو میں اس کو (صحیح) نہیں مانتا۔''

قرآن حکیم کی یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی۔

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ○ (الانعام: ۳۳)

یعنی (اے نبی!) ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں ان سے آپ کو رنج ہوتا ہے لیکن یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

یہ روایت ترمذیؒ نے اپنی جامع میں اور حاکمؒ نے اپنی ''مستدرک'' میں بھی نقل کی ہے)

(۴)

ابن جریر طبریؒ نے سُدّی کے حوالے سے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے:

غزوۂ بدر سے پہلے بنو زہرہ کا بااثر مشرک حلیف اخنس بن شُریق ثقفی ابوجہل سے تنہائی میں ملا اور اس سے کہا: ''اے ابوالحکم! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، یہاں ہم دونوں کے سوا کوئی تیسرا ہماری بات سننے والا نہیں ہے۔ مجھے سچ سچ بتا دے کہ محمد (ﷺ) سچا ہے یا جھوٹا۔''

ابوجہل نے جواب دیا۔ ''واللہ محمد (ﷺ) سچا ہے۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن جب قُصَیّ کی اولاد لواء، حجابت اور سقایت کے ساتھ نُبوّت بھی لے جائے تو باقی قریش کے لیے کیا رہا؟ (تفسیر طبری و کتاب الشفاء)

(۵)

محدث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی ہی ایک روایت زید بن اسلم کے حوالے سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زبانی نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں (یعنی قبولِ اسلام سے پہلے) میں اور ابوجہل مکّہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے کہ اثنائے راہ میں

marfat.com
Marfat.com

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ آپ ﷺ نے ابوجہل سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے ابوالحکم! میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں' تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف آ جاؤ۔''

ابوجہل بولا:

''اے محمد (ﷺ!) کیا تم ہمارے معبودوں کی برائی کرنے سے باز آتے ہو؟ تمہاری یہی خواہش ہے کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ تم نے بات پہنچا دی؟ تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نے بات پہنچا دی مگر واللہ اگر میں سمجھتا کہ تم حق پر ہو تو میں تمہاری پیروی اختیار کر لیتا۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہو گئے۔ پھر ابوجہل نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

''واللہ' میں جانتا ہوں کہ جو کچھ یہ شخص کہتا ہے' وہ سچ ہے لیکن ایک چیز مجھے (اس کی پیروی کرنے سے) روکتی ہے۔ قصی کی اولاد نے کہا کہ حجابت ہم میں رہے گی' ہم نے کہا' ہاں' انہوں نے کہا' سقایت بھی ہم میں رہے گی' ہم نے اس کو بھی مان لیا' انہوں نے کہا کہ ندوہ بھی ہم ہی میں ہوگا' ہم نے اسے بھی مان لیا پھر انہوں نے کہا کہ لواء بھی ہمارے پاس رہے گا' ہم نے یہ بات بھی تسلیم کر لی پھر انہوں نے بھی لوگوں کو کھانے کھلائے اور ہم نے بھی کھلائے یہاں تک کہ جب ہمارے گھٹنے ان کے گھٹنوں سے ٹکرانے لگے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے' واللہ یہ میں نہیں مانوں گا۔''

ابوجہل کے اس قول کا پس منظر یہ تھا کہ مکہ شہر اور بیت اللہ کے نظم و انتظام کی مختلف ذمہ داریاں قریش کی ساری شاخوں نے آپس میں بانٹ رکھی تھیں۔ ہر شاخ کے لیے یہ ذمہ داری (جسے منصب بھی کہا جا سکتا ہے) بڑے اعزاز کا باعث تھی۔ لواء (یعنی نشانِ قومی کی عَلَم برداری) حجابت (بیت اللہ کی دربانی اور کلید برداری) سقایت (حجاج کو پانی پلانے) اور ندوہ (دارالمشاورت) کی ذمہ داری بالترتیب بنوعبدِ شمس' بنوعبدالدّار اور بنو ہاشم کے سپرد

marfat.com
Marfat.com

تھی۔قریش کی یہ تینوں شاخیں قُصَیَّ کی نسل سے تھیں جبکہ ابو جہل کا قبیلہ بنو مخزوم مُرّہ بن کعب کی نسل سے تھا۔

(۶)

مشہور صحابی حضرتِ مِسْوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہما رشتے میں ابو جہل کے بھانجے ہوتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے اپنے ماموں (ابو جہل) سے دریافت کیا۔''ماموں! کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے دعوائے نبوت سے پہلے ان کو کبھی جھوٹ بولتے یا کوئی اور برا کام کرتے دیکھا تھا؟

ابو جہل بولا:''خواہر زادے (میری بہن کے بیٹے) واللہ ایسا کبھی نہیں ہوا' جس زمانے میں محمد! (ﷺ) جوان تھا ہم سب اس کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔اب اس پر اس ادھیڑ عمر میں ہم دروغ گوئی کا الزام کیسے لگا سکتے ہیں۔''

حضرتِ مِسْوَر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''ماموں! اگر حقیقت یہ ہے تو پھر ان کی پیروی نہ کرنا سخت افسوسناک ہے۔''

ابو جہل نے کہا: بھانجے! بات یہ ہے کہ بنو ہاشم ہمارے حریف ہیں۔ان سے ہمارے خاندان (بنو مخزوم) کا سالہا سال سے شرف اور برتری میں مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔اگر انہوں نے حاجیوں کو کھانا کھلایا یا پانی پلایا تو ہم نے بھی حاجیوں کو کھلایا پلایا۔اگر انہوں نے نادار مسافروں کو زادِ راہ دیا تو ہم نے بھی دیا' اگر انہوں نے کسی کمزور کو اپنی حمایت اور پناہ میں لیا تو ہم نے بھی لیا۔غرض ہم کسی معاملے میں بنو ہاشم سے ہیٹے نہیں رہے لیکن اب ان میں نُبُوّت آ جانے سے وہ ہم پر اپنی برتری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔یہ بات ہمیں کسی صورت میں گوارا نہیں اسی لیے ہم کبھی محمد (ﷺ) کو نبی نہیں مانیں گے۔ (ابنِ ہشام)

گویا ابو جہل یہ تو تسلیم کرتا تھا کہ رسولِ اکرم ﷺ سچے ہیں لیکن عصبیت جاہلیہ کی بناء پر وہ آپ کو نبی ماننے سے انکار کرتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

(۷)

قریش کی شاخ بنو عبدالدّار کا ایک رئیس نضر بن حارث بن کلدہ اسلام دشمنی میں ابوجہل سے بھی دو قدم آگے تھا۔ ابنِ ہشام نے "سیرت" میں امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رؤسائے قریش کے ایک مجمع میں نضر بن حارث نے (جو قریش میں سب سے زیادہ جہاندیدہ تھا) یوں تقریر کی:

"اے قریش کے سردارو! تم جس طرح محمد (ﷺ) کا مقابلہ کر رہے ہو اس سے کام نہ چلے گا...... محمد ﷺ تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا وہ تم میں سب سے زیادہ خوش خصال، صادق القول اور امین سمجھا جاتا تھا اب جب اس کے بالوں میں سپیدی آ چلی ہے اس نے وہ چیز جو وہ لایا ہے تمہارے سامنے پیش کی تو تم کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے مجنون ہے۔ بخدا! میں نے ساحروں، کاہنوں، شاعروں اور مجنونوں کو دیکھا ہے اور ان کی باتیں سنی ہیں۔ محمد (ﷺ) میں ان جیسی کوئی بات نہیں۔ اے سردارانِ قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی اور تدبیر سوچو۔ اب جو باتیں تم بنا رہے ہو ان سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

اس کے بعد اس نے یہ تجویز پیش کی کہ فارس (ایران) سے رستم اور اسفندیار وغیرہ کے قصے لا کر لوگوں کو سنائے جائیں، یہ ان کو قرآن سے زیادہ عجیب معلوم ہوں گے اور وہ قرآن سننے کے بجائے ان قصوں میں دلچسپی لینے لگیں گے۔

سب نے اس کی یہ تجویز پسند کی اور نضر نے فارس سے یہ قصے لا کر داستان گوئی شروع کر دی۔ لیکن حق کے نور کے سامنے باطل کا چراغ کب تک جل سکتا ہے۔ ایک دن دشمنانِ حق کی یہ تدبیر بھی ناکام ہوگی۔ (سیرۃ النبیؐ، سیرت سرورِ عالمؐ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نضر بن حارث نے دعوتِ حق کا مقابلہ کرنے کے لیے گانے والی لونڈیاں بھی خریدی تھیں۔ جب وہ کسی شخص کے بارے میں

marfat.com

Marfat.com

سنتا کہ وہ دعوتِ حق سے متاثر ہو رہا ہے تو اپنی کوئی لونڈی اس کے پیچھے لگا دیتا۔ وہ اس کو خوب کھلاتی پلاتی اور گانا سناتی۔ یوں اس کو راہِ حق سے برگشتہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی لیکن سعید روحوں پر ایسی کوئی تدبیر بھی اثر انداز نہ ہوتی' یہ نضر بن حارث غزوۂ بدر ۲ھ میں مارا گیا۔ (سیرت سرورِ عالم ج-۲)

(۸)

صلح حدیبیہ (ذیقعد ۶ ہجری) کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے عرب کے رئیسوں اور پڑوسی ملکوں کے فرمانرواؤں کو دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے۔ ان میں ایک خط ہرَقْل (شاہِ روم) کے نام بھی تھا۔ روم کو اس وقت دنیا کا سب سے طاقتور ملک سمجھا جاتا تھا۔ یہ خط حضرت دِحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ نے بُصریٰ کے عیسائی گورنر کی وساطت سے ہرقل تک پہنچایا۔ ہرقل اس زمانے میں اپنی ایک نذر پوری کرنے کے لیے بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ جب یہ خط اسے ملا تو اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ عرب کا کوئی تاجر اس علاقے میں موجود ہو تو اسے میرے سامنے پیش کرو۔ اتفاق سے ان دنوں سردارِ قریش ابوسفیان بھی ایک تجارتی قافلے کے ساتھ بیت المقدس کے نواحی علاقے میں آئے ہوئے تھے۔ غزوۂ بدر (رمضان ۲ھ) میں ابوجہل کے بعد ابوسفیان ہی کُفارِ مکّہ کی قیادت کر رہے تھے۔ ہرقل کے ملازموں نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو لے جا کر اپنے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا تو بادشاہ نے اپنے ترجمان کے ذریعے عرب تاجروں سے پوچھا کہ یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے' تمہارا کون سا آدمی اس سے قریبی نسبی تعلق رکھتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا' میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے حکم دیا' اسے میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کر کے اس کی پشت کے پاس بٹھا دو۔ اس کے بعد ہرقل اور ابوسفیان کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے ایک حدیث میں خود ابوسفیان ؓ نے بیان کیا ہے۔ (ابوسفیان ؓ ۸ھ میں فتحِ مکّہ کے موقع پر ایمان لائے تھے) اس گفتگو کی تفصیل صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث میں موجود ہے۔ یہاں ہم یہ گفتگو نقل کر رہے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ مشرکینِ قریش کے سردار نے

marfat.com
Marfat.com

حضور ﷺ کی صداقت کی کس طرح شہادت دی۔

(یہ ساری گفتگو ترجمان کے ذریعے ہوئی۔)

ہرقل: تم لوگوں میں اس کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: وہ اونچے نسب والا ہے۔ (شریف النَّسب ہے)

ہرقل: تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی۔

ابوسفیان: نہیں

ہرقل: کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان: نہیں

ہرقل: اس کی پیروی کرنے والے امیر اور مغرور لوگ ہیں یا غریب اور کمزور؟

ابوسفیان: ابھی تک تو اس کی پیروی کرنے والوں میں زیادہ تر غریب اور کمزور لوگ ہیں۔

ہرقل: یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھ رہے ہیں۔

ہرقل: اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس سے منحرف بھی ہوا ہے۔

ابوسفیان: نہیں

ہرقل: اس نے جو بات کہی ہے (یعنی نبوّت کا دعویٰ کیا ہے) کیا اس سے پہلے تم لوگوں نے اس پر کبھی جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگایا؟

ابوسفیان: ہرگز نہیں۔ ہم نے اسے کبھی جھوٹ بولتے ہوئے سنا نہ دیکھا۔

ہرقل: کیا وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے؟

ابوسفیان: اب تک اس نے عہد شکنی نہیں کی البتہ حال ہی میں ایک مدت کے لیے ہمارے اور اس کے درمیان صلح ہوئی ہے' معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا۔

ہرقل: کیا تم لوگوں نے اس سے جنگ بھی کی؟

ابوسفیان: ہاں' اس سے جنگ ہوئی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ہرقل: جنگ کا نتیجہ کیا ہوا؟

ابوسفیان: جنگ ہمارے اور اس کے درمیان برابر کی چوٹ ہے کبھی اس کی فتح ہوئی ہے کبھی ہماری (کبھی وہ غالب آیا کبھی ہم)

ہرقل: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان: وہ کہتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے' اسے چھوڑ دو' نماز پڑھو' روزہ رکھو' سچ بولو' پاک دامنی اختیار کرو اور قرابت داروں سے حُسنِ سُلوک (صلہ رحمی) کرو۔

اس گفتگو اور رسولِ اکرم ﷺ کے مکتوبِ گرامی سے ہرقل بہت متاثر ہوا اور اس نے آنحضور ﷺ کی صداقت کا اقرار اور اعتراف بھی کیا لیکن افسوس کہ اپنی قوم کے خوف سے وہ قبولِ اسلام کی سعادت سے محروم رہا۔

رحمتِ عالم ﷺ نے جہاں اپنے عمل سے راست گفتاری کا نہایت ارفع و اعلیٰ نمونہ پیش کیا' وہاں افرادِ امت کو بھی ہر حالت میں سچ بولنے کی تاکید فرمائی۔ فی الحقیقت حضور ﷺ کی حیات طیبہ شروع سے لے کر آخر تک صداقت مجسم تھی۔ یہ صداقت آپ ﷺ کے روئے انور پر بھی ایسی نمایاں تھیں کہ کتنے ہی کُفّار صرف اس کو دیکھ کر ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ کے رُخِ انور پر نظر پڑتے ہی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پکار اٹھے' خدا کی قسم یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا ہو ہی نہیں سکتا اور فوراً مُشرّف بہ اسلام ہو گئے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی حیاتِ اطہر پر ایک نظر ڈالیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا ایک ایک لمحہ صدق وصفا کے نور سے جگمگا رہا ہے۔ ان تمام نورانی لمحات کو کما حقّہٗ احاطہ تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔ یہاں موضوع کی مناسبت سے چند جھلکیاں محض ایمان تازہ کرنے کے لیے پیش کی گئی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جُودوعطا

(سخاوت)

اللہ کی راہ میں یا بالفاظِ دیگر مسکینوں' یتیموں' حاجت مندوں اور نیکی کے دوسرے کاموں میں بے دریغ خرچ کرنے کا نام سخاوت ہے' بذل وسخا' جودوعطا' انفاق اور صدقہ اس کے مترادف الفاظ ہیں۔ اخلاقِ فاضلہ میں دوسروں کی فیض رسانی کے اعتبار سے یہ سب سے اعلیٰ صفت ہے جُودوعطا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کسی حاجت مند کے مانگنے پر ''نہیں'' کا لفظ نہیں فرمایا:

آپ ﷺ کے پاس جو چیز ہوئی' سائل کو دے دیتے۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو غمخواری کے لہجے میں اس کی تسلی کر دیتے اور اس سے وعدہ کر لیتے کہ آیندہ کسی موقع پر آنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو آپ اور زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے۔'' فی الحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سحاب سخاوت ہمیشہ ہر حاجت مند اور بے سہارا پر برستا رہتا تھا۔ حضور ﷺ لوگوں کو بھی صدقہ خیرات کی تلقین کرتے رہتے تھے اور فرماتے تھے۔

مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ یعنی صدقہ سے انسان کا مال کم نہیں ہوتا۔

marfat.com

Marfat.com

آنحضور ﷺ کے جُود وعطا کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انصار میں سے بعض نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا۔ انہوں نے دوبارہ دستِ سوال دراز کیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ ان کو عنایت فرمایا: وہ بار بار سوال کرتے رہے اور آپ ﷺ عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ ساری رقم جو آپ ﷺ کے پاس تھی، ختم ہوگئی۔ اب آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم لوگ اطمینان رکھو، جو کچھ میرے پاس ہوگا، تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا۔

(صحیحین)

(۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں اعلان فرمایا:

''میں مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ (خود ان سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہوں) پس جو مسلمان ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جائے کہ اس کے سر پر قرض کا بوجھ ہو اور وہ اتنا مال نہ چھوڑ جائے جس سے قرض ادا ہو سکے تو اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو ترکہ چھوڑا جائے وہ وارثوں کا حق ہے۔ (صحیح بخاری)

(۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی کسی شخص نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے مانگی، آپ ﷺ نے وہ چیز اسے دے دی۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا، اس وادی میں بکریوں کا جو ریوڑ چر رہا ہے، مجھے دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے بلا تامل وہ ریوڑ اس شخص کو عطا کر دیا۔ وہ اپنی قوم میں واپس جا کر کہنے لگا، لوگو! اسلام قبول کرلو، محمد ﷺ تو ایسے فیّاض ہیں جن کو (اتنی عطاو بخشش کے باوجود) اپنی محتاجی اور افلاس کا ڈر ہی نہ ہو۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

marfat.com
Marfat.com

(۴)

ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس ایک سائل آیا۔ اس وقت ایک کھجور آپ ﷺ کے پاس تھی۔ آپ نے اسے عطا کر دی۔ وہ کہنے لگا' اللہ کے رسول سے ایک کھجور؟ اس پر آپ ﷺ نے اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ چالیس درہم جو تمہارے پاس پڑے ہیں' میرے پاس بھیج دو۔ انہوں نے وہ درہم آپ ﷺ کو بھیجے تو وہ سب آپ ﷺ نے سائل کو دے دیے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

(۵)

ایک دفعہ بحرین سے خراج کا مال آیا۔ یہ اتنا کثیر تھا کہ مسجدِ نبوی ﷺ کے صحن میں زر و سیم کا انبار لگ گیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نماز کے لیے مسجد تشریف لائے اور نماز سے فارغ ہو کر سونے چاندی کے اس ڈھیر کو تقسیم فرمانے لگے جو حاجت مند آتا' اسے بے حساب دیتے یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہا اور آپ ﷺ خالی ہاتھ گھر تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری)

(۶)

ایک دن حضور ﷺ کے پاس تین سائل یکے بعد دیگرے آئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس درہم و دینار یا کوئی اور چیز نہ تھی جو آپ انہیں دیتے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا انتظار کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کچھ بھیج دے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے چار اوقیہ چاندی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ ﷺ نے ایک ایک اوقیہ ان تینوں سائلوں میں تقسیم فرما دی۔ ایک اوقیہ بچ رہی اس کو (اعلان کے باوجود) کوئی حاجت مند لینے نہ آیا۔ رات ہوئی تو آپ ﷺ نے وہ چاندی اپنے سرہانے رکھ لی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور ﷺ کو نیند نہیں آ رہی' بار بار کروٹیں بدلتے اور بار بار اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ اُمّ المؤمنین ؓ نے پوچھا' یا رسول اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ آج آپ کو کوئی تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں

انہوں نے پھر پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص حکم آیا ہے جس کی وجہ سے یہ بے قراری ہے؟

marfat.com

Marfat.com

فرمایا: نہیں

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' پھر آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں؟

حضور ﷺ نے وہ چاندی نکال کر ام المومنین کو دکھائی اور فرمایا: یہ ہے جس نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے' مجھے ڈر ہے کہ مبادا یہ میرے پاس ہی ہو اور میرا آخری وقت آ جائے۔

(رہبر کامل' شمائل کبریٰ)

(اوقیہ کا وزن ۳۴ گرام یا پونے تین تولہ ہوتا ہے۔)

(۷)

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرتے ہی آپ ﷺ معاً کھڑے ہو گئے اور نمازیوں کی صفیں چیرتے ہوئے کسی زوجۂ مطہرہ کے حجرے کے اندر تشریف لے گئے۔ لوگوں کو آپ کی اس عجلت پر حیرت اور تشویش ہوئی لیکن آپ ﷺ جلد ہی باہر تشریف لائے اور فرمایا' مجھ کو نماز میں خیال آیا کہ کچھ سونا گھر میں پڑا رہ گیا ہے' اندیشہ ہوا کہ وہ گھر ہی میں پڑا رہے اور رات ہو جائے اس لیے اہل خانہ سے جا کر کہا ہے کہ اسے فوراً (رات ہونے سے پہلے) خیرات کر دو۔ (صحیح بخاری)

(۸)

ایک دفعہ ایک حاجت مند حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے مدد کا خواستگار ہوا۔ اتفاق سے اس وقت حضور ﷺ کے پاس اس کی مدد کے لیے کوئی شے موجود نہیں تھی مگر حاجت مند کی حالت کچھ ایسی تھی کہ اس کو خالی ہاتھ بھیجنا آپ کو منظور نہ تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ایک صاحب سے نصف وسق غلہ قرض لیا اور سائل کو دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد قرض خواہ قرض وصول کرنے کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے نصف وسق کے بجائے پورا ایک وسق عطا کیا اور فرمایا کہ نصف قرض کا ہے اور نصف میری طرف سے ہدیہ ہے۔ (رہبر کامل)

(وسق کا وزن ۱۳۰ کلو ۵۰۰ گرام یعنی تقریباً ساڑھے تین من ہوتا ہے۔)

marfat.com

Marfat.com

(۹)

ایک دفعہ کوئی خاتون آپ کے پاس ایک طشتری لائی۔ اس میں کچھ کھجوریں اور چند نرم ککڑیاں تھیں۔ اتفاق سے اسی وقت کسی جگہ سے زرِنقد کی صورت میں خراج آیا۔ آپ نے دونوں ہاتھوں میں زرِنقد بھر کر اس خاتون کو عطا فرمایا۔ (مدارج النبوۃ)

(۱۰)

ایک دفعہ مدینہ مُنَوَّرہ میں قحط پڑا۔ عباد بن شرجیل نام کے ایک غریب شخص ایک باغ میں داخل ہو گئے اور ایک درخت سے پھل توڑ کر کچھ کھائے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیے۔ باغ کے مالک نے دیکھ لیا۔ انہیں پکڑ کر مارا اور کپڑے اتروا لیے۔ عباد نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ یارسول اللہ! میں نے (اپنی بھوک مٹانے کے لیے فلاں باغ میں داخل ہو کر کچھ پھل کھائے اس پر باغ کے مالک نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ حضور ﷺ نے باغ کے مالک کو بلا کر فرمایا: یہ جاہل تھا تمہیں چاہیے تھا کہ محبت اور شفقت سے اس کو تعلیم دیتے۔ (کہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی باغ سے پھل نہیں توڑنے چاہئیں)' یہ بھوکا تھا اس کو کھانا کھلاتے (نہ کہ اس کو مار کر اس کے کپڑے اتروا لیتے) یہ فرما کر آپ ﷺ نے کپڑے عباد کو واپس دلوائے اور ساٹھ صاع غلہ انہیں اپنے پاس سے عطا فرمایا:

(ابوداؤد)

(صاع ۲ کلو ۷۶ اگرام گندم کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔)

(۱۱)

مدینہ مُنَوَّرہ میں اصحابِ صُفَّہ مسلمانوں کے عام مہمان تھے اور شہر کے صاحب استطاعت لوگ باری باری ان کے خورونوش کا اہتمام کرتے رہتے تھے۔ اگر کوئی اور ایسا نہ کرتا تو حضور ﷺ ان کے کفیل ہوتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہے' وہ اصحابِ صُفَّہ میں سے تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ

marfat.com

Marfat.com

اصحابِ صُفّہ سے پانچویں اور چھٹے آدمی کو لے جائے چنانچہ میرے والد تین آدمیوں کو اپنے ساتھ گھر لائے اور نبی ﷺ اپنے ہاں دس آدمیوں کو لے گئے۔ (بخاری ومسلم)

(۱۲)

ایک سفر میں رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں حضرتِ عُمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے اونٹ پر سوار تھے۔ یہ اونٹ بہت تیز رفتار تھا اور بار بار رسول اکرم ﷺ کی سواری سے بھی آگے بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر بار بیٹے کو ٹوکتے تھے کہ "بیٹا رسول اللہ ﷺ کی سواری سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ لیکن اونٹ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قابو میں نہ آتا تھا وہ اسے روکتے تھے مگر وہ پھر آگے نکل جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس اونٹ کی تیز رفتاری دیکھی اور آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اونٹ ہے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اے عمر! یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ دیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ! یہ اونٹ میں آپ کی نذر کرتا ہوں۔" حضور ﷺ نے عام حالات میں کسی کا بارِ احسان اٹھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے بلا قیمت اونٹ لینے سے انکار فرما دیا۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجبوراً اونٹ قیمتاً حضور ﷺ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے خرید کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہدیۃً عنایت فرما دیا۔ (صحیح بخاری)

(۱۳)

ایک دفعہ رئیس فدک نے چار اونٹ خدمتِ نبویؐ میں بھیجے۔ ان اونٹوں پر اناج اور کپڑا لدا ہوا تھا۔ حضور ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہ چاروں اونٹ اور جو سامان ان پر لدا ہوا ہے، ان کو لے جاؤ اور فروخت کر کے فلاں یہودی کا قرضہ (جو ہمارے ذمہ ہے) ادا کر دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد کی لیکن قیمت فروخت میں کچھ رقم بچ گئی۔ اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا: یہ رقم فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اہلِ

marfat.com
Marfat.com

حاجت کو تلاش کیا لیکن اتفاق سے ان کو خیرات کا کوئی مستحق نہ ملا۔ عشا کی نماز کے بعد حضور ﷺ کو بتایا کہ کوئی حاجت مند نہ ملنے کی وجہ سے رقم ابھی تک باقی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ رقم باقی ہے میں گھر نہیں جاؤں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں کیا کروں کوئی سائل ہی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تو پھر میں رات مسجد ہی میں گزاروں گا۔ چنانچہ رات آپ ﷺ نے مسجد ہی میں گزاری۔ دوسرے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر اطلاع دی کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس رقم کی طرف سے بے فکر دیا' میں نے اسے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور خانۂ اقدس کو مراجعت فرمائی۔

(ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

دیانت وامانت

دیانت وامانت اَخلاقِ حَسَنہ کی نہایت اہم شاخیں ہیں اوران کا ایک ہی مفہوم ہے۔ اگرغور کیا جائے توان کوصدق وراستی ہی کالازمی حصہ ماننا پڑے گا۔رسولِ اکرم ﷺ صدق و صفاکے پیکرِ جمیل تھےاوراس اعتبار سے دیانتداری اورامانت داری میں آپ ﷺ اپنی مثال آپ تھے۔حضور ﷺ کی دیانت وامانت کاشہرہ آپ کی بعثت سے پہلے ہی چکا تھااورلوگ آپ ﷺ کو''الامین'' کےلقب سے پکارتے تھے۔حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے حبالہ نکاح میں آنے سے پہلے اپنے کاروباراورتجارت کی ذمہ داریاں آپ ﷺ کے سپرد کیں تو یہ آپ ﷺ کا کمالِ دیانت اورحُسنِ معاملہ ہی تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کودگنا معاوضہ دیااورچنددن بعداُمّ المؤمنین بننے کاشرف حاصل کیا۔

حضور ﷺ کی امانت کی صفت اتنی نمایاں تھی کہ بعثت کے بعداگرچہ سارے مشرکین مکہ آپ ﷺ کے دشمن بن گئے تھےلیکن اس حالت میں بھی وہ اپناروپیہ پیسہ لاکرآپ ہی کے پاس بطورِامانت رکھواتے تھےاس لیے کہ ان کوحضور ﷺ کی امانت ودیانت پرپورا بھروسا تھااوروہ خوب سمجھتے تھے کہ مکہ میں آپ سے بڑھ کرکوئی امانت داراوردیانتدارنہیں ہے۔رحمتِ عالم ﷺ کے پاس امانت کی یہ شان تھی کہ مکہ سے ہجرت کرتے وقت آپ ﷺ نے حضرت علی کَرّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کومحض اس لیے پیچھے چھوڑاکہ وہ کافروں کی تمام امانتیں واپس کرکے مدینہ آئیں۔دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ خون کے پیاسے دشمنوں کو ان کامال بحفاظت (جُوں کاتُوں) واپس کیا جائے دریں حال کہ وہ امانت دارکواپنے وطن اورگھربارسے بھی محروم کررہے ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

ایثار

ایثار کا مطلب ہے اپنی ضرورت اور حاجت پر دوسروں کی ضرورت اور حاجت کو ترجیح دینا' خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانا' خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانا اور ایسے ہی دوسرے کارہائے خیر۔ ایثار کا درجہ سخاوت سے بڑھ کر ہے۔ اربابِ سیر کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا' وہ ایثار تھا۔ (سیرۃ النبیؐ ج ۲)

حضور ﷺ کے ایثار کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کی چادر مبارک پھٹ گئی۔ اس ضرورت کے وقت ایک صحابیہ ایک چادر لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے اور میں اسے خود لے کر آئی ہوں تا کہ آپ کو اوڑھاؤں۔'' آپ اسے قبول فرمائیں۔''

حضور ﷺ ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے تا کہ ہدیہ لانے والے کی دل شکنی نہ ہو اور اس کا اجر بھی ضائع نہ ہو۔ آپ ﷺ نے یہ چادر قبول فرمالی اور پرانی چادر اتار کر اس نئی چادر کو استعمال میں لے آئے۔

ایک صاحبؓ جو اس مجلس میں موجود تھے' انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا'

''یارسول اللہ! یہ چادر بہت عمدہ ہے۔ آپ یہ مجھے عطا فرما دیجیے۔''

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ نے فوراً چادر اتار کر ان کے حوالے کر دی۔

مجلس برخاست ہوئی تو مجلس میں شریک دوسرے صحابہ ؓ نے ان صاحب کو یہ کہہ کر سے ملامت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو چادر کی سخت ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے چادر حضور ﷺ مانگ لی حالانکہ تم جانتے تھے کہ آپ ﷺ کسی سائل کا سوال کبھی مسترد نہیں فرماتے۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔

انہوں نے کہا: ''بھائیو! اللہ گواہ ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے یہ چادر اپنے استعمال کے لیے نہیں مانگی بلکہ اس لیے مانگی ہے کہ یہ میرے کفن میں کام آئے۔'' (کیونکہ حضور ﷺ کے جسدِ اقدس سے مَس ہو کر اس نے درجۂ تقدّس حاصل کر لیا ہے۔) (صحیح بخاری)

(۲)

ایک مفلوک الحال صحابی نے شادی کی لیکن دعوتِ ولیمہ کے لیے ان کے گھر میں کچھ نہ تھا۔ انہوں نے آنحضور ﷺ سے خود مدد کی درخواست کی یا حضور ﷺ نے ان کے افلاس کو دیکھتے ہوئے ازخود ان سے فرمایا: تم میرے گھر جاؤ اور عائشہ کو پیغام دو کہ ٹوکری میں جو آٹا رکھا ہے وہ تمہیں دے دے (تاکہ اس آٹے سے تم دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کر سکو) انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ ادھر حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت نے اس رات فاقہ کیا کیونکہ اُس دن رات کے کھانے کے لیے کاشانۂ نبوت میں اس آٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

(مُسندِ احمد)

(۳)

ایک دفعہ بنو غفار کے ایک صاحب حضور ﷺ کے ہاں مہمان ہوئے۔ اتفاق سے رات کو گھر میں بکری کے دودھ کے سوا خورونوش کی کوئی اور چیز نہ تھی۔ آپ ﷺ نے وہ سارا دودھ مہمان کو پیش کر دیا اور خود اپنے اہلِ خانہ سمیت فاقہ کیا حالانکہ اس سے پہلی شب بھی گھر میں فاقہ تھا۔

(مُسندِ احمد)

marfat.com
Marfat.com

(۴)

حضرتِ عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ کے خُدّامِ خاص میں سے تھے۔ ایک دن حضور ﷺ پہاڑ کے ایک درے میں سے گزر رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ اونٹ پر سوار تھے اور حضرتِ عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضور ﷺ نے دیکھا کہ عُقبہ کو پتھریلی اور ناہموار زمین پر چلنے میں دِقّت ہو رہی ہے تو آپ نے ان سے فرمایا: عُقبہ' آؤ اب تم اونٹ پر سوار ہو لو میں پیدل چلتا ہوں۔ حضرتِ عُقبہ رضی اللہ عنہ نے اسے گستاخی سمجھا کہ وہ اونٹ پر سوار ہوں اور ان کے آقا و مولا ﷺ پیدل چل رہے ہوں اس لیے وہ حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل سے ہچکچائے۔ اس پر حضور ﷺ نے دوبارہ انہیں زور دے کر کہا کہ آؤ اونٹ پر سوار ہو جاؤ اب کی بار حضرتِ عُقبہؓ کو انکار کی جرأت نہ پڑی۔ وہ آگے بڑھے تو حضور ﷺ اونٹ سے اُتر پڑے اور عُقبہؓ اونٹ پر سوار ہو گئے۔ اب چشمِ فلک نے یہ تحیّر خیز نظارہ دیکھا کہ خادم اونٹ پر سوار ہے اور آقا ﷺ اونٹ کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ (نسائی)

(۵)

مدینہ مُنوّرہ میں مخریق (یا بروایت دیگر مخیریق) نام کے ایک یہودی عالم سات باغوں کے مالک تھے۔ ان کا نسبی تعلق بنُونضیر سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت سعید سے نوازا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو مخریق آپ ﷺ پر ایمان لا کر شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو گئے۔ شوال ۳ ہجری میں غزوۂ احد پیش آیا تو حضرت مخریق رضی اللہ عنہ یہودِ مدینہ کے پاس آئے اور ان سے کہا:

"تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ تمہارے ہمسایہ ہیں اور دشمن ان پر حملہ آور ہوا ہے' تم پر لازم ہے کہ ان کی مدد کرو (دشمن کے مقابلے میں ان کا ساتھ دو)

یہود نے کہا' آج تو یومِ سبت (ہفتہ) ہے ہم کیسے تلوار اٹھا سکتے ہیں؟

حضرت مخریق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبت وغیرہ کیا چیز ہے' اس دن تلوار اٹھانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

marfat.com

Marfat.com

لیکن یہود اپنی بات پر اڑے رہے۔ حضرت مخریق ﷺ نے اسی وقت اعلان کیا کہ میں نبی آخرالزمان کی حمایت میں لڑنے جاتا ہوں۔ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو میرے تمام باغوں اور مال واسباب کے مالک محمد ﷺ ہوں گے۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حملہ آور مشرکین کے خلاف لڑنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر مردانہ وار لڑے اور مشرکین کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ ایک اور روایت کے مطابق ان کو مہلک زخم آئے اسی حالت میں اپنی ساری جائداد باغ اور مال واسباب کی رسولِ اکرم ﷺ کے حق میں وصیت کی اور پھر جامِ شہادت پی کر حیاتِ جاوید حاصل کر لی۔ رسولِ کریم ﷺ نے ان کی چھوڑی ہوئی تمام جائداد (باغوں سمیت) ذاتی تصرف میں لانے کے بجائے راہِ حق میں وقف کر دی۔ باغوں کی پیداوار اور جائداد کی آمدنی آپ سب کی سب غُرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

(الاصابہ، سیرۃ النبی ﷺ)

marfat.com
Marfat.com

خدمتِ خلق

مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو تلقین فرماتے رہتے تھے کہ دیکھو' ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال (گویا اس کا کنبہ) ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے پیارا وہ بندہ ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔

(شعب الایمان)

اس احسان یا اچھے سلوک میں کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرنا' کسی بیوہ بے سہارا خاتون کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنا' معذوروں' مسکینوں وغیرہ کی مدد کرنا سبھی باتیں شامل ہیں۔ اس کے لیے جو اجرِ عظیم حاصل ہوگا اس کا اندازہ صحیحین کی اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

"حضرتِ ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا جو بندہ کسی ایسی عورت کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو جس کا شوہر نہ ہو اور وہ بے سہارا ہو' اسی طرح جو بندہ کسی مسکین حاجت مند آدمی کے کاموں میں دوڑ بھاگ کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں اس مجاہد بندے کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں تگ و تاز کر رہا ہو۔

راوی کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اس شب بیدار بندے کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو اور کبھی روزے کے بغیر رہتا ہی نہ ہو۔"

marfat.com
Marfat.com

اس قسم کی متعدد اور احادیث بھی کُتُبِ حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ اگرچہ لوگوں کے مخدوم اور مطاع تھے لیکن آپ ﷺ کا عمل یہ تھا کہ ہر وقت مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے کمربستہ رہتے تھے۔ اپنا ہو یا بیگانہ آپ ہر ایک کے کام آتے تھے۔ بے سہارا عورتوں، یتیموں، غریبوں حاجت مندوں اور مظلوموں سب کے لیے آپ ﷺ کا درِ فیض ہر وقت کُھلا رہتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ کو کوئی عار نہ تھی۔ (نسائی و دارمی)

گویا حضور ﷺ بے سہاراوں کا سہارا تھے۔ حاجت مندوں کی مدد کر کے آپ کو بہت خوشی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی سیرتِ اطہر میں خدمتِ خلق کے بے شمار واقعات ملتے ہیں ان میں سے کچھ کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔ (یہ مختلف کُتُبِ سیرت سے اخذ کی گئی ہیں)

(۱)

مکّہ میں آپ ﷺ کا معمول تھا کہ غریب اور بے سہارا عورتوں کے باہر کے کام کر دیا کرتے تھے مثلاً انہیں بازار سے کوئی چیز خریدنے کی ضرورت پیش آتی یا انہیں کوئی شے کہیں بھیجنی ہوتی تو آپ بہ نفسِ نفیس ان کے اس قسم کے کام کر دیتے تھے۔

(۲)

ایک مرتبہ ایک بوڑھی خاتون مکّہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس نے اپنے سر پر ایک بھاری گٹھڑی اٹھا رکھی تھی۔ بے چاری اس گٹھڑی کے وزن سے اس طرح دب گئی تھی کہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی۔ لوگ اس کا تمسخر اڑانے لگے۔ اتفاق سے حضور ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا۔ آپ ﷺ نے اس خاتون کی یہ حالت دیکھی تو آگے بڑھ کر اس کا بوجھ خود اٹھا لیا اور جس جگہ اس نے جانا تھا اسے ساتھ لے کر وہاں چھوڑ آئے۔

(۳)

مدینہ مُنوّرہ میں ایک مخبوط الحواس لونڈی تھی۔ ایک دن رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آئی اور آپ کا دستِ مبارک پکڑ لیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: بی بی! مدینہ میں جہاں بھی تجھے

marfat.com
Marfat.com

کوئی کام ہے میں کر دوں گا۔" پھر آپ اس کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں تشریف لے گئے۔ وہ اس گلی میں بیٹھ گئی۔ آپ بھی وہیں رک گئے اور اس کا جو کام تھا' وہ کر دیا۔

(۴)

مدینہ میں لوگوں کے گھروں میں کام کرنے والی کنیزیں بعض اوقات آپ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں "یارسول اللہ! میرا یہ کام ہے" آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کے ساتھ جا کر ان کا اٹکا ہوا کام کر دیتے اور وہ دعائیں دیتی رخصت ہوتیں۔

(۵)

ہجرتِ نبویؐ سے پہلے کا ذکر ہے کہ مکّہ میں ایک دن ایک یتیم لڑکا روتا ہوا حضور ﷺ کے پاس آیا اور فرمایا کہ میرے باپ کے مرنے کے بعد ابوجہل نے اس کے چھوڑے ہوئے سارے مال پر قبضہ کر لیا ہے اور مجھے اس میں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ میں قریش کے دوسرے سرداروں کے پاس فریاد لے کر گیا لیکن انہوں نے میری کوئی مدد نہیں کی۔ اب آپ کے پاس آیا ہوں' آپ میرا حصہ ابوجہل سے دلوا دیں۔ ابوجہل آپ کا بدترین دشمن تھا لیکن آپؐ یتیم لڑکے کو ساتھ لے کر فوراً ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا:
"اس بچے کا حق اسے دے دو" اللہ تعالیٰ نے اس پر ایسی ہیبت طاری کی کہ اس نے اسی وقت لڑکے کا مال لا کر اس کو دے دیا۔" (سیرتِ سرورِ عالمؐ ج ۲ بحوالہ اعلام النبوۃ)

(۶)

ایک دن رسولِ اکرم ﷺ جونہی نماز کے لیے کھڑے ہوئے ایک اعرابی (دیہاتی آدمی) آئے اور آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر کہا' میرا کچھ کام ابھی تک نہیں ہو سکا' مجھے ڈر ہے کہ اسے بھول نہ جاؤں' آپ ﷺ پہلے اسے کر دیں۔
آپ ﷺ فوراً ان کے ساتھ مسجد سے باہر نکل آئے اور ان کا کام پورا کر کے نماز پڑھی۔ (سیرۃ النبیؐ بحوالہ ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

(۷)

جلیل القدر صحابی سادس الاسلام حضرت خَبَّاب بن اَرَت ﷛ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ میرے والد (حضرت خباب ﷛) کو جہاد کے لیے گھر (مدینہ منورہ) سے دور جانا پڑا۔ گھر سے چلتے وقت وہ ہمارے پاس ایک بکری چھوڑ گئے اور کہہ گئے کہ جب اس کا دودھ دوہنا ہو اسے اصحابِ صُفَّہ کے پاس لے جانا وہ دوہ دیں گے۔ (وہ دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں) چنانچہ میں اس بکری کو اصحاب صفہ کے پاس لے گئی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس بکری کو پکڑ کر اس کے پاؤں رسی سے باندھ دیے اور مجھے حکم دیا کہ اپنے گھر میں جو سب سے بڑا برتن ہے وہ لے آؤ۔ میں وہ برتن جس میں آٹا گوندھا جاتا تھا' اس کو لے آئی۔ حضور ﷺ نے دودھ دوہا اور وہ برتن بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اس کو لے جاؤ خود بھی پیو اور پڑوسیوں کو بھی پلاؤ' جب تم اس بکری کا دودھ دوہنا چاہو اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ میں صبح وشام اس بکری کو آپ کے پاس لے جاتی تھی اور آپ ﷺ اس کا دودھ دوہ دیتے تھے یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد میرے والد واپس آ گئے۔

(طبقات ابنِ سعد)

marfat.com
Marfat.com

مہمان نوازی

مہمان نوازی یا مہمانداری کی صفت عربوں کے قومی اوصاف میں شمار ہوتی ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ عرب ہونے کے ساتھ خَاتَمُ الانبیاءِ وَالمُرسلِیْن اور خَیرُ الخَلائِق بھی تھے۔ آپ ﷺ نے مہمان نوازی یا اکرام ضیف کو جزوِ ایمان قرار دیا اور اُمت کو اس کی بہت تاکید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرے اوصافِ حمیدہ کی طرح مہمان نوازی کی صفت بھی آنحضور ﷺ کو بدرجۂ کمال عطا فرمائی تھی۔ کوئی دوسرا اس وصف میں آپ ﷺ کی ہمسری کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس مہمانوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جب آپ کے پاس کوئی مہمان نہ آیا ہو بعض اوقات تو اس کثرت سے مہمان آ جاتے تھے کہ آپ کو ان کے ٹھہرانے (قیام) کے لیے خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ ں صحابہ ؓ اور صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے فراخ گھر (مکان) مہمانوں کو ٹھہرانے کے لیے حضور ﷺ کو پیش کر دیا کرتے تھے۔ کئی ایسے مواقع بھی آ جاتے تھے جب مہمانوں کو مسجدِ نبوی ﷺ میں خیمے لگا کر اتارا جاتا تھا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے "سیرۃ النبیؐ" میں لکھا ہے کہ "مہمانوں کی زیادہ تر تعداد قبولِ اسلام کے لیے آتی تھی جن کی مہمانداری کے لیے آپ ﷺ نے ابتدائے نبوت ہی سے خاص طور پر حضرت بلال ؓ کو مامور فرمایا تھا۔" حضور ﷺ خود بھی بہ نفسِ نفیس مہمانوں کی خاطر مدارات فرماتے تھے اور کسی مہمان کو کچھ کھلائے پلائے بغیر نہ جانے دیتے تھے۔ جب باہر سے وفود آتے تو حضور ﷺ ان کے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام فرماتے اور کئی کئی دن قیام کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگتے تو آپ ﷺ وفد کے تمام اراکین کو تھوڑی بہت رقم بھی عطا فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کی شرافت اور دریا دلی کافر اور مسلم میں کوئی امتیاز نہ کرتی تھی۔ کوئی غیر مسلم مہمان بھی

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ کے یہاں آ جاتا تو اس کی میزبانی بھی مسلمان مہمانوں کی طرح کرتے۔

کئی بار ایسا ہوتا کہ اچانک مہمان آ جاتے اور گھر میں کھانے پینے کا جو سامان ہوتا' وہ ان (مہمانوں) کے کام آ جاتا۔ اس طرح آپ ﷺ کو اپنے اہل خانہ سمیت فاقہ کرنا پڑتا لیکن آپ ﷺ نے اپنے ماتھے پر کبھی بل نہیں ڈالا اور اسے ہنسی خوشی برداشت کیا۔ مہمانوں کے آرام کا آپ ﷺ کو اس قدر خیال رہتا تھا کہ راتوں کو سوتے سے اٹھ اٹھ کر ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (مُسندِ احمد' سیرۃ النبیؐ)

رحمتِ عالم ﷺ کی مہمان نوازی کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

بنو ثقیف وہ قبیلہ تھا کہ جب ۱۰ بعدِ بعثت میں آپ ﷺ ان کے مسکن طائف تشریف لے گئے تھے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تھی تو جواب میں انہوں نے عربوں کی روایتی مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آپ ﷺ پر پتھر برسائے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ مجروح ہو کر وہاں سے لوٹے تھے لیکن ۹ ہجری میں جب ان کا وفد مدینہ منورہ آیا تو حضور ﷺ نے اس کے ساتھ نہایت عزت واحترام کا برتاؤ کیا اور مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ لگا کر ارکانِ وفد کو ٹھہرایا پھر جتنے دن انہوں نے قیام کیا۔ ان کی خاطر تواضع ایسے اہتمام سے کی کہ ان کے دل موم ہو گئے۔ اب وہ شرف اسلام سے بہرہ ور ہو کر واپس گئے اور سارے قبیلے کو دائرۂ اسلام میں لے آئے۔ (سیرۃ النبی ﷺ)

(۲)

ایک دفعہ ایک کافر رسولِ اکرم ﷺ کا مہمان ہوا۔ آپ ﷺ نے خوش دِلی کے ساتھ اس کی مہمانداری فرمائی اور ایک بکری کا سارا دودھ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ اسے غٹا غٹ پی گیا مگر تسلی نہ ہوئی۔ آپ نے دوسری بکری منگوائی اور اس کا دودھ مہمان کو دیا۔ وہ یہ بھی سارے کا سارا پی گیا مگر سیر نہ ہوا پھر آپ نے تیسری چوتھی یہاں تک کہ سات بکریاں منگوا کر ان کا دودھ اسے پلایا تب کہیں جا کر وہ سیر ہوا۔ اس سارے عرصے میں آپ ﷺ نے نہ

marfat.com
Marfat.com

بیزاری کا اظہار فرمایا اور نہ حیرت کا بلکہ خوشدلی سے مہمان کو دودھ پلاتے رہے۔ اس حُسنِ اَخلاق کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ صبح کو مسلمان ہو گیا۔ اب اس نے اللہ کا نام لے کر ایک ہی بکری کا دودھ پیا اور سیر ہو گیا۔ (صحیح مسلم)

(۳)

ایک دفعہ نجاشی (شاہِ حبشہ) نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں ایک سفارت بھیجی۔ آپ ﷺ نے اس سفارت (وفد) کے ارکان کو حضور ﷺ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنا مہمان بنایا اور بہ نفسِ نفیس ان کی مہمانداری فرمائی۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ زحمت نہ فرمائیں' ہمیں ان کی خدمت کا موقع دیں ہم ان کی خاطر مدارات میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں ان لوگوں کی میزبانی مین خود کروں گا' آخران لوگوں (اہلِ حبشہ) ہی نے میرے ساتھیوں کو اپنے ملک میں پناہ دی تھی اور ان کی مہمانداری کی تھی۔ (تاریخِ اسلام)

(۴)

حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس دن کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ مضر کے بہت سے برہنہ پا مہاجرین اس حالت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہر شخص کے جسم پر صرف ایک پھٹی پرانی چادر اور گلے میں ایک تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ ان کی خستہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ عالَمِ اضطراب میں گھر کے اندر گئے پھر باہر نکل کر آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ (یہ ظہر کا وقت تھا) حضرت بلال ؓ نے اذان دی۔ صحابۂ کرام ؓ نماز کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد خطبہ دیا جس میں مہاجرینِ مضر کی حالت بیان کر کے صحابہ کو ان کی مدد کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس ضمن میں آپ ﷺ نے مدد کی وضاحت یوں فرمائی کہ کپڑا' دینار' درہم' گندم' کھجور یا خورونوش کا دوسرا سامان' جس چیز کی توفیق ہو لاؤ۔ اگر کسی کے پاس آدھی کھجور کے سوا اور کچھ نہ ہو تو وہی لے

marfat.com

Marfat.com

آئے۔ اِنفاق فی سبیل اللہ اور اکرامِ ضیف کی اس ترغیب کے جواب میں صحابۂ کرام ﷺ نے مختلف اشیاء لا لا کر حضور ﷺ کے سامنے دو بڑے ڈھیر لگا دیے۔ ایک انصاری صحابی زرِنقد سے بھرا ہوا اتنا وزنی تھیلا لائے کہ اس کو بمشکل اٹھا سکتے تھے۔

ان ڈھیروں کو دیکھ کر حضور ﷺ کا روئے اقدس خوشی سے چمک اٹھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص نیکی کے کسی طریقے کی مثال قائم کرے تو جو لوگ اس کو دیکھ کر وہ نیک طریق اختیار کریں گے، ان سب کی نیکیوں کے برابر ثواب وہ طریقہ جاری کرنے والے کو بھی ملے گا اور جو شخص کوئی بُرا طریقہ جاری کرے گا تو جو لوگ اس کو دیکھ کر وہ طریقہ اختیار کریں گے۔ ان سب کی بدیوں کے برابر بدیاں اس طریقِ بد کے جاری کرنے والے کے حق میں بھی شمار کی جائیں گی۔ (صحیح مسلم ونسائی)

(۵)

ایک دفعہ بنوغِفار کے ایک صاحب آنحضور ﷺ کے مہمان ٹھہرے۔ اس دن رات کو کھانے کے لیے بکری کے کچھ دودھ کے سوا خورونوش کی اور کوئی چیز گھر میں نہیں تھی۔ حضور ﷺ نے یہ دودھ مہمان کو پلا دیا اور خود بغیر کچھ کھائے رات گزار دی جبکہ اس سے پہلی شب کو بھی آپ فاقہ سے تھے۔ (مُسنَدِ احمد ج:۶)

marfat.com
Marfat.com

احترامِ انسانیت

رحمتِ عالَم ﷺ کی بعثت کے وقت ''احترام انسانیت'' نام کی کسی چیز کا دنیا میں وجود نہ تھا۔ ''احترام انسانیت'' کا مطلب ہے' رواداری' کشادہ دلی' بلا امتیاز مذہب وملت عدل و انصاف اور خدمتِ خلق' تعصّب اور عصبیّت سے احتراز' تنگ نظری' فتنہ وفساد اور ظلم وجَور سے اجتناب' دین کے معاملے میں کسی پر سختی نہ کرنا وغیرہ آنحضور ﷺ جس معاشرے میں مبعوث ہوئے' وہاں انسانی جان کی قیمت مکھی اور مچھر کے برابر بھی نہ تھی۔ معمولی معمولی باتوں پر مختلف قبائل میں کشت وخون شروع ہوجاتا تھا جو نسل درنسل سالہا سال تک چلتا رہتا تھا۔

مولانا حالؔی رحمۃ اللہ علیہ نے مُسَدّسِ حالؔی میں زمانۂ جاہلیّت کے عرب معاشرے کی تصویر یوں کھینچی ہے۔

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے
کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

marfat.com

Marfat.com

ان لوگوں میں رواداری اور کشادہ دِلی کا تصور تک نہ تھا اور ہر قبیلہ عصبیت جاہلیہ میں بری طرح مبتلا تھا۔ انسانیت کی اس سے زیادہ تذلیل کیا ہوگی کہ نومولود یا کم سن معصوم بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے۔ باپ کے قصور کا بدلہ بیٹے سے اور بیٹے کے قصور کا بدلہ باپ سے لینے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ایک انسان کی خواہش پر ہزاروں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا' بتوں کے استھانوں پر انسانی گوشت اور خون کے چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے۔ دشمن کی لاشوں کا مُثلہ کیا جاتا تھا۔ (یعنی لاشوں کے اعضا کاٹ لیے جاتے تھے۔)

قرآنِ حکیم میں کئی جگہ اُس دَور کے لوگوں میں احترامِ انسانیت کے فقدان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان پر واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رَبُّ العَالَمِین ہے' کسی خاص طبقے کا رب نہیں بلکہ سارے جہانوں اور ہر عقیدے' مذہب اور مسالک کے انسانوں کا رب ہے یہاں تک کہ جو اس کو نہیں مانتے۔ (دہریے اور مُلحد) ان کو بھی روزی صحت اور دنیا کی دوسری نعمتیں عطا کرتا ہے۔ اس حقیقت کو مولانا حالیؒ نے یوں بیان کیا ہے:

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دینِ حق اور اپنا پسندیدہ دین قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی سورۂ بقرہ میں لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ بھی فرما دیا ہے یعنی دین میں کوئی زور زبردستی نہیں۔ گویا ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ اپنی خوشی سے اسلام قبول کرے یا اپنے مذہب (کفر) پر قائم رہے اس پر اپنا مذہب تبدیل کرنے کے لیے زور زبردستی سے کام نہیں لیا جائے گا۔

سورۂ کہف میں فرمایا گیا ہے:

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ. (آیۃ:۲۹)

یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔ (حق کو ماننے سے انکار کر دے)

marfat.com
Marfat.com

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوا ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۖ

(آیت:۳۲)

یعنی جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے (قصاص) کے سوا یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام نوعِ انسانی (انسانوں) کو قتل کر دیا اور جس نے کسی انسان کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کی جان بچائی۔ (تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔)

غور کیجیے کہ اس آیتِ کریمہ میں مسلمان کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کے بجائے نفس (انسان) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ گویا کسی بھی انسان کو خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو ناحق قتل کرنا جائز نہیں اور کسی بھی دین اور مذہب سے تعلق رکھنے والے کسی انسان کی جان بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے غیر مسلموں (مشرکین کے جذبات کا لحاظ رکھنے کا حکم بھی دیا ہے۔

سورۃ الانعام میں ارشاد ہوا ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ

(آیت:۱۰۸)

یعنی یہ مشرک اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کی حیات طیبہ قرآن حکیم کی عملی تفسیر تھی' آپ ﷺ نے احترامِ انسانیت اور کشادہ دلی کا جو نمونہ پیش کیا۔ اس کو یوں کہنا چاہیے۔

آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است
بادوستاں تلطف با دشمناں مدارا

marfat.com
Marfat.com

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔''

(الحجرات: آیت ۱۳)

رسولِ اکرم ﷺ نے اس ارشادِ ربّانی کو تفصیل کے ساتھ یوں بیان فرمایا:

''لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ بجز تقوٰی (پرہیزگاری) کے۔ تم میں زیادہ عزت و کرامت والا اللہ کے نزدیک وہی ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔''

(خطبۂ حجۃ الوداع)

احترامِ انسانیت کے سلسلے میں حضور ﷺ کے طرزِ عمل کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے اتباع میں کھڑے ہوگئے۔ پھر ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو ایک یہودی کی میت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ ایک فردِ انسانی نہ تھا؟ جب تم کسی جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

(صحیح بخاری)

(۲)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ایک سیاہ رنگ والے صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو آواز دی ''اے سیاہ رنگ والے'' اس پر حضور ﷺ ناراض ہوگئے اور فرمایا: پیمانہ پورا بھر پیمانہ پورا بھر (یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے، ہر شخص کو پیمانہ بھر کر دے، سب کو ایک پیمانہ سے دے، کسی کو کم یا زیادہ نہ

marfat.com

Marfat.com

دے یعنی انسان انسان کے درمیان امتیاز نہ کر) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کسی گورے کو کسی کالے پر (محض رنگ کی بنا پر) کوئی فضیلت نہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ زمین پر لیٹ گیا اور ان صاحب سے کہا کہ کھڑا ہو جا اور میرے چہرے کو روند ڈال میرے منہ کو اپنے پیروں سے مسل دے۔ (احیاء العلوم)

(۳)

غزوۂ بدر کے آغاز میں عتبہ شیبہ اور ولید نے اپنے مقابل ہونے والے انصار سے اس عذر کی بنا پر لڑنے سے انکار کر دیا کہ ہم (بنو قریش) بڑے لوگ ہیں اور اہل مدینہ چھوٹے۔ ہم صرف ان لوگوں سے لڑیں گے جو ہمارے ہم رتبہ ہوں۔ اس وقت تو حضور ﷺ نے انصار کو واپس بلا لیا اور قریش ہی سے تعلق رکھنے والے مردانِ حق کو ان مغرور لوگوں کے مقابلے پر بھیجا لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب سب جابرۂ قریش مغلوب ہو کر آپ ﷺ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ اعلان فرما کر ان کے نسلی غرور کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔

''اللہ نے جاہلیت کا غرور اور باپوں پر فخر کا دعویٰ باطل کر دیا، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔'' (سیرۃ النبی ﷺ)

(۴)

رسولِ اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلا اہم کام آپ نے یہ کیا کہ یہود سے معاہدۂ صلح و آشتی کیا جس میں یہود کو نہ صرف مکمل مذہبی آزادی دی گئی بلکہ شہری اور ثقافتی معاملات میں بھی ان کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیے گئے۔

(رسولِ اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی)

(۵)

۹ھ ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ساٹھ آدمیوں پر مشتمل اس وفد کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا اور اس کے ارکان کو اپنے

marfat.com

Marfat.com

طریق پر نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ اگر چہ ان لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا لیکن حضور ﷺ نے ان کی تکریم میں کوئی کمی نہ کی۔ (سیرۃ النبی ﷺ)

(۶)

رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر جنگ کرے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں جس کی موت عصبیّت پر واقع ہو۔

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! عصبیّت کیا چیز ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: عصبیّت یہ ہے کہ تم ظلم پر اپنی قوم کی ناجائز مدد کرو۔

(مشکوٰۃ باب المفاخر)

(۷)

رحمتِ عالَم ﷺ نے دشمنوں کی لاشوں کے مُثلہ (ہونٹ' کان' ناک وغیرہ کاٹنے) کی سختی سے ممانعت فرمادی نیز لڑکیوں کو زندہ زمین میں دفن کرنے کو گھناؤنا گناہ قرار دیا۔ آپ کوئی مہم روانہ فرماتے تو سردارِ فوج کو تاکیدی حکم دیتے کہ کسی بوڑھے کو' بچے کو' عورت کو قتل نہ کرنا۔ یہ ہدایت بھی دیتے کہ اپنی عبادت گاہ میں مقیم کسی مذہبی پیشوا یا خادم سے بھی کوئی تعرُّض نہ کرنا' کسی کھیت باغ وغیرہ کو نہ اجاڑنا اور نہ لوٹ مار کرنا۔

(کُتبِ سیرت وصحیح مسلم)

marfat.com
Marfat.com

حلم وتحمّل

حِلم وتحمل کا مطلب ہے' نرمی' برداشت' بُردباری' کسی کی زیادتی یا غلطی پر ضبط کرنا اوراس سے چشم پوشی کرنا۔ بالفاظِ دیگر گھر کے کسی ملازم یا ملازمہ سے' کسی عزیز سے کسی دوست سے' کسی مسلمان بھائی سے یا کسی بھی انسان سے (کسی معاملے میں) کوئی قصور ہو جائے یا اس سے قولاً/فعلاً کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو آپ کو ناگوار گزرے اور جس کے سبب آپ کو غُصہ آ جائے تو اس غُصّے کو پی لیا جائے اور قصوروار کو معاف کر دیا جائے۔ حلم و تحمل اعلیٰ درجے کی اخلاقی صفت ہے۔ اس صفت کے حامل لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں جیسا کہ اس نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

''جو لوگ غُصّے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قُصور معاف کر دیتے ہیں
ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔'' (ال عمران آیت ۱۳۴)

اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک پاک نام بھی ''الحلیم'' ہے یعنی اللہ جَلَّ شَانُہٗ بہت حلم والا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرنے میں بڑا حلیم ہے' گناہوں کی سزا جلد نہیں دیتا۔ گنہگاروں کا رزق بند نہیں کرتا' ان کی صحت وعافیت کو سلب نہیں کرتا بلکہ ان کو اپنی اصلاح و توبہ کی مہلت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ''الحلیم'' ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ حلم وتحمل کی عادت کو اپنایا جائے کہ یہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

آنحضور ﷺ پیکرِ حلم وتحمل اور سراپا خیر تھے۔ فی الحقیقت آپ ﷺ کے حلم وتحمل اور آپ کی برداشت اور بُردباری کی کوئی حد ونہایت نہیں تھی۔ اس کا جو نمونہ آپ ﷺ نے اُمّت کے

marfat.com

Marfat.com

سامنے پیش کیا۔ اگر سارے مسلمان اس کو مشعلِ راہ بنائیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ باہمی نفرتوں اور رنجشوں پر بڑی حد تک قابو نہ پالیا جائے اور معاشرے کے سب افراد "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" کی تصویر نہ بن جائیں۔ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں آپ کے حلم و تحمل کے بے شمار واقعات ملتے ہیں ان میں سے کچھ ہم یہاں اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

(۱)

مکہ میں مشرکینِ قریش نے آپ ﷺ کو ستانے میں رذالت اور کمینگی کی آخری حدوں کو چھو لیا تھا۔ ان کی بدزبانی اور گستاخی کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی آپ ﷺ پر جادوگر ہونے کی تہمت لگاتے، کبھی کاہن ہونے کا الزام دھرتے کبھی دماغی خلل کا بہتان باندھتے اور کبھی مُحَمَّدْ (تعریف کیا گیا) کے بجائے مُذَمَّم (مذمت کیا گیا) کے لقب سے آپ کو پکار کر اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے۔ ان کے جواب میں حضور ﷺ نے ہمیشہ کمال درجے کے صبر و تحمل سے کام لیا اور معاندین کو ان کے لہجے میں کبھی جواب نہ دیا۔ اگر کچھ کہا بھی تو صرف اتنا کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کی گالیوں کو مجھ سے پھیر دیتا ہے۔ وہ مُذَمَّم کو گالیاں دیتے ہیں اور میں مُحَمَّدْ ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲)

رسولِ اکرم ﷺ (ہجرت سے پہلے مکہ میں) دعوتِ توحید کے سلسلے میں کسی قبیلے یا کسی مجمع کے پاس تشریف لے جاتے تو کبھی ابوجہل اور کبھی ابولہب آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتے اور آپ ﷺ پر خاک اڑاتے یا کنکر پتھر پھینکتے اور لوگوں سے کہتے کہ یہ شخص اپنے آبائی دین سے پھر گیا ہے، جھوٹا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ تمہیں اپنے آبائی مذہب سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات و عزیٰ کو چھوڑ دو۔

ان کی ایسی حرکات کے باوجود رسول اکرم ﷺ برابر پکارتے جاتے تھے "لوگو! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو فلاح پاؤ گے" اور آپ ﷺ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ (مسندِ احمد)

marfat.com

Marfat.com

(۳)

سنہ ۶ بعدِ بعثت میں ایک دن رسولِ اکرم ﷺ دارِ ارقم سے نکل کر صفا (یا بروایتِ دیگر حجون) کے قریب لوگوں کو دعوتِ توحید دے رہے تھے کہ ابوجہل کا گزر اس طرف ہوا۔ اس کے ساتھ دو دوسرے دشمنانِ حق عدی بن حمراء اور ابن الاصداء بھی تھے۔ ابوجہل نے حضور ﷺ کو تبلیغِ حق کرتے دیکھا تو اس کی رگِ جہالت پھڑک اٹھی۔ آپ ﷺ کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور ساتھ ہی دینِ حق کے بارے میں نہایت بُرے الفاظ استعمال کیے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے آپ ﷺ پر مٹی اور گوبر بھی پھینکا۔ حضور ﷺ نے اپنے خُلقِ عظیم کے اقتضا سے بڑے تحمل سے کام لیا اور ابوجہل کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ بکتا جھکتا چلا گیا۔ یہی واقعہ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا باعث بن گیا۔ ان کو جب ابوجہل کی زیادتی کا علم ہوا تو انہوں نے حرمِ کعبہ میں جا کر ابوجہل کو خوب پیٹا (وہ حرم شریف میں ایک مجمع کے درمیان بیٹھ کر لاف زنی کر رہا تھا) اور بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ (تاریخِ طبری، مستدرکِ حاکم، سیرۃ النبی ﷺ)

(۴)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے لَوٹے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک موقع کا ذکر ہے کہ چند بدوی (صحرا یا دیہات کے رہنے والے لوگ) حنین کا مالِ غنیمت مانگتے مانگتے آپ ﷺ سے لپٹ پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو دھکیلتے دھکیلتے ببول کے ایک درخت تک لے گئے جس کے کانٹوں میں آپ ﷺ کی چادر مبارک الجھ گئی۔ نبی ﷺ اس جگہ ٹھہر گئے اور فرمانے لگے: بھائیو! میری چادر تو مجھے دے دو اگر ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی میرے پاس اونٹ ہوتے تو وہ سب میں تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو بخیل پاتے (کہ ہوتے ساتے تم سے دریغ کرتا) نہ جھوٹا (کہ وعدہ کر کے ایفا نہ کرتا) اور نہ بزدل (کہ فقر و افلاس سے ڈر کر سینت سینت کر رکھتا۔) (صحیح بخاری)

marfat.com

Marfat.com

(۵)

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک بدوی (یا بادیہ نشین) ہمیں ملا۔ اس نے بڑی سختی اور شدت کے ساتھ آپ کی چادر پکڑ کر اسے کھینچا جس سے آپ کھنچ کر اس کے سینے سے جا لگے۔ میں نے نبی ﷺ کی گردن مبارک کو دیکھا تو بدوی کے (زور سے) چادر کھینچنے کی وجہ سے اس پر چادر کے کناروں کے نشان ابھر آئے تھے۔ پھر بدوی گستاخانہ یا درشت لہجے میں بولا:

''محمد (ﷺ)! اللہ کا مال جو تمہارے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو۔''

رسولِ اکرم ﷺ (بجائے اس کے کہ اس بدوی کو سزا دیتے یا جھڑکتے) اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیے اور اسے کچھ دینے کا حکم صادر فرمایا: (صحیحین)

(۶)

۸ ہجری کا ذکر ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے غزوہ حنین کا مالِ غنیمت لوگوں میں تقسیم کیا تو ایک شخص کو جو حصہ ملا' وہ اس سے مطمئن نہ ہوا اور حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے گستاخانہ بولا:

''اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔'' (بروایت دیگر یہ تقسیم یہ اللہ کی رضامندی کے لیے نہیں ہے۔) یہ اعتراض بالکل لغو اور سخت اشتعال انگیز تھا لیکن حضور ﷺ کی شانِ حلم دیکھیے کہ آپ ﷺ نے معترض کی سرزنش کرنے کے بجائے اس کے جواب میں صرف اتنا کہا:

''جب اللہ اور اللہ کا رسول انصاف نہ کرے گا تو اور کون انصاف کرے گا' اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحمت فرمائے' وہ اس سے بھی زیادہ ستائے گئے تھے۔ (یعنی موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے ان کے سامنے کئی مرتبہ اس سے بھی زیادہ گستاخانہ باتیں کی تھیں۔)

(صحیحین)

marfat.com

Marfat.com

(۷)

۹ ہجری میں بنو تمیم کا وفد بڑی شان وشوکت اور جاہلی ٹھاٹھ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا۔ ان لوگوں کے دماغوں میں خاندانی فخر وغرور کا نشہ سمایا ہوا تھا۔ وہ آتے ہی مسجدِ نبوی کے اندر گھس پڑے۔ رسولِ اکرم ﷺ اس وقت گھر کے اندر تھے۔ ارکانِ وفد کی بے باکی اور ان کے اکھڑپن کی یہ کیفیت تھی کہ انہوں نے نہ تو حضور ﷺ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کیا اور نہ اس بات کا لحاظ کیا کہ حضور ﷺ کا مقام ومرتبہ کیا ہے بلکہ آستانہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر بے تحاشا آوازیں دینی شروع کر دیں:

''محمدؐ! باہر آؤ اور ہماری بات سنو۔''

حضور ﷺ کو ان کا اکھڑپن ناگوار تو گزرا لیکن آپ فوراً باہر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ چاہتے تو ان کی سرزنش کر سکتے تھے لیکن آپ کی شانِ حلم دیکھیے کہ آپ ﷺ نے ان سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی اور جب انہوں نے بڑے متکبرانہ انداز میں کہا کہ ہم آپ سے مفاخرت کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اسے بھی منظور فرما لیا۔

(سیرۃ ابنِ ہشام، اُسدُ الغابہ، ترجمان السُّنّہ وغیرہ)

(۸)

غزوۂ حُنین سے واپس آتے ہوئے ایک جگہ نماز کا وقت آیا تو معمول کے مطابق آنحضور ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی وہیں رک گئے۔ مؤذن نے اذان دی تو مکہ کے چند غیر مسلم نوجوانوں نے (جو قریب ہی مٹرگشت کر رہے تھے۔) چلا چلا کر بطورِ استہزا اذان کی نقل اتارنی شروع کر دی۔ حضور ﷺ نے سب کو اپنے پاس بلایا اور ان کو جھڑکنے کے بجائے بڑے پیار سے فرمایا کہ تم سب ایک ایک ہو کر اذان دو۔ چنانچہ سب نوجوانوں نے باری باری اذان دی۔ ان میں ابو محذورہ کنیت کے ایک نوجوان بہت خوش الحان تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی آواز بہت پسند آئی۔ انہیں اپنے سامنے بٹھا کر ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور برکت کے لیے دعا کی پھر ان کو اذان سکھلا کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اسی طرح حرم

marfat.com

Marfat.com

شریف میں اذان دیا کرو۔ (ابو محذورہ پر حضور ﷺ کے حلم و تحمل اور حُسنِ اخلاق کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور مدت العمر مکّہ معظمہ میں اذان دیتے رہے۔

(اُسُدُ الغابہ، دار قطنی، سیرۃ النبی ﷺ)

(۹)

ایک دفعہ ایک بدُّو سے آنحضور ﷺ نے کچھ قرض لیا (حضور ﷺ کے پاس کسی سائل کو دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہوتی تو آپ کسی سے قرض لے کر سائل کی حاجت پوری کر دیا کرتے تھے۔) معلوم نہیں قرض واپس کرنے میں کس وجہ سے دیر ہو گئی یا قرض خواہ مقررہ مدت سے پہلے اپنا قرض واپس لینے کے لیے آ گیا' اس نے بڑے درشت اور گستاخانہ لہجے میں حضور ﷺ سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس کا اندازِ گفتگو دیکھ کر صحابہؓ کرام ؓ تڑپ اٹھے اور اس کو ڈانٹ کر کہا' تو جانتا نہیں کہ کس سے بات کر رہا ہے؟ وہ بولا' میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔

حضور ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا: تم لوگوں کو اس قرض خواہ کے مطالبے کی تائید کرنی چاہیے۔ اس کا حق ہے کہ وہ قرض کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

پھر آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کو حکم دیا کہ اسی وقت اس کا اصل قرض بلکہ اس سے کچھ زیادہ ادا کرو۔ انہوں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ (ابنِ ماجہ)

(۱۰)

ایک دن ایک بدّو رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت مسجدِ نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ بدو کو آدابِ مسجد کا علم نہیں تھا۔ اس کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو مسجد ہی میں ایک طرف کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اسے مارنے کے لیے دوڑے لیکن آپ ﷺ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: جانے دو اور پانی کا ایک ڈول لا کر بہا دو۔ اللہ نے تم لوگوں کو سختی کے لیے نہیں بلکہ آسانی کے لیے بھیجا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے بدّو کو پاس بلا کر بڑی نرمی سے سمجھایا کہ مسجد میں ایسا نہیں کرتے' یہ عبادت کے لیے پاک جگہ ہے تم اب پیشاب والی جگہ پر پانی کا ڈول لا کر بہا دو۔ (صحیح بخاری)

marfat.com
Marfat.com

(۱۱)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر ؓ کو گالیاں دیں اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ (یعنی یہ واقعہ آنحضور ﷺ کے سامنے پیش آیا) وہ شخص مسلسل گالیاں دیے جا رہا تھا اور حضرت ابو بکر ؓ بڑے تحمل کے ساتھ اس کی گالیاں سن رہے تھے اور کوئی جواب نہ دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر کے صبر کرنے اور خاموش رہنے پر تعجب اور تبسم فرما رہے تھے۔ پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ گالیاں دیں (اور زبان تالو سے نہ لگائی۔) تو حضرت ابو بکر ؓ نے بھی اس کی بعض باتوں کو اس پر الٹ دیا اور کچھ جواب دیا' پس رسول اللہ ﷺ قدرے رنجیدہ ہو کر وہاں سے اٹھ کر چل دیے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے محسوس کیا کہ شاید حضور ﷺ نے ان کی کسی بات کو ناپسند فرمایا ہے چنانچہ وہ معذرت کرنے اور حضور ﷺ کی رنجیدگی کا سبب معلوم کرنے کے لیے آپ ﷺ کے پیچھے چلے۔ پس حضرت ابو بکر ؓ نے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! (یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ) وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ وہاں تشریف فرما رہے پھر جب میں نے جواب میں کچھ زبان کھولی تو آپ ناراض ہو کر وہاں سے اٹھ آئے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے ابو بکر! جب تک تم خاموش تھے اور تحمل سے کام لے رہے تھے تو تمہارے ساتھ اللہ کا ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا پھر جب تم نے خود جواب دیا تو (وہ فرشتہ چلا گیا اور) شیطان بیچ میں آ گیا۔ (اس امید پر کہ وہ لڑائی کی آگ کو خوب بھڑکا سکے گا)۔ اے ابو بکر! یہ تین باتیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں' یاد رکھو' پہلی بات تو یہ ہے کہ جس شخص پر کوئی ظلم یا زیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کے لیے اس سے درگزر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کی بھرپور مدد فرمائے گا اور دنیا و آخرت میں اس کو عزت دے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کے لیے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا

marfat.com
Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دے گا اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ) اپنی دولت بڑھانے کے لیے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا' اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور کم کر دے گا۔

(معارف الحدیث ج:۲ بحوالہ مُسندِ احمد)

(۱۲)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لباس کا صرف ایک ہی جوڑا رہ گیا تھا۔ کثرت استعمال سے یہ بوسیدہ اور میلا ہو گیا تھا۔ پسینہ آتا تو اس لباس کو اور بوجھل کر دیتا اور حضور ﷺ تکلیف محسوس فرماتے۔ اتفاق سے انہی ایام میں کپڑے کے تاجر ایک یہودی کے پاس شام سے کپڑے آئے۔ اس وقت کپڑا خریدنے کے لیے حضور ﷺ کے پاس رقم نہیں تھی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' آپ کو نئے کپڑوں کی سخت ضرورت ہے' ایک جوڑا اس یہودی سے قرض منگوا لیجیے۔ حضور ﷺ نے یہودی کے پاس آدمی بھیجا کہ ایک جوڑا کپڑوں کا بطور قرض مجھے بھیج دو۔ بدبخت یہودی نے کپڑا دینے کے بجائے تیوری چڑھا کر کہا:

''معلوم ہوتا ہے کہ میرا مال بغیر دام دیے یونہی اڑانے کا ارادہ ہے۔''

حضور ﷺ کے فرستادہ آدمی نے واپس آ کر آپ ﷺ کو یہودی کی بکواس سے آگاہ کیا تو آپ کو یہ ناگوار تو گزری لیکن آپ نے بڑے صبر و تحمل سے کام لیا اور صرف اتنا فرمایا ''وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں سب سے بڑھ کر احتیاط کرنے والا اور سب سے زیادہ امانت کا ادا کرنے والا ہوں۔''

(سیرۃ النبیؐ بحوالہ جامع ترمذی)

(۱۳)

ذیقعدہ ۶ ہجری میں آنحضور ﷺ اور قریشِ مکہ کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر (چند شرائط پر) صلح ہو گئی۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ تحریر کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے جب حضور ﷺ کے حکم کے مطابق یہ الفاظ لکھے ''هٰذَا مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ'' (یہ تحریر

marfat.com

Marfat.com

اللہ کے رسول محمد کی طرف سے ہے) تو قریشِ مکّہ کے نمائندے اور سفیر سہیل بن عمرو چمک کر بولے' ہمیں یہ الفاظ منظور نہیں کیونکہ ہم آپ کو رسول نہیں تسلیم کرتے' ان کے بجائے 'محمد بن عبداللہ کی طرف سے'' کے الفاظ لکھے جائیں۔ حضور ﷺ چاہتے تو سہیل کا یہ نامعقول مطالبہ مسترد کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے ازراہِ تحمل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' جیسے سہیل کہتا ہے ویسا ہی لکھ دو''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میری کیا مجال کہ میں ''رسول اللہ'' کے الفاظ قلمزد کروں۔'' اس پر حضور ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ مٹا دیے۔ (سیرۃُ النّبی ﷺ)

(۱۴)

آنحضور ﷺ کی سیرتِ طیبّہ میں آپ ﷺ کے حلم و تحمل کے جو واقعات ملتے ہیں ان میں حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ خصوصیّت سے قابلِ ذکر ہے۔ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کا شمار اہل کتاب صحابہ میں ہوتا ہے یعنی وہ صحابہ جو قبولِ اسلام سے پہلے یہودی یا نصرانی تھے۔ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے علمائے یہود میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ خود بیان کیا ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے:

''رسول اللہ ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ مُنوّرہ تشریف لائے اور مجھے آپ ﷺ سے ملنے کا اتفاق ہوا تو میں نے آپ کے روئے انور پر وہ سب نشانیاں دیکھ لیں جو نبیِ آخرُالزّماں کی توریت میں دی گئی تھیں اور میری نظر سے گزر چکی تھیں لیکن ابھی دو چیزوں کا مجھے تجربہ کرنا تھا پہلی یہ کہ کیا اُس کا حلم اسؐ کے غُصّے پر غالب آجاتا ہے اور کیا دوسروں کی جاہلانہ حرکتیں (زیادتیاں) اس کے حلم و تحمل کو اور بڑھا دیتی ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے ملنا جلنا شروع کر دیا تا کہ آپ ﷺ کے حلم کا اندازہ کر سکوں۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے باہر نکلے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اسی وقت ایک دیہاتی آدمی (اعرابی یا بدّو) آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں بستی کے لوگوں نے اسلام قبول کیا' میں ہمیشہ ان سے یہ کہتا تھا کہ اسلام قبول کر لو تو

marfat.com

Marfat.com

رزق میں فراوانی ہوگی لیکن اللہ کی قدرت کہ اس سال خشک سالی کی وجہ سے یہ بستی قحط کا شکار ہوگئی ہے' مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس بستی کے لوگ بددل اور مایوس ہوکر اسلام سے منحرف نہ ہو جائیں۔ اگر آپ ان کی مدد کے لیے کچھ غلہ وغیرہ بھیجیں تو بہتر ہوگا۔ اس شخص کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کچھ فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ! (فلاں رقم یا شے میں سے تو کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔ اب میں آپ کے قریب گیا اور کہا کہ آپ فلاں باغ کی کھجوریں کچھ مہلت کے ساتھ فروخت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ کھجوریں فروخت تو کرنا چاہتا ہوں مگر کسی خاص باغ کی تخصیص نہیں کرسکتا۔ میں نے کہا' بہت اچھا: پھر میں نے اپنا مال رکھنے کی تھیلی کھولی اور اسی مثقال سونا ایک معین مدت کے لیے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ (آپ ﷺ نے یہ سونا یا اس سونے سے غلہ خرید کر قحط شدہ بستی کے لیے بھیج دیا۔ روایت میں اس کی تصریح نہیں کی گئی لیکن قرینہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔) جب معین مدت میں دو تین دن باقی رہ گئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور غضب آلود نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: محمد (ﷺ)! تم نے اب تک میرا قرض ادا نہیں کیا' واللہ بنو عبدالمطلب ہمیشہ لین دین میں ایسے ہی حیلے حوالے کرتے ہیں۔ اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ وہ میرا گستاخانہ رویہ دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہوگئے اور تلوار پر ہاتھ ڈالتے ہوئے بولے' او اللہ کے دشمن! رسول اللہ ﷺ سے گستاخی کررہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اے عمر! مجھے تو تم سے یہ امید تھی کہ تم اس کو نرمی سے تقاضا کرنے کے لیے کہتے اور مجھ سے کہتے کہ وقت پر اس کا قرض ادا کردوں' اب جاؤ اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد بیس صاع کھجوریں اور زیادہ دے دو۔

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ بیس صاع زیادہ کیوں دینے کا کہتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اس لیے کہ میں نے تم سے سخت کلامی کی ہے' یہ اس کا کفارہ ہے۔ پھر میں نے کہا' عمر! تم نے مجھے پہچانا؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ میں نے کہا کہ میں زید بن سعنہ ہوں۔"

marfat.com

Marfat.com

حضرت عُمرؓ نے کہا: وہی زید جوالحبر (عالمِ اجلّ) مشہور ہے؟

میں نے کہا' ہاں

انہوں نے کہا کہ (ایک عالم ہوتے ہوئے) تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا رویہ کیوں اختیار کیا؟

میں نے کہا' نبوت کی اور تمام نشانیاں تو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر تھیں' صرف ان دو باتوں کا تجربہ کرنا تھا کہ ان کا حلم ان کے غصے پر غالب ہوتا ہے اور لوگوں کا جاہلانہ طرزِ عمل ان کے حلم و تحمل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ ان باتوں کی تصدیق ہو گئی لہٰذا اب میں بخوشی حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لیے تیار ہوں۔''

اس کے بعد زید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ساتھ ہی اپنا نصف مال راہِ خدا میں صدقہ کر دیا۔ اسلام لانے کے بعد عہدِ رسالت میں جو غزوات ہوئے ان سب میں شریک ہوئے۔ ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس آتے ہوئے راستے میں شہادت نصیب ہوئی۔ (اہلِ کتاب صحابہ و تابعین بحوالہ مستدرکِ حاکم)

نوٹ

۱- مِثقال کا وزن 3/1 تولہ یا ۴٫۳۳ گرام کے برابر ہوتا ہے۔

۲- صاع کا وزن ۲ کلو ۱۷۶ گرام گیہوں کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔

(جزیرۃ العرب از مولانا محمد رابع ندوی)

(۱۵)

ایک دفعہ ایک اعرابی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے کچھ طلب کیا۔ (ایک روایت کے مطابق کسی خون بہا کے سلسلے میں امداد مانگی۔ حضور ﷺ نے اسے کچھ عطا فرمایا اور اس سے پوچھا: کیوں ٹھیک ہے تم مطمئن ہو؟ وہ درشتی کے ساتھ بولا: نہیں' تم نے میرے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا۔ اس کے لب و لہجہ پر بعض صحابۂ کرامؓ کو (جو وہاں موجود تھے) سخت غصہ آیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اس کو قرار واقعی سزا دیں لیکن

marfat.com

Marfat.com

رسولِ اکرم ﷺ کی شانِ حلم وتحمل نے اسے گوارا نہ کیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر ہاتھ اٹھانے سے منع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد حضور ﷺ اس مجلس سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے، وہاں آپ ﷺ نے اس اعرابی کو بلایا اور اسے کچھ اور دیا پھر اس سے پوچھا: اب تو خوش ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اللہ تعالیٰ میری، میرے گھر والوں اور خاندان کے دوسرے لوگوں کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو نے پہلے میرے صحابہ کے سامنے جو کچھ کہا تھا، اس پر ان کو غصہ آ گیا تھا، اب تو نے میرے سامنے جو کچھ کہا ہے اُسے میرے صحابہ کے سامنے بھی دہرا دینا تا کہ ان کا غصہ دور ہو جائے۔ اعرابی نے کہا: بہت بہتر، چنانچہ حضور ﷺ نے باہر تشریف لا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اس سے پوچھا: جو کچھ تمہیں مل گیا ہے تم اس سے مطمئن ہو؟ اس نے کہا کہ: جی ہاں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور اس اعرابی کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس کی اونٹنی اس سے بدک کر بھاگ گئی۔ لوگوں نے اس اونٹنی کا جتنا پیچھا کیا وہ اور بھاگی۔ اونٹنی کے مالک نے لوگوں سے کہا، تم سب پیچھے ہٹ جاؤ، یہ میری اونٹنی ہے اور اس کی عادت سے میں ہی واقف ہوں۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے اب اس آدمی نے زمین پر گری ہوئی کچی کھجوریں جمع کر کے اونٹنی کو دکھائیں اور پچکار کر اسے بلایا تو وہ فوراً اس کے پاس دوڑی آئی؟ اس نے اس کو پکڑ کر اس پر کجاوہ کس دیا۔ اگر تم لوگ (صحابہ) اس کو مار ڈالتے تو یہ جہنم میں چلا جاتا۔ (مُسندِ بزّار، تفسیر ابنِ کثیر، ابنِ حبّان)

(۱۶)

۸ ہجری میں غزوۂ حنین اور محاصرۂ طائف کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے جِعرّانہ کے مقام پر حنین کا مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمایا تو عام تقسیم سے پہلے حضور ﷺ نے مؤلفتہ القلوب کو خصوصی بڑے حصے عطا فرمائے۔ مؤلفتہ القلوب وہ قرشی اور غیر قرشی بارسوخ عرب سردار تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ ان میں حضرت ابوسفیان بن حرب، یزید بن ابوسفیان، معاویہ بن ابوسفیان، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہم

marfat.com

Marfat.com

جیسے قریش کے رؤسا اور اقرع بن حابس (بنو تمیم کے رئیس) عینیہ بن حصن فزاری ﷺ (بنو فزارہ کے سردار) اور عباس بن مرداس (بنو سُلَیم کے سردار) جیسے غیر قرشی اکابر قبائل شامل تھے۔ ان اصحاب کو چالیس سے لے کر سو اونٹ تک عطا ہوئے اور بعض کو ان کے علاوہ چاندی کی ایک خاص مقدار بھی اونٹوں کے ساتھ عطا کی گئی۔ اس غیر معمولی عنایت کا مقصد یہ تھا کہ نو مسلم اصحاب مضبوطی سے اسلام پر جم جائیں اور دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھ کر اسلام کی طرف راغب ہوں۔ ان اصحاب میں سے بنو سُلَیم کے سردار عباسؓ بن مرداس کو چالیس اونٹ ملے تو وہ دوسرے سرداروں سے کم حصہ ملنے پر ناراض ہو گئے۔ وہ ایک کہنہ مشق شاعر بھی تھے فوراً چند اشعار (قصیدہ کی صورت میں) فی البدیہہ کہے جن میں اپنی ناخوشی کا اظہار کیا۔ ان کے یہ اشعار حضور ﷺ کی تقسیم کو نامنصفانہ قرار دینے کے مترادف تھے۔ آپ ﷺ نے یہ اشعار سنے تو حضرت عباس ﷺ کی سرزنش کرنے کے بجائے انتہائی ضبط و تحمل سے کام لیا اور حضرت علی ﷺ سے فرمایا' علی! اس کی زبان کاٹ دو۔ حضرت علی ﷺ نے عباس ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ راستے میں عباس ﷺ بولے' اے علی! کیا میری زبان کاٹو گے؟ حضرت علی ﷺ نے فرمایا: تم میرے ساتھ چلے آؤ' میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ یہ فرما کر انہیں اونٹوں کے گلے میں لے گئے اور ان سے کہا کہ ان میں سے سو اونٹ اپنی پسند کے چن لو۔ اب حضرت عباس ﷺ حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب سمجھے اور سو اونٹ لے کر خوش ہو گئے۔

(۱۷)

حنین کے غنائم کی تقسیم میں قریش اور دوسرے قبائل عرب کو ترجیح دیے جانے پر انصار افسردہ خاطر ہو گئے۔ وہ اس معاملے میں حکمتِ نبویؐ نہ سمجھ سکے اور ان کے جوشیلے افراد (بالخصوص نوجوانوں) میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ ہم (انصار) نے ہر مشکل وقت میں دین کی خاطر بے دریغ قربانیاں دیں اور مشرکین کے مقابلے میں خون بہانے سے کبھی گریز نہیں کیا لیکن مالِ غنیمت سارا قریش اور عرب کے دوسرے لوگ لے گئے۔ بعض نے تو

marfat.com

Marfat.com

یہاں تک کہہ دیا کہ ''خدا کی قسم رسول اللہ اپنی قوم سے جا ملے ہیں۔'' حضور ﷺ کو ان چہ میگوئیوں کی خبر ہوئی تو آپ کو بہت رنج ہوا۔ اس بارے میں آپ ﷺ نے انصار کے بعض سرداروں سے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمارے بعض نوجوانوں نے ایسی باتیں کہی ہیں لیکن کسی سمجھدار اور ذمہ دار آدمی نے اس قسم کی بات نہیں کی۔ (البتہ ایک روایت کے مطابق رئیسِ خزرج حضرت سعد بن عبادہ ﷛ نے اتنا ضرور کہا کہ میری قوم کے بعض لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں، میں بھی اپنی قوم ہی کا ایک آدمی ہوں۔) اب حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ایک چھولداری نصب کی جائے اور اس میں سب انصار جمع ہوں۔ جب سب انصار چھولداری میں جمع ہو گئے تو حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''انصار کے لوگو! یہ کیا چہ میگوئی ہے جو میں سن رہا ہوں اور یہ کیسی ناراضی ہے جو تم دبی زبان سے ظاہر کر رہے ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ جب میں تمہارے ہاں آیا تو تم کفر و شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے، میں تمہیں اس دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر لایا اور جنّت کا مستحق بنایا، تم محتاج اور مفلس تھے تم کو غنی بنایا، تم باہم دشمن تھے۔ (ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے) میں نے تم میں اتحاد اور اتفاق پیدا کیا اور اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیے۔

رسولِ کریم ﷺ کے ہر ارشاد پر انصار بے ساختہ کہتے جاتے تھے، بے شک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بڑا احسان ہے۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: تم بھی اپنے احسانات بیان کرو۔

انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ تجھے اپنے گھر سے نکالا گیا، ہم نے اپنے گھر میں تجھے پناہ دی، تجھے جھٹلایا گیا تھا، ہم نے تیری تصدیق کی، تو بے یار و مددگار تھا، ہم نے تیری مدد کی، تو محتاج تھا، ہم نے تجھے غنی کیا۔ تم یہ کہتے جاؤ گے اور میں کہتا جاؤں گا، تم سچ کہتے ہو۔ اے معشرِ انصار! تم دنیا کی اس عارضی دولت کے لیے

marfat.com
Marfat.com

ناراض ہو گئے جس کے ذریعے میں نے لوگوں کی تالیفِ قلب کی تھی تا کہ وہ اسلام پر پختہ ہو جائیں اور تم کو تمہارے اسلام کے حوالے کر دیا تھا۔ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ دوسرے لوگ اونٹ اور بکریاں اپنے گھروں کو لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھر لے جاؤ۔

حضور ﷺ کے ارشادات سن کر اور آپ ﷺ کا حلم وتحمل دیکھ کر انصار کی عجیب حالت ہوئی۔ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں، آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور وہ بے اختیار پکار اٹھے۔ ''ہم کو صرف محمد رسول اللہ ﷺ درکار ہیں۔''

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: انصار میرے ہیں اور میں انصار کا ہوں، اے اللہ! انصار اور انصار کے لڑکوں پر رحم فرما، قریش کو صرف تالیفِ قلب کے لیے زیادہ دیا گیا ہے اس لیے نہیں کہ ان کا حق زیادہ ہے۔ (صحیح بخاری، رحیق المختوم)

marfat.com
Marfat.com

دریوزہ گری اور سوال سے نفرت

شدید ضرورت یا مجبوری کے سوا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا بطور پیشہ بھیک مانگنے یا سوال کرنے کو حضور ﷺ سخت ناپسند فرماتے تھے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ اس کریہہ حرکت سے اجتناب کریں۔ اگرچہ آپ کے جود و سخا کی کوئی حد و نہایت نہیں تھی اور کوئی سائل آپ ﷺ کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا لیکن کسی کا شدید ضرورت کے بغیر سوال کرنا آپ ﷺ پر گراں گزرتا تھا اور آپ ﷺ اس کو مناسب الفاظ میں اس حرکت کی قباحت سے آگاہ فرماتے تھے۔

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے کچھ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے مرحمت فرمایا۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ انہوں نے پھر حضور ﷺ کے سامنے دست سوال دراز کیا۔ آپ نے پھر ان کا سوال پورا کیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے تیسری دفعہ پھر حضور ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے عنایت تو فرما دیا لیکن حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بدیں الفاظ نصیحت فرمائی:

”اے حکیم! یہ مال (دولت) ایک (دل کو لبھانے والی) سبز شیرینی ہے جو شخص اس کو بے نیازی کے ساتھ قبول کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو حرص اور لالچ کے ساتھ حاصل کرتا ہے وہ اس برکت سے محروم رہتا ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو کھائے اور سیر نہ ہو۔ یاد رکھو کہ اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔“

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ پر حضور ﷺ کی نصیحت کا ایسا اثر ہوا کہ تادمِ مرگ کبھی کسی سے کچھ نہ

marfat.com
Marfat.com

مانگا یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمرؓ فاروق ؓ اپنے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو وظیفہ دینے کے لیے بلاتے رہے لیکن انہوں نے اس کے لینے سے معذرت کی۔ (صحیح بخاری کتاب الصدقات)

(۲)

حجۃ الوداع ۱۰ ہجری کے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ صدقات کا مال تقسیم فرمارہے تھے کہ اس مال کے مستحقین میں دو ایسے آدمی بھی آشامل ہوئے جو بظاہر تندرست و توانا تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

''اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہیں اس مال سے کچھ دے سکتا ہوں لیکن صاحبِ حیثیت اور کام کرنے کے قابل تندرست لوگوں کا اس پر کوئی حق نہیں۔'' (ابوداؤد کتاب الزکوۃ)

(۳)

(ایک دفعہ مدینہ منورہ کے رہنے والے چند غریب صحابہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور آنحضور ﷺ سے مالی امداد کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے ان سب کو کچھ عطا فرمایا۔ انہوں نے پھر کچھ مانگا آپ نے پھر کچھ عنایت کیا۔ وہ بار بار مانگتے تھے اور آپ عطا فرماتے جاتے تھے۔ جب سارا مال تقسیم ہو گیا اور آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ بچا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے انصار! میرے پاس جب تک کچھ ہو گا میں تم سے اس کو بچا کر نہ رکھوں گا لیکن (یاد رکھو) جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگے کہ وہ اسے بھیک مانگنے اور دوسروں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ذلت سے بچائے تو وہ اسے بچا دیتا ہے اور جو شخص اللہ سے دولت یا بے نیازی طلب کرتا ہے وہ اس کو عطا کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کرتا ہے اللہ اس کو صابر بنا دیتا ہے اور صبر سے اچھی اور وسیع تر دولت کسی کو نہیں دی گئی۔ (صحیح بخاری کتاب الصدقات)

(۴)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نبی ﷺ کی

marfat.com

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے سوال کیا۔ (آپ کے سامنے ہاتھ پھیلایا) آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں؟ اس نے کہا' ایک کمبل ہے جسے کچھ اوڑھتا ہوں اور کچھ بچھاتا ہوں' (اس کے علاوہ) ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا' یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آ

وہ لے آیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: انہیں کون خریدتا ہے؟

ایک شخص نے عرض کیا۔ ''میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے دو تین مرتبہ فرمایا:

''کوئی ہے جو ان چیزوں کی اس سے زیادہ قیمت دینے پر تیار ہو۔؟''

ایک شخص نے کہا کہ میں ان کو دو درہم میں خریدتا ہوں۔

آپ ﷺ نے وہ چیزیں (کمبل اور پیالہ) اسے دے دیں اور دو درہم لے کر اس انصاری کو دے کر فرمایا:

''ایک درہم سے اپنی خوراک کا سامان کرو (غذا خرید کر گھر میں دے آؤ) اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید لاؤ۔

وہ کلہاڑی خرید لایا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کلہاڑی میں دستہ لگایا اور اس کو ہدایت کی کہ (جنگل میں جا کر) لکڑیاں کاٹ کر اکٹھی کرو اور انہیں (شہر میں لا کر) بیچا کرو۔ پندرہ دن تک میرے پاس واپس مت آؤ اسی کام میں لگے رہو۔ وہ چلا گیا لکڑیاں کاٹ کر اکٹھی کرتا تھا اور بیچتا تھا۔ پندرہ دن کے بعد واپس آیا تو اس کے پاس دس درہم ہو گئے تھے۔ ان میں سے کچھ درہموں کا کپڑا خریدا اور کچھ درہموں کا غلہ (یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ بات تیرے لیے بہتر ہے یا وہ بہتر ہے کہ تو سوال کرے اور قیامت کے دن اپنے چہرے پر گدائی کا دھبہ لے کر جائے۔ پھر فرمایا: سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے ایک ایسا محتاج جسے احتیاج نے زمین پر گرا دیا ہو' دوسرا وہ مقروض جس پر بہت بھاری قرض ہو گیا ہو اور وہ اسے ادا کرنے سے قاصر ہو اور تیسرا وہ شخص جس پر خون بہا (کی رقم) واجب الادا ہو اور وہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو۔ (ابوداؤد باب یجوز فیہ المسئلۃ)

marfat.com

Marfat.com

عفوودرگزر

اپنے بیگانے ہر ایک کی زیادتیوں اور غلطیوں سے درگزر کرنا اور دشمنوں پر قابو پاکر ان کو معاف کر دینا عفو ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ درجے کی اخلاقی صفت قرار دیا ہے ایسی صفت جو گناہوں کی بخشش اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ خالقِ کائنات نے رحمتِ عالم ﷺ کو عفوودرگزر سے خاص طور پر مُتّصِف کیا تھا۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں عفوودرگزر کے لاتعداد واقعات ملتے ہیں' ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۱)

مشرکینِ قریش تیرہ سال تک رسولِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے رہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں' برے برے نام دیے۔ نعُوذُ باللہ کبھی جادوگر' کبھی شاعر اور کبھی مجنون کہا۔ مارنے کی دھمکیاں دیں' دعوتِ توحید کا مذاق اڑایا' راستوں میں کانٹے بچھائے' جسمِ اقدس پر نجاستیں پھینکیں' گلے میں پھندا ڈالا' پُشتِ مبارک پر (حالتِ نماز میں) اونٹ کا اوجھ رکھا' تین برس تک شعبِ ابی طالب میں محصور رکھا۔ غرض ظلم وستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے حضور ﷺ اور دوسرے اہلِ ایمان پر نہ آزمایا۔ یہ ان کا ظلم وجَور ہی تھا جس کی وجہ سے اہلِ ایمان کی ایک بڑی تعداد حضور ﷺ کے ایماء پر مکّہ سے ہجرت کرکے حبش چلی گئی یہاں تک کہ چند سال کے بعد آپ نے باقی صحابہ ﷺ کو بھی یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور پھر خود بھی اِذنِ الٰہی پاکر مکّہ سے ہجرت کرکے یثرب تشریف لے گئے (اور اسے مدینۃُ النّبی بنا دیا۔) لیکن ہجرت کے بعد بھی مشرکینِ مکّہ کو مسلمانوں کا مدینہ میں امن سے

marfat.com

Marfat.com

رہنا ایک آنکھ نہ بھایا اور وہ اپنی جارحانہ کارروائیوں کے ذریعے مسلمانوں کو برابر ستاتے رہے۔ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو حق اور اہلِ حق کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر حضور ﷺ کے رحم و کرم پر تھے۔ دس ہزار مسلح مجاہدین آپ کے ہم رکاب تھے اور دنیا کی کوئی طاقت آپ ﷺ کو اپنے ان دشمنوں سے انتقام لینے سے نہیں روک سکتی تھی۔ آپ ﷺ کا ایک اشارہ ہی ان سب کو خاک و خون میں لوٹانے کے لیے کافی تھا لیکن آپ ﷺ کی شانِ عفو و رحم دیکھیے کہ جب سب جباران قریش خوف سے لرزہ براندام آپ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر سب کو معاف فرما دیا: آج میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی، آج تم پر کوئی الزام نہیں (کوئی باز پرس نہیں، کوئی مواخذہ نہیں) اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔" (سیرۃ النبی ﷺ)

(۲)

ذیقعدہ ۶ ہجری میں جن ایام میں مسلمان (صلح نامہ حدیبیہ معرضِ تحریر میں آنے سے پہلے) حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، ایک دن مشرکینِ مکہ کے چالیس پچاس نوجوان رات کو دبے پاؤں آئے اور مسلمانوں کے پڑاؤ پر تیر اور پتھر برسانے لگے۔ پڑاؤ کے پہرے دار ہوشیار تھے۔ انہوں نے ان شریر نوجوانوں کو گرفتار کر لیا اور رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔ (ضیاء النبی ج ۴)

ایک اور موقع پر مشرکینِ قریش کے اسی آدمی نمازِ فجر کے وقت حدیبیہ آئے اور عین اس وقت جب نماز ادا کی جا رہی تھی، مسلمانوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ صحابہ ﷺ کی ایک جماعت کے ساتھ پہرے دار کا فرض انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے حسنِ تدبیر سے سارے اشرار کو گرفتار کر لیا۔ انہیں حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے رحم کھا کر انہیں بھی چھوڑ دیا۔

(رحمۃ للعالمین جلد اول و دیگر کتب سیرت)

marfat.com

Marfat.com

(۳)

غزوۂ اُحد (۳ھ) میں رسول اکرم ﷺ کے جاں نثار چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو سپہ سالارِ قریش ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہند بنت عتبہ نے اپنے دل کی بھڑاس یوں نکالی کہ شہید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ پھاڑ کر ان کا کلیجا نکالا اور اسے چباڈالا پھر ان کی ناک کان کاٹ کر ہار بنایا۔ رسولِ کریم ﷺ کو عمِّ محترم کی دائمی جدائی سے سخت صدمہ پہنچا تھا۔ ہند کی اس حرکت نے اس صدمے میں اضافہ کر دیا لیکن مکّہ کی فتح کے بعد جب ہند آپ ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ نے ان کے سابقہ کردار سے چشم پوشی کرتے ہوئے انہیں بالکل معاف فرمادیا۔ (صحیح بخاری)

(۴)

حضرت فضالہ بن وہب لیثی رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے دوسرے مشرکین کی طرح آنحضور ﷺ کے سخت دشمن تھے۔ فتح مکّہ کے بعد جب حضور ﷺ خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ فضالہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے آپ ﷺ کے پیچھے ہولیے یا بروایت دیگر آپ کی طرف بڑھے۔ حضور ﷺ سمجھ گئے۔ آپ نے فرمایا: فضالہ تم ہو؟ انہوں نے کہا' جی ہاں' میں فضالہ ہوں۔ فرمایا: ابھی تمہارا دل تم سے کیا باتیں کر رہا تھا؟ وہ بولے' کچھ نہیں' اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا تھا۔ ان کا مصنوعی جواب سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے اور استغفر اللہ کہہ کر ان کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اس سے یکایک ان کے دل کی حالت یکسر تبدیل ہوگئی۔ انہوں نے سچے دل سے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں وہ کہا کرتے تھے کہ جونہی حضور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا' میرا دل رسول اللہ ﷺ کی محبت سے معمور ہو گیا اور تمام مخلوق میں کوئی آپ ﷺ سے زیادہ میرا محبوب نہ رہا۔ (سیر الصحابہ ج ۷)

(۵)

قبولِ اسلام سے پہلے وحشی بن حرب نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ اُحد میں شہید کیا تھا (کرامیہ کے قاتل کی حیثیت سے) فتحِ مکّہ کے بعد وہ ڈر کے مارے بھاگ کر طائف چلے

marfat.com

Marfat.com

گئے۔(ان کو خدشہ تھا کہ حضور ﷺ ان کو حضرت حمزہؓ کے قصاص میں قتل کرا دیں گے۔)
لیکن جب ان کو کسی نے بتایا کہ حضور ﷺ کا دامانِ عفو بہت وسیع ہے تو وہ اہلِ طائف کے ایک وفد میں شامل ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے معافی کی التجا کی۔ اگرچہ ان کا جرم بہت گھناؤنا تھا اور یہ رسولِ اکرم ﷺ کے لیے سخت صدمے اور اذیت کا باعث ہوا تھا مگر حضور ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا اور صرف اتنا فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کرو تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے چچا کی یاد آ جاتی ہے۔ (صحیح مسلم، اسد الغابہ)

(۶)

ہبار بن اسود قبولِ اسلام سے پہلے حضور ﷺ کے سخت دشمن تھے۔ آپ ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکے سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں تو ہبار نے ان کے اونٹ کا تعاقب کیا اور اپنے نیزے سے ایسا کچوکا دیا کہ حضرت زینب ہودج سے نیچے زمین پر گر گئیں۔ اس صدمے سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ حضور ﷺ کو ان کی اس حرکت کی وجہ سے سخت دکھ ہوا۔

صرف یہی نہیں، ہبار نے اہلِ حق کے خلاف کئی اور جرم بھی کیے تھے۔ ان کی بنا پر حضور ﷺ نے ان کو واجب القتل قرار دیا لیکن فتحِ مکہ کے بعد جب انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے پیش ہو کر اپنے جرائم پر ندامت کا اظہار کیا اور معافی کے خواستگار ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا: (الاصابہ)

(۷)

ہجرتِ نبویؐ کے بعد ایک دفعہ مدینہ منوّرہ میں ایک نووارد کی نقل و حرکت پر صحابۂ کرامؓ کو کچھ شبہ ہوا۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہے اور رسولِ اکرم ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے مدینہ آیا ہے۔ صحابہؓ نے اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تو رعبِ نبوّت اور اپنے جرم کے احساس سے اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور ﷺ کو اس پر رحم آ گیا اور آپ ﷺ نے یہ فرما کر اسے آزاد کرنے کا حکم دیا:

marfat.com
Marfat.com

''ڈرو نہیں: اگر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کرتے تو اللہ تمہیں اس میں
کامیاب نہ کرتا۔'' (مُسندِ احمد)

(۸)

غزوۂ بدر (۲ ہجری) میں بنو جُمَح کا ایک بااثر سردار امیّہ بن خَلَف (جو اسلام کا بدترین دشمن تھا۔) مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ چند دن کے بعد اس کے بیٹے صفوان نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار عمیر بن وہب کو (جن کا شمار قریش کے بہادر جوانوں میں ہوتا تھا) اس کام پر مامور کیا کہ مدینہ جا کر رسولِ اکرم ﷺ کو شہید کریں۔ اس کے صلے میں وہ ان کا قرض بھی ادا کر دے گا اور ان کے اہل و عیال کی تازیست کفالت بھی کرے گا۔ عمیر نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ وہ یہ ناپاک مہم سرانجام دینے کے لیے مدینہ پہنچے اور اونٹ پر سوار مسجدِ نبوی ﷺ کی طرف بڑھے جہاں رسولِ اکرم ﷺ چند جاں نثاروں کے درمیان رونق افروز تھے۔ مسجدِ نبوی کے قریب پہنچ کر عمیر نے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر ان کا ارادہ بھانپ لیا اور انہیں پکڑ کر رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: تم کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔

انہوں نے کہا: اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لیے جو اس وقت مسلمانوں کی قید میں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمیر! سچ کہو یہاں کس ارادے سے آئے ہو؟ مکّہ میں صفوان بن امیّہ اور تمہارے درمیان حجر میں کیا طے ہوا تھا؟

(اس منصوبے کی اطلاع حضور ﷺ کو وحی کے ذریعے مل گئی تھی۔)

عُمیر نے حضور ﷺ سے اس منصوبے کی تفصیل پوچھی تو آپ نے اس کی پوری تفصیل بیان کر دی۔ اس پر عُمیر نے کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے عزمِ بد کا اعتراف کیا اور حضور ﷺ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا اور ان کے بیٹے کو بھی بغیر فدیہ لیے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ اسلام کے جانباز سپاہی بن گئے۔ فتحِ مکّہ کے بعد ان کی سفارش پر حضور ﷺ نے صفوان بن امیّہ کو بھی معاف

marfat.com

Marfat.com

فرمادیا اور وہ غزوۂ حنین کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ (سیرۃ ابنِ ہشام)

(۹)

حضرت فُرات بن حیان بن ثعلبہ عجلی قبول اسلام سے پہلے مکّہ میں مشرکینِ بنی سہم کے حلیف تھے اور دوسرے مشرکوں کی طرح وہ بھی اسلام کے سخت دشمن تھے۔ وہ عرب کے چپے چپے سے واقف تھے اور قافلوں کی رہبری کرنا (یعنی بطور گائیڈ Guide قافلوں کے آگے چلنا) ان کا پیشہ تھا۔ ۳ ہجری میں قریش کا ایک بڑا تجارتی قافلہ صفوان بن امیہ کی قیادت میں شام کی جانب روانہ ہوا۔ اس کی رہبری فرات کر رہے تھے۔ آنحضور ﷺ کو اس قافلے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ کو دو سو سوار دے کر اس قافلے پر چھاپا مارنے کے لیے روانہ فرمایا: مجاہدین اسلام کی آمد کی خبر سن کر قافلے کے محافظ بھاگ گئے البتہ فرات بن حیان مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ مجاہدین نے قافلے کے تمام سامان پر قبضہ کرلیا اور اس سامان اور فرات کو ساتھ لے کر مدینہ پہنچے۔ مولانا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی ﷺ میں لکھا ہے کہ فُرات بن حیان کو رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ (کیونکہ ان پر دو سنگین نوعیت کے الزام تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ مشرکوں کی طرف سے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے تھے اور دوسرا یہ کہ وہ رسولِ اکرم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔) لوگ ان کو پکڑ کر لے چلے تو انصار کے ایک محلّے میں پہنچ کر انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری صحابی نے آ کر حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ فُرات کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ "تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ایمان کا حال ہم ان ہی پر چھوڑ دیتے ہیں' ان میں سے ایک فرات بن حیان ہے۔" اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرات کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فرات صدقِ دل سے مسلمان ہو گئے اور حضور ﷺ نے ان کو یمامہ میں ایک زمین عنایت فرمائی۔

(اُسدُ الغابہ' سیرۃ النبیؐ)

marfat.com
Marfat.com

(۱۰)

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ باپ کی طرح رسولِ اکرم ﷺ کے شدید دشمن تھے۔ بدر سے لے کر فتحِ مکہ تک مسلمانوں کے خلاف قریشِ مکہ کی ہر مہم میں شریک رہے یہاں تک کہ فتحِ مکہ کے دن جن شر پسندوں نے مسلمانوں کے ایک دستے پر حملہ کیا' ان میں وہ بھی شریک تھے۔ عکرمہ کے ان جرائم کی بنا پر حضور ﷺ نے ان کو واجب القتل قرار دیا تھا۔ چنانچہ فتحِ مکہ کے وقت وہ اپنی جان بچانے کے لیے مکہ سے بھاگ کر ساحلِ بحر پر پہنچ گئے تاکہ کشتی کے ذریعے یمن چلے جائیں۔ ان کی اہلیہ حضرت اُمِ حکیمؓ بنتِ حارث نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عکرمہ کے لیے امان کی درخواست کی جسے آپ ﷺ نے منظور کر لیا چنانچہ وہ بعجلت تمام ساحلِ بحر پر گئیں۔ (ایک روایت کے مطابق عکرمہ یمن پہنچ گئے تھے اور اُمِ حکیمؓ ان کے پیچھے یمن گئیں۔)

دوسری روایت یہ ہے کہ وہ یمن جانے والی کشتی پر بیٹھ گئے تھے' اسے طوفان نے آ لیا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی۔ کشتی طوفان سے نکل آئی۔ اب ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ راستے ہی سے پلٹ آئے۔

اُمِ حکیمؓ نے ان کو اسلام کے دامنِ رحمت سے وابستہ کیا اور پھر اپنے ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے ان کے ماضی کو نظرانداز کرتے ہوئے ان کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ ۝

اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو۔

آپ ﷺ کی شانِ عفو و کرم کا عکرمہ پر یہ اثر ہوا کہ وہ سچے دل سے اسلام کے جانباز سپاہی بن گئے اور باقی زندگی راہِ حق میں جہاد کرتے ہوئے گزاری۔ اللہ تعالیٰ نے عہدِ فاروقی میں انہیں شام کے کسی معرکے میں شہادت نصیب کی۔

(سیر الصحابہ ج: ۷' سیرۃ النبیؐ ج: ۲)

marfat.com

Marfat.com

(۱۱)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے اسلام کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے کئی بار مدینہ پر یلغار کرنے والے مشرکینِ قریش کی قیادت کی لیکن فتح مکہ سے پہلے حضور ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کے ساتھ شہر کے باہر مَرُّالظَّہران میں پڑاؤ ڈالا تو انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وساطت سے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ نے ان کو نہ صرف معاف فرما دیا بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ جو ان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو بھی امان ہے۔ (صحیحین)

(۱۲)

رئیسُ المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ بظاہر تو مسلمان ہو گیا تھا لیکن بباطن اسلام اور رسولِ اکرم ﷺ سے بغض رکھتا تھا۔ وہ مرتے دم تک اہلِ حق کے خلاف سازشوں میں مصروف رہا۔ غزوۂ اُحُد میں اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لشکرِ اسلام سے الگ ہو گیا حالانکہ دشمن کی کثیر تعداد کے مقابلے میں ایک ایک مجاہد کی سخت ضرورت تھی۔ واقعۂ اِفک میں اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی جس سے حضور ﷺ کو سخت اذیت ہوئی پھر اس نے حضور ﷺ اور مہاجرین صحابہ کے خلاف نہایت گھٹیا الفاظ استعمال کیے۔ حضور ﷺ اس کی تمام ذلیل حرکتوں سے درگزر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ۹ ہجری میں وہ فوت ہوا تو حضور ﷺ نے اس کے سچے مسلمان فرزند کی درخواست پر اپنا کُرتا اس کے کفن کے لیے عطا فرمایا پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت اس کی میت قبر میں اتاری جا چکی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے قبر سے نکلوا کر اپنے گھٹنوں پر رکھا، اپنا کُرتا اس کو پہنایا اور اپنا لُعابِ دہن اس پر مَلا پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اس کی منافقانہ حرکتوں کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ ﷺ مسکراتے رہے اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔"

آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی (اگرچہ آیندہ کے لیے ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ

marfat.com
Marfat.com

پڑھانے سے منع کر دیا گیا۔)(التوبہ: آیت ۸۴) (صحیح بخاری، سیرۃ النبی، تیسیر القاری ج:۲)

(۱۳)

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کاتبِ وحی تھے۔ شیطان نے انہیں ورغلایا اور وہ مرتد ہو کر مدینہ منوّرہ سے بھاگ کر مکّہ چلے گئے اور کُفّار کے ساتھ مل گئے پھر خود صاحبِ وحی و الہام ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ان کی اس حرکت پر حضور ﷺ نے انہیں واجب القتل قرار دیا لیکن فتحِ مکّہ کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ انہیں ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ عبداللہ اپنی خطاؤں پر سخت نادم ہے' اس کو معاف فرما دیجیے۔ عبداللہ نے خود بھی سخت ندامت کا اظہار کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا۔

(المشاہد)

marfat.com
Marfat.com

مساوات

قرآنِ حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فضیلت اور کرامت کا معیار تقویٰ یا پرہیزگاری کو قرار دیا گیا ہے اور حسب ونسب پر غرور کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی جہاں اولادِ آدم ہونے کی حیثیت سے احترام انسانیت کی تعلیم دی گئی ہے وہاں مسلمانوں کو بطور خاص بتایا گیا ہے کہ وہ آپس میں (دینی) بھائی بھائی ہیں۔ (اس لیے ان پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کریں۔) رسول اکرم ﷺ نے فرزندانِ توحید میں نہ صرف بھائی چارا قائم فرمایا بلکہ ان کو مساوات کا ایسا درس دیا کہ آقا اور خادم کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا اور ایک ہی دستر خوان پر بٹھا دیا...... مساوات کا یہ مطلب نہیں کہ تمام انسان درجہ رتبہ اور مال اسباب کے اعتبار سے ہم پلہ ہیں۔ اس کا مطلب معاشرتی طور پر انسان کی حیثیت سے بھی اور مسلمانوں کی حیثیت سے بھی اپنے سے کم درجے کے انسان کو حقیر نہ سمجھنا اور ایک دوسرے کی عزت کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات ارضی وسماوی کی بزرگ ترین ہستی ہیں لیکن آپ ﷺ نے انکسار و تواضع' خدمتِ خلق اور زُہد و قناعت کا جو نمونہ امت کے سامنے پیش کیا' اس کی تفصیل متعلقہ عنوانات کے تحت بیان کر دی گئی ہے۔ یہاں ہم آپ ﷺ کی مساوات پسندی کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱)

غزوۂ بدر میں سواریوں (اونٹوں) کی بہت قِلّت تھی۔ تین تین آدمیوں کے حصے میں

marfat.com

Marfat.com

ایک اونٹ آتا تھا۔ اس پر مجاہدین باری باری چڑھتے اترتے تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے سالارِ لشکر کی حیثیت سے الگ اونٹ پر سوار ہونا پسند نہ فرمایا بلکہ عام مجاہدین کی طرح دو اور مجاہدوں کے ساتھ شریک ہوگئے۔ وہ دونوں اپنی باری پیش کرتے اور التماس کرتے کہ یارسول اللہ! آپ سوار رہیں' ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ چلیں گے لیکن آپ ﷺ یہ فرما کر ان کی درخواست منظور نہ کرتے کہ نہ تم مجھ سے زیادہ پیدل چل سکتے ہو اور نہ میں ثواب آخرت کا تم سے کم محتاج ہوں۔ (مُسندِ احمد و مُسندِ ابی داؤد طیالسی)

(۲)

ایک دفعہ اثنائے سفر میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ حضورؐ کے ہم رکاب تھے اور آپؐ کی سواری کھینچ رہے تھے۔ (یعنی اونٹ کی مہار پکڑ کر چل رہے تھے) کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد حضور ﷺ نے سواری بٹھا دی اور اس سے اتر کر حضرت عقبہ ؓ سے فرمایا: عقبہ! اب تم سوار ہو لو۔ انہوں نے عرض کیا: سبحان اللہ یارسول اللہ! میں اور آپ کی سواری پر سوار ہونے کی جسارت کروں؟ آپ ﷺ نے دوبارہ ان کو حکم دیا کہ میری سواری پر بیٹھ جاؤ (تم بھی انسان ہو' تھک گئے ہوگے) انہوں نے پھر معذرت کی لیکن جب حضور ﷺ کا اصرار بڑھا تو ''الامر فوق الادب'' کے خیال سے بیٹھ گئے اور رسول اکرم ﷺ سواری کھینچنے لگے۔ (سیر الصحابہؓ (مہاجرین حصہ دوم)

(۳)

ایک دفعہ آنحضور ﷺ اپنے صحابۂ کرام ؓ کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک جگہ آپ ﷺ نے کچھ دیر کے لیے قیام فرمایا۔ وہاں صحابۂ کرام ؓ نے ایک بکری ذبح کی۔ پھر دوسرے کام آپس میں اس طرح تقسیم کیے کہ ایک نے کہا' کھال میں اتاروں گا۔ دوسرے نے کہا' گوشت میں بناؤں گا' تیسرے نے کہا' میں پکاؤں گا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: آگ جلانے کے لیے جنگل سے لکڑیاں میں لاؤں گا۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے ہوتے ہوئے آپ کیوں زحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ

marfat.com

Marfat.com

پسند نہیں کہ میں اپنے کو تم سے ممتاز کروں۔ اللہ تعالیٰ یہ بات ناپسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھیوں میں ممتاز ہو کر بیٹھے۔ یہ فرما کر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ کر لائے۔
(سیرۃ النبی ﷺ بحوالہ زرقانی)

(۴)

ہجرت کے بعد مسجدِ قبا اور مسجدِ نبوی کی تعمیر میں آپ ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ مل کر برابر کام کیا۔ (گارا اینٹیں وغیرہ ڈھوتے رہے) اسی طرح غزوۂ خندق میں خندق کی کھدائی میں آپ صحابہ ﷺ کے ساتھ برابر شریک رہے۔ اس کی تفصیل انکسار و تواضع کے باب میں آ چکی ہے۔

(۵)

حضرت عبداللہ بن عبدِ نہم (ذوالبجادین) ؓ رسولِ اکرم ﷺ کے محبوب صحابی تھے اور کاشانۂ نبوی کی دربانی کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ ۹ ہجری میں حضور ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت عبداللہ ذوالبجادین ؓ بھی آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ تبوک پہنچ کر یا اثنائے سفر میں اچانک بیمار ہو گئے اور اس سرائے فانی سے کوچ کر گئے۔ حضور ﷺ نے خود حضرتِ ابوبکر صِدّیق اور حضرتِ عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر رات کی تاریکی میں مشعل جلا کر ان کی قبر کھودی پھر عبداللہ ؓ کی میت اپنے دستِ مبارک سے قبر میں اتاری۔

(سیرت ابنِ ہشام)

(۶)

غزوۂ بدر کے اسیروں میں رسولِ اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ بھی تھے۔ انہوں نے اس وقت تک اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا اور مجبوراً لشکرِ کفّار کے ساتھ آئے تھے۔ ذی استطاعت قیدیوں کے لیے اپنی رہائی کے لیے فدیہ دینا لازم قرار دیا گیا۔ بعض انصاری صحابہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا "یارسول اللہ! آپ اجازت دیں تو ہم عباس کو زرفدیہ لیے بغیر رہا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔

marfat.com

Marfat.com

(یعنی میرے چچا ہونے کی وجہ سے ان سے امتیازی سلوک نہ کرو۔ جس طرح دوسرے ذی استطاعت قیدیوں سے فدیہ لیا گیا ہے' ان سے بھی لو کہ وہ بھی ذی استطاعت ہیں۔)

(صحیح بخاری)

(۷)

جس دن رسولِ اکرم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم ؓ نے وفات پائی۔ اتفاق سے اسی دن سورج گرہن لگا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ حضور ﷺ کو اپنے فرزند کی وفات کی وجہ سے جو صدمہ پہنچا ہے' سورج پر بھی اس کا اثر ہوا ہے۔ کوئی جاہ پسند شخصیت ہوتی تو وہ لوگوں پر اپنے دبدبہ اور رُتبۂ عالی کا سِکّہ بٹھانے کے لیے اس واقعہ کو استعمال کر سکتی تھی لیکن آپ ﷺ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا۔ صلوٰۃِ خسوف پڑھی اور خطبہ دیا کہ سورج اور چاند گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کسی کی زندگی اور موت سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔

(صحیحین)

(۸)

زمانۂ جاہلیت میں زیردستوں (غلاموں' خادموں اور نوکروں) کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ ان سے ان کی طاقت سے بڑھ کر کام لیا جاتا تھا۔ اگر وہ اس میں ذرا سی کوتاہی کرتے تو ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ زیردستوں کے آقا جو کچھ کھاتے اور پہنتے تھے' زیردست ایسی اشیائے خورونوش اور پوشش کا تصور تک نہیں کر سکتے تھے لیکن رحمتِ عالم ﷺ نے زیردستوں کو آقاؤں کے برابر لا کھڑا کیا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جو خود کھاتے ہو اپنے خادموں کو کھلاؤ جو خود پہنتے ہو ان کو پہناؤ۔ ان سے کوئی ایسا کام نہ لو جو ان کی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اگر ایسا کام لینا ضروری ہو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ' جن خادموں سے کھانا پکانے کا کام لو ان کو کھانے کا کچھ حصہ لازماً دو' خادموں پر ہاتھ مت اٹھاؤ' ان کو زدوکوب کرنا سخت گناہ ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو اپنی عاقبت برباد کرو گے۔ حضور ﷺ نے زیردستوں کو جس طرح معاشرے میں باعزت مقام عطا فرمایا اور ان کو جو مساویانہ حقوق دیے

marfat.com

Marfat.com

اس کی تفصیل ''زیردستوں کے غمگسار'' کے زیرِعنوان دیکھی جاسکتی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے خاندان قریش کا غرورِنسب اس طرح مٹایا کہ اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ ؓ سے کردیا اور اپنی بنتِ عم ضباعہ بنتِ زبیر بن عبدالمطلب کا نکاح ایک غریب الوطن صحابی حضرت مقدادؓ بن الاسود کندی سے کردیا۔ حضرت زید' حضرت بلال حبشی' حضرت سلمان فارسی' حضرت صہیب رومی' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سب غلام رہ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے سب کو اتنا بلند مقام اور رتبہ دیا کہ رؤسائے قریش (جو شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہو چکے تھے) ان اصحاب پر رشک کیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ ؓ کو تو حضور ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور ان کے بیٹے حضرت اُسامہ ؓ پر آپ ﷺ اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ وہ بھی اپنے والد کی طرح حِبُّ النّبی (نبی ﷺ کے محبوب) کے لقب سے مشہور ہوگئے تھے۔ مختصر یہ کہ بارگاہِ رسالت میں امیر غریب' صغیر کبیر آقا وخادم سب برابر تھے۔ اگر کسی کو فضیلت حاصل تھی تو وہ صرف تقوٰی کی بنا پر تھی۔ خودسرورِعالم ﷺ اپنے صحابہ ؓ کے درمیان اس طرح گھُل مِل کر بیٹھتے تھے کہ بعض اوقات باہر سے آنے والوں کو پوچھنا پڑتا تھا کہ تم میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟

(مختلف کُتُبِ سیرت)

marfat.com
Marfat.com

رحم وکرم (اللہ کے بندوں پر)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ اس ذاتِ رحیم وکریم نے نرم خوئی اور رحم دلی حضور ﷺ کی فطرت میں ودیعت کی تھی اسی لیے اس خالق ومالک نے قرآنِ حکیم میں اپنے محبوب کو رؤف ورحیم کا لقب عطا فرمایا: سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (آیۃ: ۱۲۸)

ترجمہ: دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ بے حد خواہش مند (شدت سے چاہنے والا) ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

حضور ﷺ کی رحمت سب کے لیے عام تھی۔ دوست، دشمن، کافر، مسلمان، مرد، عورت، بوڑھے بچے ہر ایک پر آپ رحم کرتے تھے۔ کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر آپ کا دل بھر آتا تھا اور آپ ﷺ اس کا دکھ درد دور کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ آپ کے رحم وکرم کے متعدد واقعات حلم وتحمل، غریبوں کے ساتھ شفقت اور محبت، خدمت خلق، جانوروں پر رحم، یتیموں کے والی، محنت کشوں کے مربی اور بعض دوسرے عنوانات کے تحت بیان کر دیے گئے ہیں یہاں کچھ اور واقعات ملاحظہ فرمایئے۔

(۱)

ایک دفعہ ایک صاحب نے مسجد نبوی میں آ کر دعا کی "الٰہی مجھ کو اور محمد ﷺ کو مغفرت

marfat.com

Marfat.com

عطا کر۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی دعا سنی تو فرمایا: ''تم نے اللہ کی وسیع رحمت کو تنگ کر دیا۔
(صحیح بخاری)

(۲)

ایک دفعہ ایک اعرابی (دیہاتی مسلمان) اونٹ پر سوار مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد نبوی میں آ کر حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور بولے۔ ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحمت بھیج اور اس رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔'' حضور ﷺ نے ان کی دعا سن کر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''بتاؤ یہ شخص نادان ہے یا اس کا اونٹ'' یعنی آپ نے ایسی دعا کو ناپسند فرمایا۔
(سیرۃ النبی ﷺ ج:۲)

(۳)

ثمامہ بن اُثال یمامہ (نجد) میں آباد قبیلے بنو حنیفہ کے بااثر سرداروں میں سے تھے۔ وہ اہل مکہ کو غلہ بھیجا کرتے تھے۔ (کیونکہ مکہ کی زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے وہاں غلہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔) ثمامہ کے مشرکینِ قریش سے گہرے تعلقات تھے اور وہ بھی ان کی طرح رسول اکرم ﷺ کے سخت دشمن تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کے خلاف ان کے بغض کی یہ کیفیت تھی کہ وہ موقع پا کر آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو بھی ان کی اسلام دشمنی کا علم ہو چکا تھا۔ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے حضور ﷺ نے مجاہدین کا ایک دستہ گشت کے لیے نجد کی طرف بھیجا تو اتفاق سے ثمامہ بن اثال اس گشتی دستے کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ مجاہدین نے انہیں مدینہ لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے انہیں پہچان کر فرمایا: یہ ثمامہ بن اثال ہے۔ یمامہ کا رئیس، اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دو اور اس کے کھانے پینے کا اچھی طرح خیال رکھو۔

عشاء کی نماز کے بعد حضور ﷺ ثمامہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:
''کہو ثمامہ! اب کیا ارادہ ہے؟ (یعنی اسلام سے عناد ترک کرو گے کہ نہیں؟)
ثمامہ نے جواب دیا: ''اے محمدؐ! اگر مجھے قتل کرانا چاہو تو میں واقعی واجب القتل

marfat.com
Marfat.com

ہوں اگر رہا کرو گے تو مجھے احسان شناس اور شکر گزار پاؤ گے' اگر فدیہ لینا چاہو
تو جو رقم طلب کرو گے پیش کر دوں گا۔"

ان کا جواب سن کر حضور ﷺ کوئی فیصلہ کیے بغیر تشریف لے گئے۔ دوسرے دن پھر ایسی ہی گفتگو ہوئی مگر حضور ﷺ نے کوئی فیصلہ نہ کیا۔ تیسرے دن ایسی ہی گفتگو ہو چکی تو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو آزاد کر دو۔ حضور ﷺ کے اس رحم و کرم کا ثمامہ پر ایسا اثر ہوا کہ مسجد سے باہر نکل کر انہوں نے کسی جگہ غسل کیا اور مسجد میں واپس آ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ! ذرا دیر پہلے تک کوئی آدمی میرے نزدیک آپ سے بڑھ کر مبغوض نہ تھا' نہ آپ کے دین اور شہر سے زیادہ بُرا کوئی دین اور شہر تھا' اب آپ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں اور آپ کے دین اور شہر سے پیارا کوئی اور دین اور شہر نہیں۔ (صحیحین)

(۴)

ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد وطن واپس گئے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ بھی مکہ نہیں جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ میں غلے کی شدید قلت پیدا ہو گئی اور اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے۔ اب انہوں نے بڑی لجاجت کے ساتھ صلۂ رحمی کا واسطہ دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ہم اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں' آپ ثمامہ کو غلہ بھیجنے کی اجازت دیں۔

مشرکین مکہ آپ کے دشمن تھے لیکن آپ ﷺ کو ان پر رحم آ گیا اور آپ ﷺ نے ثمامہ کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں پر رحم کرو اور ان کو غلہ بھیجنا شروع کر دو۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ (سیرۃ ابنِ ہشام)

(۵)

سہیل بن عمرو قبول اسلام سے پہلے مشرکین قریش کے پرجوش خطیب اور اسلام کے شدید دشمن تھے۔ وہ نہ صرف اسلام کے خلاف عام مجمعوں میں تند و تیز تقریریں کرتے تھے

marfat.com

Marfat.com

بلکہ رسولِ اکرم ﷺ کے خلاف بھی زہر اگلتے رہتے تھے۔ (غزوۂ بدر ۲ ہجری) میں وہ کفار کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں سے لڑنے آئے۔ اہلِ حق نے کفار کو شکستِ فاش دی' ان کے ستر آدمیوں کو جہنم واصل کیا اور ستر کو گرفتار کر لیا۔ ان قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی شامل تھے۔ ان کی زہریلی تقریروں کی وجہ سے مسلمانوں کے دل بہت دُکھے ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو اس قدر غصہ تھا کہ انہوں نے لڑائی کے بعد رسولِ اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں سہیل بن عمرو کے اگلے دو دانت توڑ ڈالوں تاکہ یہ پھر (اسلام اور) آپ کے خلاف تقریر نہ کر سکے۔ لیکن رحمت عالم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور نہ کی اور فرمایا: اے عمر! جانے دو' ممکن ہے سہیل کبھی مسلمانوں کو خوش بھی کر دے۔ (سیر الصحابہ ج: ۷ بحوالہ مستدرکِ حاکم)

چنانچہ سہیل فدیہ دے کر رہا ہو گئے اور مکہ چلے گئے۔

ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ اس قدر رحم دل تھے کہ زندہ تو زندہ آپ لاشوں کا مُثلہ کرنا (شکل بگاڑنا) بھی گوارا نہ فرماتے تھے حالانکہ اس زمانے میں دشمن کی لاشوں کرنے (ناک' کان' ہونٹ وغیرہ کاٹنے) کا عام رواج تھا چونکہ سہیل کے دانت توڑنے سے ان کی شکل بگڑتی تھی اس لیے حضور ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی۔ فتح مکہ کے بعد سہیل نے اسلام قبول کر لیا۔ فتنۂ ارتداد میں ان کی تقریروں نے اہلِ مکہ کو اس فتنے سے بچانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

(۶)

رسولِ اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت ایک پہاڑی درّے سے گزر رہے تھے کہ بارہ منافقین منہ چھپا کر ایک آڑ میں کھڑے ہو گئے تاکہ حضور ﷺ ادھر سے گزریں تو وہ حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ اُس وقت صرف حضرت حُذیفہ بن یمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تھے۔ جس مقام پر یہ منافقین گھات لگا کر کھڑے تھے' حضور ﷺ نے اس کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ کو کچھ شبہ ہوا اور آپ نے ان

marfat.com
Marfat.com

کو للکارا۔ آپ ﷺ کی للکار سن کر وہ سب بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو (وحی کے ذریعے) ان منافقوں کے ناموں سے آگاہ کر دیا اور آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو بھی یہ نام بتا دیے لیکن ساتھ ہی ان کو منع کر دیا کہ یہ نام دوسرے مسلمانوں کے سامنے ظاہر نہ کریں مبادا وہ ان کو قتل کر دیں۔ حضور ﷺ کو امید تھی کہ شاید ان کو ہدایت نصیب ہو جائے۔

(۷)

حضرت شیبہ بن عثمان عبدری قبولِ اسلام سے پہلے اسلام کے دشمن تھے۔ ان کا باپ عثمان بن ابی طلحہ غزوۂ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اس وجہ سے ان کی اسلام دشمنی میں شدت پیدا ہوگئی تھی۔ فتحِ مکّہ کے بعد انہوں نے بظاہر رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت قبول کر لی اور غزوۂ حنین میں بھی اسلامی لشکر کے ساتھ میدانِ حنین میں پہنچے لیکن ان کی نیت میں فتور تھا اور ان کا ارادہ تھا کہ موقع پا کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں۔ چنانچہ جب بنو ہوازن کی تیر باری سے مسلمانوں میں انتشار پھیلا تو انہوں نے دیکھا کہ رسولِ اکرم ﷺ میدانِ جنگ میں تنہا کھڑے ہیں۔ اس وقت انہوں نے حضور ﷺ کے عقب سے آپ پر تلوار کا وار کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ ﷺ ہوشیار ہو گئے اور پیچھے مڑ کر آپ ﷺ نے شیبہ کو اس طرح آواز دی۔

''اے شیبہ! اے شیبہ! میرے قریب آ' الٰہی شیبہ کے اندر سے شیطان کو دور کر دے۔''

یہ آواز سن کر شیبہ مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے۔ حضور ﷺ کے قریب گئے تو آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر تین دفعہ فرمایا:

''الٰہی! شیبہ کو ہدایت نصیب فرما۔''

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ شیبہ اسی وقت سچے دل سے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ خود حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد میرے سینے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی دوسرے کی محبت نہ تھی۔ (اُسُد الغابہ' تفسیر ابنِ کثیر ج:۲' سورۃ توبہ)

marfat.com

Marfat.com

(۸)

غزوۂ خیبر کے بعد یہودی سردار سلام بن مشکم کی بیوی زینب نے رسولِ اکرم ﷺ کی دعوت کی جو آپ نے قبول فرمالی۔ اس بدبخت عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت بشر بن براء انصاری رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ ﷺ نے کھانا کھایا تو زہر کا اثر محسوس کر کے جلد ہی ہاتھ کھینچ لیا البتہ حضرت بشر رضی اللہ عنہ نے کچھ زیادہ مقدار میں (حضور ﷺ کے ہاتھ کھینچنے تک) کھانا کھا لیا تھا۔ حضور ﷺ نے زینب کو بلا کر اس سے باز پرس کی تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو بولی:

''میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر یہ شخص بادشاہ ہے تو اس کے ہلاک ہو جانے سے مجھے راحت ملے گی اور اگر یہ شخص نبی ہے تو یہ اس زہر سے باخبر ہو جائے گا۔ اس کا یہ جواب سن کر حضور ﷺ نے رحم کھا کر اپنی طرف سے اس کو معاف کر دیا لیکن جب اس زہر کے اثر سے حضرت بشر ؓ فوت ہو گئے تو حضور ﷺ نے ان کے قصاص میں زینب کو قتل کرا دیا۔ بعض اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ اس زہر کا اثر حضور ﷺ کو آخر دم تک محسوس ہوتا رہا اس لیے آپ ﷺ نے شہادتِ خفی کا مرتبہ حاصل کیا۔

(سیرۃ النبی ﷺ ج:۲، اخلاقِ رسول ﷺ)

(۹)

رأس المنافقین بن اُبیّ بن سلول کا شمار تاریخ اسلام کے بدنام ترین افراد میں ہوتا ہے۔ اس شخص کا تعلق مدینہ کے قبیلہ خزرج کی معزز ترین شاخ بنی حبلی سے تھا۔ وہ اپنے خاندان کا سردار تھا اور بڑا بارسوخ اور بااثر آدمی تھا۔ ہجرتِ نبویؐ سے کچھ پہلے مدینہ کے دونوں بڑے قبیلے خزرج اور اوس آپس کی خانہ جنگیوں سے تھک چکے تھے اور انہوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ عبداللہ بن اُبی کو اپنا بادشاہ بنا لیا جائے اس کے لیے انہوں نے تاج بھی بنا لیا تھا لیکن رسولِ اکرم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری اور اوس و خزرج کے کثیر التعداد افراد کے قبولِ اسلام نے فضا تبدیل کر دی۔ اب مدینہ کے مسلمان رسولِ اکرم ﷺ کو اپنا

marfat.com
Marfat.com

سردار اور آقا سمجھنے لگے۔

یوں مدینہ کا بادشاہ بننے کی حسرت ابنِ اُبَیّ کے دل ہی میں رہ گئی۔ وہ اور اس کے بیسیوں حامی مسلمانوں کے زور اور غلبہ سے مجبور ہو کر بظاہر مسلمان ہو گئے لیکن باطن اسلام اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بن گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن اُبی نے اسلام اور داعیِ اسلام ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لیے جو سازشیں اور کارروائیاں کیں ان کی بنا پر وہ رأسُ المنافقین کے لقب سے مشہور ہوا۔

اس شخص کے بدترین اسلام دشمن کردار کے باوجود رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی کبرسنی اور بادشاہت سے محرومی کے پیشِ نظر) اس کے ساتھ ہمیشہ رحم و کرم کا برتاؤ کیا۔ اس شخص کے اسلام دشمن کردار کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱- ایک دفعہ حضور ﷺ اس کے محلّے میں تشریف لے گئے تو اس نے سخت بدتمیزی کی اور آپ ﷺ کو اپنے محلّے میں آنے سے منع کیا۔

۲- غزوۂ بدر کے بعد یہودِ بنی قینقاع کی بدعہدی اور سرکشی کی بنا پر حضور ﷺ نے ان پر چڑھائی کی تو وہ ان کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

۳- غزوۂ اُحُد کے موقع پر وہ اپنے تین سَو منافقین حامیوں کو ساتھ لے کر لشکرِ اسلام سے الگ ہو گیا۔ یوں حضور ﷺ کے ساتھ صرف سات سَو مجاہدین رہ گئے جبکہ قریش کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔

۴- غزوۂ بنی نَضِیر (۴ھ) میں اس نے کُھلم کُھلا یہودِ بنی نَضِیر کی حمایت کی۔

۵- غزوۂ بنی مُصطَلِق کے موقع پر اس نے مہاجرین کے خلاف زہر اگلا اور گھٹیا قسم کی اشتعال انگیز باتیں کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مدینہ پہنچ کر ہم مہاجرین کو اس شہر سے نکال دیں گے۔

۶- اسی غزوے سے واپس آتے ہوئے اس نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر شرمناک جھوٹی تہمت لگائی جو حضور ﷺ اور اُمّ المؤمنینؓ کے لیے سخت اذیت کا

marfat.com
Marfat.com

باعث ہوئی۔

رحمتِ عالم ﷺ کی شانِ رحم و کرم دیکھیے کہ آپ ﷺ نے کسی بھی موقع پر عبداللہ بن اُبَیّ کو کوئی سزا نہ دی۔ غزوۂ بنو مصطلق کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے منافقانہ طرزِ عمل کی بنا پر حضور ﷺ سے اس کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ:

''ایسا نہ کرو، لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں ہی کو قتل کرا رہا ہے۔''

عبداللہ بن اُبَیّ کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ تھا۔ وہ سچے اور پکے مسلمان تھے اور اپنے والد کے برعکس دینِ حق کے مخلص شیدائی اور رسولِ اکرم ﷺ کے جاں نثار تھے۔ خود انہوں نے منافق باپ کو قتل کرنے کا اِذن مانگا لیکن حضور ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا تاہم غزوے سے واپسی کے بعد شہر (مدینہ) سے باہر وہ باپ کے سامنے تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور بولے۔ ''آپ نے کہا تھا کہ مدینہ جا کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ اب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عزت آپ کی ہے یا اللہ اور اللہ کے رسول ؐ کی ہے' واللہ آپ مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک رسول اللہ ﷺ آپ کو اجازت نہ دیں۔'' اس پر ابنِ اُبَیّ چیخنے لگا کہ دیکھو میرا بیٹا ہی مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔ لوگوں نے یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچائی تو آپ نے ازراہِ ترحّم فرمایا: ''عبداللہ سے کہو' اپنے باپ کو گھر آنے دے۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور ؐ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

سنہ ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک کے کچھ عرصہ بعد عبداللہ بن اُبَیّ مر گیا۔ اس کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر حضور ؐ نے اپنا کرتا اس کے کفن میں لگانے کے لیے عطا کیا اور انہی کی خواہش پر اپنے اس بدترین دشمن کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے جو فلاں فلاں موقع پر یہ کارستانی کر چکا ہے مگر حضور ﷺ ان کی باتیں سن کر مسکراتے رہے پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

marfat.com

Marfat.com

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ
اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ O (التوبہ:۸۴)

ترجمہ: اور آیندہ ان (فاسقوں) میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے اس حال میں ہیں کہ وہ فاسق تھے۔

(سیرۃ النبی ﷺ تفہیم القرآن تفسیر سورہ توبہ)

ایک روایت کے مطابق ابن اُبی نے غزوہ بدر کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا کُرتا پہنایا تھا' جب وہ جنگی قیدی بن گئے تھے۔ ان کا قد بھی طویل تھا اور ابن اُبی بھی طویل القامت تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے اسی عمل کے پیشِ نظر اپنا کُرتا عطا کیا۔

marfat.com
Marfat.com

دشمنوں کے لیے خیر کی دُعا

اگر کوئی شخص اپنے دوستوں اور بہی خواہوں کے لیے خیر کی دعا کرے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہ ہوگی لیکن جب اللہ کا کوئی بندہ اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کے لیے دعائے خیر کر رہا ہو تو دیکھنے والوں کے لیے اس کا یہ عمل یقیناً باعثِ حیرت ہوگا۔ ہم جب سرورِ عالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں اور بدخواہوں کے حق میں خیر کی دعا کی۔ ان کو پڑھ کر زبان بے اختیار محوِ درود و سلام ہو جاتی ہے۔ ایسے چند واقعات کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(1)

مکّی دورِ رسالت میں مشرکینِ قریش نے رسولِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں پر جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے۔ اگر اہلِ حق اُن کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ سے ظالموں پر عذاب نازل کرنے کی دعا کرتے تو وہ ایسا کرنے میں حق بجانب تھے لیکن ایک دفعہ جب چند مظلوم اصحاب نے مل کر آنحضور ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ظالموں کے حق میں بددعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ میں دنیا کے لیے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مشکوٰۃ اخلاق النبیؐ بحوالہ صحیح مسلم)

(۲)

یمن کے قبیلۂ دوس کے رئیس حضرت طفیل بن عمرو دوسی ؓ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی میں قبولِ اسلام کے شرف سے بہرہ ور فرما دیا تھا لیکن ان کا قبیلہ بڑی سختی سے اپنے کفر و شرک

marfat.com
Marfat.com

پر جما رہا۔ جب حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی تمام کوششیں ان کو راہِ راست پر لانے میں ناکام ہوگئیں تو وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ان بدبختوں کے لیے بددعا فرمایئے۔''

جو لوگ مجلسِ نبوی ﷺ میں حاضر تھے انہوں نے یہ سن کر خیال کیا کہ حضور ﷺ اب دوس کے حق میں بددعا فرمائیں گے اور قبیلہ دوس تباہ و برباد ہو جائے گا لیکن ان کی توقع کے خلاف حضور ﷺ نے بدیں الفاظ دعا فرمائی۔

''اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو (میرے پاس) لا''

اس کے کچھ عرصہ بعد قبیلہ دوس نے اسلام قبول کر لیا اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔

(طبقات ابنِ سعد)

(۳)

ایک دفعہ مکّہ میں سخت قحط پڑا اور غلّے کی نایابی نے اہلِ مکّہ کو ہڈیاں اور مُردار کھانے پر مجبور کر دیا۔ سردارِ قریش ابوسفیان اس زمانے میں مشرّف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے اور انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ مشرکینِ قریش نے رسولِ اکرم ﷺ کو کتنی ایذائیں دی تھیں لیکن ہولناک قحط نے ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ التجا کرنے پر مجبور کر دیا۔

''محمد! تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو تمہاری قوم (قحط سے) ہلاک ہو رہی ہے۔ اپنے خدا سے دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔''

حضور ﷺ نے ابوسفیان کی بات سن کر بلا تامّل دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دعا قبول فرمائی اور اہلِ مکّہ کی مصیبت دور کر دی۔ (یعنی قحط دُور ہو گیا)

(صحیح بخاری تفسیر سورۂ دخان)

(۴)

۱۰ بعدِ بعثت میں سرورِ عالم ﷺ تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے تو اہل طائف نے آپ ﷺ کے ساتھ سخت بدسلوکی کی۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے اور اوباش لونڈوں کو

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے عربوں کی روایتی مہمان نوازی کو پس پشت ڈال کر جو ظلم عظیم آپ ﷺ پر کیا وہ ان کی شقاوت قلبی کا آئینہ دار تھا اور اس کی بنا پر وہ بدترین سزا کے مستحق تھے لیکن حضور پُرنُور کی شانِ رحمۃً لِلعالمینی ملاحظہ ہو کہ جب آپ ﷺ مجروح و نزار سخت غمزدہ حالت میں طائف سے نکلے تو قرن الثعالب کے مقام پر پہاڑوں کا فرشتہ (ملک الجبال) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''اے محمد ﷺ! مجھے اللہ نے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو مشرکین پر جبل ابوقبیس اور جبل قیقعان کو الٹ دوں۔''

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کریں گے۔

دس بارہ سال کے بعد حضور ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ طائف تشریف لے گئے تو اہلِ طائف قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے اور دعوتِ حق کے جواب میں لشکرِ اسلام پر شدید سنگ باری کی۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ان کے لیے بددعا کریں۔ لیکن رحمتِ عالم ﷺ نے بددعا کے بجائے یہ دعا کی۔

''الٰہی! ثقیف (اہلِ طائف) کو اسلام نصیب کر اور ان کو دوستانہ مدینہ لا۔''

اگلے ہی سال اہلِ طائف کا ایک وفد مدینہ پہنچ کر حضور ﷺ کا مہمان بنا اور پھر قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی۔ (سیرۃ النبی ﷺ)

(۵)

غزوۂ اُحد ۳ ہجری میں مشرکین نے ذاتِ رسالت مآب ﷺ پر بار بار حملے کیے، پتھر اور تیر برسائے، تلواروں کے وار کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دو وندانِ مبارک شہید ہو گئے۔ رخسار اور جبینِ اقدس سے خون کے دھارے بہنے لگے۔ آپ ﷺ کے ستر سے زیادہ جاں نثاروں نے جامِ شہادت پیا۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود جب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ان مشرکوں کے لیے بددعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

''میں لعنت کرنے کے لیے نبی نہیں بنایا گیا' مجھے تو اللہ کی طرف بلانے والا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر یہ دعا بھی فرمائی۔

''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتی (یعنی یہ نادان ہے اسے میرے مقام اور مرتبے کا علم نہیں)

(سیرۃ النبی حصہ دوم شبلی نعمانی و رحمۃ للعلمین جلد اول قاضی سلمان منصور پوری بحوالہ صحیح مسلم و شفاء قاضی عیاض)

(۶)

حضرت ابو ہریرہ ؓ خود تو شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو گئے تھے لیکن ان کی والدہ اپنا آبائی مذہب (بُت پرستی) ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئیں۔ فرزندِ سعید ان کو دائرۂ اسلام میں لانے کی بار بار کوشش کرتے تھے لیکن وہ راضی نہ ہوتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے والدہ کو اسلام کی دعوت دی تو وہ برہم ہو گئیں اور رسولِ اکرم ﷺ کی شان میں چند ناملائم اور گستاخانہ کلمات کہے۔ ان کو سن کر حضرت ابو ہریرہ ؓ کو سخت دُکھ ہوا اور وہ رونے لگے۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی ماں پر ناراضی کا اظہار کرنے کے بجائے دعا کی۔

''الٰہی ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب کر۔''

حضرت ابو ہریرہ ؓ گھر واپس آئے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور والدہ نہا رہی ہیں۔ غسل کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور کلمہ پڑھ کر سعادت اندوزِ اسلام ہو گئیں۔

(صحیح مسلم)

marfat.com
Marfat.com

جانوروں پر رحم

رسول پاک ﷺ رحمۃ للعٰلمین اور خیر الخلائق تھے۔ انسان تو انسان' بے زبان حیوانات (چرندے' پرندے' مویشی اور بعض کیڑے مکوڑے) بھی آپ ﷺ کے دریائے رحم وکرم سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اس دنیا میں آپ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے عرب میں بے زبان جانوروں کو طرح طرح کے شدید مظالم کا نشانہ بنانا معمول کی بات تھی۔ یہ مظالم کچھ اس قسم کے تھے۔

☆ زندہ جانوروں کے جسم سے گوشت کا لوتھڑا کاٹ لینا اور اس کو پکا کر کھانا۔

☆ جانوروں کی دم اور ایال کاٹ لینا

☆ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کی مشق کرنا۔

☆ اونٹ کی کوہان اور زندہ دنبے کی چکتی کاٹ کر کھا جانا۔

☆ جانوروں کو آپس میں لڑانا۔

☆ کوئی شخص مر جاتا تو اس کا جانور اس کی قبر پر باندھ دینا اور اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دینا یہاں تک کہ وہ بھی بھوک پیاس سے مر جاتا۔

ان مظالم کے علاوہ لوگ جانوروں کو اور کئی طریقوں سے بھی اذیتیں دیتے تھے۔

رحمت عالم ﷺ نے جانوروں پر کسی بھی قسم کا ظلم کرنے سے منع کر دیا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ سیرۃ النبی ﷺ ج ۲)

اس سلسلے میں آپ ﷺ کے رحم وکرم کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

(۱)

پرانے وقتوں میں ایک شخص کسی ایسے علاقے میں سفر کر رہا تھا جہاں پانی نایاب تھا۔ پیاس کی شدت سے اس کا بُرا حال ہو گیا۔ خوش قسمتی سے اسے ایک کنواں نظر آیا جس کی تہہ میں پانی دکھائی دے رہا تھا۔ مسافر نے اس میں میں اتر کر پانی پی لیا۔ باہر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا جو پیاس سے سخت بے قرار تھا۔ مسافر کو اس پر ترس آیا۔ وہ کنوئیں میں دوبارہ اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر باہر آیا اور کتے کو پلا دیا۔ (یوں اس کی جان بچ گئی) اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس نے اپنے اس بندے کو بخش دیا۔

آنحضور ﷺ نے یہ واقعہ صحابہٴ کرام ﷺ کو سنایا تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں سے اچھا سلوک کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ہر جاندار سے اچھا سلوک کرنا موجبِ ثواب ہے۔ (صحیح بخاری)

(۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ اثنائے راہ میں (ایک منزل پر) حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر گئے ہوئے تھے کہ ہم نے ایک چنڈول (ایک خوش آواز پرندہ) اور اس کے دو بچے دیکھے۔ ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے۔ وہ چنڈول (مامتا سے بے تاب ہو کر) چاروں طرف چکر لگانے اور پھڑپھڑانے لگی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اس کے بچے پکڑ کر اس کو اذیت دی ہے انہیں چھوڑ دو۔

اس سفر میں حضور ﷺ نے چیونٹیوں کے ایک گھر (بِل) کو آگ لگی ہوئی دیکھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا، یہ آگ کس نے لگائی ہے؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آگ کی سزا دنیا میں صرف اللہ کو سزاوار ہے (یعنی آپ ﷺ نے اس فعل کو ناپسند فرمایا:) (ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

(۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کا چہرہ داغا گیا تھا اور اس کے نتھنوں سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حضور ﷺ کی نظر اس کے داغے ہوئے چہرے پر پڑی تو آپ ﷺ کو بہت دکھ ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس کا چہرہ داغا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ اللہ بہت ناپسند کرتا ہے اس بات کو کہ کسی جانور کے چہرے کو داغا جائے۔ (صحیح مسلم، ترمذی)

(۴)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے ایک اونٹ دیکھا جو بھوک کی وجہ سے بلبلا رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کے کوہان اور کان کے پیچھے ہاتھ پھیرا جس سے وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ اونٹ کس کا ہے؟ انصار میں سے ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ میرا اونٹ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس جانور کے بارے میں جسے اللہ نے تیرے قبضے میں دیا ہے۔ اللہ کا خوف نہیں ہے؟ دیکھ یہ اونٹ تیری شکایات کرتا ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور تکلیف سے رکھتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۵)

فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ان کو چند نوجوان نظر آئے جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ؓ نے ان نوجوانوں کو یہ فرما کر اس کام سے روکا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری)

بروایتِ دیگر آپ ﷺ نے ایسا کرنے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ سفر کرتے ہوئے جب کہیں پڑاؤ ڈالتے تو نماز بعد میں پڑھتے تھے پہلے جانوروں سے کاٹھیاں وغیرہ اتار کر ان کو آرام کے لیے چھوڑ دیتے تھے (کہ رسول اللہ ﷺ کی یہی ہدایت تھی۔) (ابوداؤد)

(۷)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے پرانے وقتوں کی ایک عورت کا یہ واقعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا کہ وہ محض اس وجہ سے عذابِ جہنّم میں مبتلا ہوئی کہ اس نے ایک بلّی کو باندھ دیا اور کھانے پینے کے لیے اسے کچھ نہ دیا یہاں تک کہ وہ بھوک پیاس سے مرگئی۔ (صحیح بخاری)

(۸)

ایک دن ایک صحابی نے رسولِ اکرم ﷺ سے پوچھا' یارسول اللہ! میں نے اپنے اونٹوں کے لیے پانی کے حوض بنائے ہیں۔ کبھی کبھی دوسرے لوگوں کے اونٹ بھی وہاں آجاتے ہیں' کیا انہیں پانی پلانے سے مجھے ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں' ہر پیاسے کو پانی پلانے اور ہر جاندار سے اچھا سلوک کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۹)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ آپ ﷺ نے عارضی طور پر قیام فرمایا: وہاں ایک پرندے نے انڈا دیا تھا۔ ایک صحابی نے وہ انڈا اٹھالیا۔ اس پر وہ پرندہ بے قرار ہوکر ان کے سر پر منڈلانے لگا۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس کا انڈا چھین کر کس نے اس کو اذیت پہنچائی۔ انڈا اٹھانے والے صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ حرکت مجھ سے سرزد ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' انڈا وہیں رکھ دو۔ انہوں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ (ابوداؤد)

(۱۰)

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے اونٹ کے پاس

marfat.com

Marfat.com

سے گزرے جس کی پیٹھ بھوک کی شدت سے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
لوگو! ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر سوار ہونا ہے تو بھی
جانوروں کو اچھی حالت میں رکھو، اگر جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھانا ہے تو بھی اس کو
اچھی طرح رکھو۔

(ابوداؤد)

(۱۱)

حضرت یحییٰ بن مُرّہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں
حاضر تھا کہ ایک اونٹ تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور وہ گھٹنے ٹیک کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔
اس کی دونوں آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا جیسے رو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''جاؤ معلوم کرو کہ یہ کس کا اونٹ ہے اور اس کو کیا ہوا ہے۔''

میں اس اونٹ کے مالک کو ڈھونڈنے نکلا تو معلوم ہوا کہ یہ مدینہ مُنوّرہ کے رہنے
والے فلاں صاحب کا اونٹ ہے۔ میں ان کو بلا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔
آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

یہ تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! ہم اس اونٹ پر پانی کی مشکیں لاد کر لاتے تھے اور یہ پانی اپنے باغوں میں دیتے تھے مگر اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے اور اس میں اتنی طاقت نہیں رہی کہ پانی کی مشکیں اٹھا سکے۔ یہ دیکھ کر کہ اب یہ ہمارے کام کا نہیں رہا۔ کل رات کو ہم نے آپس میں مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر لیں۔) شاید اس اونٹ نے محسوس کر لیا ہے کہ اب اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔'')

حضور ﷺ نے ان کا جواب سن کر فرمایا: تم اسے ذبح نہ کرو یا تو اس اونٹ کو مجھے ویسے
ہی دے دو یا اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔

marfat.com
Marfat.com

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ اونٹ آپ کا ہوا ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔
پھر رسول اکرم ﷺ نے اس اونٹ پر بیت المال کے جانوروں کا نشان لگایا اور اسے بیت المال کے جانوروں میں شامل کرنے کے لیے بھیج دیا۔ (تاکہ ان کے ساتھ چرتا اور کھاتا پیتا رہے۔) (ترغیب وترہیب بحوالہ مُسندِ احمد)

(۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص چڑیا یا کوئی اور جانور اس کے حق کے بغیر ذبح کرے گا (یعنی بلا ضرورت) تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے بارے میں بازپُرس کرے گا۔
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ اسے ذبح کرے اور کھائے۔ یہ نہیں کہ اس کا سر کاٹ کر پھینک دے۔ (مشکوٰۃ: ج:۲)

(۱۳)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع فرماتے سنا ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جائے اس پر چھری وغیرہ سے کوئی نشان لگایا جائے یا یہ کہ جس جانور کو ذبح کیا جائے اس کو کھانا پانی نہ دیا جائے اور بند رکھا جائے۔ (صحیح مسلم)

(۱۴)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑانے سے باز رہو۔ اس طرح جانور زخمی ہو جاتے ہیں اور انہیں اذیت ہوتی ہے۔ (ترمذی)

(۱۵)

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا واجب قرار دیا ہے۔ جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھا

marfat.com
Marfat.com

طریقہ اختیار کرو۔ اپنی چھری کو اچھی طرح تیز کر لیا کرو۔ مذبوح جانور کو آرام دو اور اسے تڑپنے کے لیے نہ چھوڑ دو یعنی اسے اس طرح ذبح کرو کہ اس کی جان جلد نکل جائے۔

(صحیح مسلم)

(۱۶)

ایک دفعہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو اللہ تم پر رحم کرے گا۔

(مُسندِ احمد بن حنبل)

(۱۷)

حضرت اُمِّ کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں قرار دو یعنی ان کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دو، اڑاؤ نہیں۔ (اس طرح ان کو اذیت ہو گی۔)

(ابوداؤد، ترمذی)

(۱۸)

حضرت ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں حضرت انس ؓ کے ساتھ حکم بن ایوب کے ہاں گیا۔ وہاں کچھ لڑکے ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیراندازی کر رہے تھے۔ حضرت انس ؓ نے ان سے فرمایا: اس طرح جانوروں کو باندھ کر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید)

(۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی) کے ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر چلا رہا ہے۔ حضرت عبداللہ ؓ نے مرغی کو کھول دیا۔ پھر لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو تنبیہ کرو کہ وہ اس طرح بے زبان جانور کو باندھ کر تیراندازی کی مشق نہ کرے۔ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی جانور کو باندھ کر مت قتل کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید)

marfat.com

Marfat.com

(۲۰)

حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار (غالباً کسی جانور کو ہدف بنا کر اس پر) کنکر پھینک رہے تھے۔ حضرت عبداللہ ﷺ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی وجہ آپ ﷺ نے یہ بتائی کہ ایسا کرنے سے نہ تو کوئی شکار ہو سکتا ہے اور نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے البتہ کسی راہگیر کا دانت ٹوٹ سکتا ہے اور اس کی آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ ﷺ کی اس تنبیہ کے باوجود اس شخص نے دوبارہ پتھر پھینکا۔ اس پر حضرت عبداللہ ﷺ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت سے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں اور تم اس کے خلاف کیے جا رہے ہو۔ جاؤ میں تم سے کبھی نہیں بولوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح)

(۲۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے تھا اور اس بکری کے سامنے ہی چھری کو تیز کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ بکری اپنے ذبح ہونے سے پہلے ہی نہ مر جائے گی۔ (نفسیاتی طور پر) کیا تم اس کو دوہری موت دینا چاہتے ہو؟ اس کو لٹانے سے پہلے تم نے اپنی چھری کیوں تیز نہ کر لی؟ (زادِ راہ، حدیث نمبر ۸)

(۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جانور کو تیز چھری سے ذبح کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہ کسی جانور کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح نہ کیا جائے اور آپ ﷺ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ جانور کو اس (طریقے سے) ذبح کیا جائے کہ اس کا خاتمہ جلد ہو جائے اور وہ دیر تک تڑپتا نہ رہے۔ (زادِ راہ: حدیث نمبر ۸۱)

marfat.com

Marfat.com

محنت کشوں کے مُربّی

محنت کش (مزدور، معمار، لوہار، بڑھئی، درزی، کمہار اور ایسے ہی دوسرے محنت مزدوری کرنے والے لوگ) ہر معاشرے کا لازمی حصہ ہوتے ہیں۔ آنحضور ﷺ جس طرح معاشرے کے دوسرے طبقوں کے لیے باعث رحمت تھے، اسی طرح آپ محنت کشوں سے بھی بہت محبت کرتے تھے اور لوگوں کو بھی بتاتے تھے کہ کوئی بھی محنت کش لائقِ تحقیر نہیں بلکہ واجب التکریم ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ اطہر پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ حقیقی معنوں میں محنت کشوں کے بہی خواہ اور سرپرست تھے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے ارشادات اور نمونۂ عمل کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱)

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا کرو۔ (ابنِ ماجہ)

(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: تین قسم کے آدمی ہیں جن سے قیامت کے دن میرا جھگڑا ہوگا۔

ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا اور پھر اس کو توڑ ڈالا۔

دوسرا وہ جس نے کسی شریف اور آزاد آدمی کو اغوا کر کے اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام لیا اور کام لینے

marfat.com
Marfat.com

کے بعد اس کو مزدوری نہیں دی۔ (صحیح بخاری)

(۳)

حضرتِ مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھایا اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔

(صحیح بخاری)

(۴)

رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو ان باتوں کی تلقین بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

۱- مزدور اور اجیر کو کام پر لگانے سے پہلے اجرت طے کر لی جائے۔

۲- اگر کوئی مزدور کسی ناگہانی سبب یا ناراضی وغیرہ کے باعث اپنی اجرت وصول کیے بغیر چلا جاتا ہے اور آجر اس کی اجرت کسی کاروبار میں لگا دیتا ہے جس میں منافع ہوتا ہے تو آجر مزدور کے مطالبے پر اس کو اجرت کے ساتھ منافع بھی دینے کا پابند ہوگا۔

(صحیح بخاری)

(۵)

ایک دفعہ ایک انصاری صحابی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے مصافحہ کیا تو حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ پر سیاہی (یا کچھ اور نشانات) دیکھ کر پوچھا' تمہارے ہاتھ پر یہ سیاہی کیسی ہے؟ (یا نشانات کیسے ہیں؟) انہوں نے عرض کیا' میں پتھروں پر پھاوڑا (یا کدال) چلاتا ہوں اور محنت مزدوری کر کے اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالتا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ چوم لیا اور فرمایا: یہ ایسا ہاتھ ہے جس کو آگ نہ چھوئے گی۔ (اُسدُ الغابہ ج:۴' تذکرہ سعد انصاری رضی اللہ عنہ)

(۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے محلے

marfat.com

Marfat.com

کی مسجد میں بنو سلمہ کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ انہوں نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔مقتدیوں میں سے ایک صاحب نے (جو دن بھر کی محنت مشقت کی وجہ سے تھکے ہارے تھے) نیت توڑ کر اپنی نماز الگ پڑھ لی۔حضرت معاذ ؓ کو بتایا گیا کہ فلاں صاحب نے جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص منافق ہے۔

ان صاحب کو حضرتِ معاذ بن جبل ؓ کی یہ بات سخت ناگوار گزری۔وہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! ہم محنت کش ہیں، اپنے ہاتھوں سے مزدوری کرتے ہیں اور اونٹوں کے ذریعے پانی بھرتے ہیں۔آج معاذ بن جبل نے ہمیں نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ بقرہ شروع کر دی۔(میں دن بھر کی محنت مشقت کی وجہ سے سخت تھکا ہوا تھا اس لیے) میں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لی۔ اس پر معاذ کہتے ہیں کہ میں منافق ہو گیا۔"

حضرت معاذ ؓ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے۔حضور ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر تین مرتبہ فرمایا:

"اے معاذ! کیا تم لوگوں میں فتنہ برپا کرو گے۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى، وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى، سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى جیسی (چھوٹی) سورتیں پڑھ لیا کرو۔(کیونکہ مقتدیوں میں بوڑھے، کمزور اور محنت کش سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

❁❁

marfat.com
Marfat.com

طبقۂ اِناث (نسواں) کے مُحسنِ اعظم

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت (رحمۃ للعٰلمین) بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ آپ کی حیاتِ طیبہ پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ کی ذاتِ گرامی مخلوقِ خدا کے ہر طبقے اور ہر جنس کے لیے سراپا رحمت اور خیرِ مجسّم تھی۔ مسلم، غیر مسلم، بوڑھے، جوان، معصوم بچے، یتیم، مسکین محتاج، غلام، آزاد، مرد، عورت، بے زبان جانور غرض مخلوقِ خدا کا کوئی طبقہ ایسا نہ تھا جو رحمتِ عالمین کے دریائے رحمت سے بقدرِ ظرف سیراب نہ ہوا ہو۔ اس وقت ہمارا موضوعِ گفتگو ''صنفِ نازک یا طبقۂ نسواں پر رسولِ اکرم ﷺ کے احسانات'' ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو پستی اور ذِلّت کے عمیق گڑھے سے نکال کر احترام اور عزّت کے جس مقام پر فائز کیا اور جو حقوق انہیں عطا کیے، دنیا کے کسی دوسرے مذہب اور معاشرے میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عورت کو دنیا کی حقیر ترین مخلوق سمجھا جاتا تھا، عیسائی گناہ اور عورت کو ایک ہی چیز سمجھتے تھے۔ یہودی عورتوں کو بعض خاص حالتوں میں گھروں سے نکال دیتے تھے۔ ایران میں مزدک نے عورت کو مردوں کی مشترکہ ملکیت قرار دیا تھا۔ رومی عورت کو غلام سمجھتے تھے اور اس پر ہر قسم کی سختی کرنا ان کے نزدیک جائز تھا۔ ہندو عورت کو نجس سمجھتے تھے اور اس کو اپنی روحانی ترقی میں بڑی رکاوٹ جانتے تھے۔ عرب میں عورتوں کو جوتی کی نوک کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ بعض عرب قبائل میں دختر کُشی کا ظالمانہ رواج تھا۔ کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ اسے بڑی ذلت اور بے عزتی کا باعث جانتا اور اُس معصوم

marfat.com

Marfat.com

بچی کو زندہ زمین میں دفن کر دیتا یا کسی کنوئیں میں پھینک کر یا کسی پہاڑ سے نیچے گرا کر مار دیتا۔ مردوں کو یہ حق بھی حاصل تھا کہ وہ جتنی عورتوں سے چاہیں شادی کر لیں۔ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد سوتیلے بیٹے سوتیلی ماؤں سے شادی کر لیتے تھے۔ مختصر یہ کہ عورت کسی بھی قسم کے آئینی' اخلاقی' معاشی اور معاشرتی حقوق سے یکسر محروم تھی۔ دنیا میں عورت ذات کے یہی لیل و نہار تھے کہ خَاتَمَ الانبیاءِ وَالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمۃً للعالمین بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے عورت کو ماں' بہن' بیٹی' بیوی' ہر حیثیت میں جس عزت اور احترام کی مستحق قرار دیا اور جو مثالی حقوق عطا فرمائے ان کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

عورت بحیثیت ماں

۱- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کر دی ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ مجھ پر خدمت اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تمہاری ماں کا' میں پھر کہتا ہوں تمہاری ماں کا' میں پھر کہتا ہوں تمہاری ماں کا' اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے۔ (صحیحین)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے والد جاہمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں جہاد میں شریک ہونے کے لیے جانا چاہتا ہوں اور آپ سے اس سلسلے میں مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا' کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا' جی ہاں زندہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا' تو پھر اسی کے

. marfat.com

Marfat.com

پاس اور اسی کی خدمت میں رہو اس کے قدموں میں تمہاری جنّت ہے۔ (سنن نسائی)

۴۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد چند دن بی بی ثویبہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنا دودھ پلایا پھر تقریباً پانچ سال تک آپ ﷺ نے اپنا زمانہ رضاعت/بچپن بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزرا۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال کی تھی کہ والدہ ماجدہ وفات پا گئیں۔ ان کے بعد حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت اور نگہداشت کی۔ ان تینوں بیبیوں کی حضور ﷺ ہمیشہ نہایت عزت اور تکریم کرتے رہے۔ بی بی ثویبہؓ کی مستقل سکونت مکّہ میں تھی۔ ہجرت کے بعد حضور ﷺ ان کے لیے خرچ اور کپڑا بھیجا کرتے تھے۔ بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنی زندگی میں دو تین مرتبہ (اپنے گاؤں سے مدینہ آ کر) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کی بے حد تعظیم و تکریم کی، انہیں 'میری ماں' کہہ کر پکارا، اپنی چادر بچھا کر انہیں بٹھایا اور جب وہ جانے لگیں تو انہیں کچھ (اونٹ بکریاں کپڑے وغیرہ) دے دلا کر رخصت کیا۔

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو وراثۃً بطورِ کنیز ملی تھیں لیکن آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ آپ ﷺ ان کو اُمّی کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے اور ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اگر کبھی وہ کوئی حاجت لے کر آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کی حاجت پوری کر دیا کرتے تھے اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً ان کی مالی مدد کرتے رہتے تھے۔

(طبقات ابن سعد، صحیح مسلم وغیرہ)

۲۔ عورت بحیثیت بہن

قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی ﷺ میں قرابت داروں کے ساتھ صلۂ رحمی اور حُسنِ سُلوک کی بے حد تاکید کی گئی ہے۔ ان قرابت داروں میں 'بہن' بھی لازماً آ جاتی ہے۔ اپنے بعض ارشادات میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے ساتھ بہن کو بھی بطورِ خاص

marfat.com
Marfat.com

حسنِ سلوک کا مستحق قرار دیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف وادب المفرد بخاریؒ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بہن تو کوئی نہیں تھی البتہ چچازاد اور پھوپھی زاد بہنیں تھیں۔ ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک ہمیشہ مشفقانہ اور برادرانہ رہا۔ ان میں سے کسی کو مالی مدد کی ضرورت پڑی تو آپ ﷺ نے مالی مدد کی اگر کسی کو کوئی اور حاجت پیش آئی تو آپ نے حاجت روائی کی۔ (طبقات ابنِ سعد)

۳۔ عورت بحیثیت بیٹی

آنحضور ﷺ نے بیٹیوں کے زندہ درگور کرنے کو گناہِ عظیم قرار دیا اور اس کی سختی سے ممانعت فرمادی۔ ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والوں کو آپ نے جنّت کی بشارت دی ہے۔ (اس سلسلے میں آپ ﷺ کے ارشادات ''بچوں پر شفقت'' کے زیرِ عنوان دیکھیے۔)

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیاں عطا کی تھیں۔

حضرت زینبؓ' حضرت رقیہؓ حضرت اُمِ کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ' آپ ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی اور آپ نے ان کی پرورش اور تربیت نہایت شفقت اور پیار سے کی۔

عورت بحیثیت بیوی

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بھلے طریقہ (حُسنِ سُلوک) کی زندگی بسر کریں۔ (النِّسَاء۔۱۹) اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے مردوں کو بار بار تاکید فرمائی ہے کہ اپنی بیوی (یا بیویوں) سے اچھا (لطف ومحبت کا) برتاؤ کرو۔ اس سلسلے میں چند احادیثِ نبوی ﷺ ملاحظہ فرمائیں

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے اچھا ہے (یعنی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہے) (جامع ترمذی' ابنِ ماجہ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا ہے کہ تم میں سب سے زیادہ اچھا اور بھلا وہ آدمی ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی یا بیویوں) کے حق میں اچھا ہو۔ اور میں اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہوں۔

(مسند دارمی/ ابن ماجہ)

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں وہ شخص کامل الایمان ہے جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ بہت اچھا ہو اور خاص طور پر بیوی کے ساتھ لطف و محبت کا ہو۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہو گی تو دوسری کوئی عادت پسندیدہ بھی ہو گی۔ (صحیح مسلم)

۵۔ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ اپنی ازواجِ مُطَہَّرات کے ساتھ نہایت اچھا تھا مختلف روایات کی روشنی میں ہم اسے لطف و محبت اور دلداری و دلجوئی کا برتاؤ کہہ سکتے ہیں۔ اگر کبھی کسی زوجۂ محترمہؓ کی (بتقاضائے بشریت) کوئی بات آپ کو ناگوارِ خاطر ہوتی یا آپ ﷺ یہ سمجھتے کہ یہ بات منہ سے نکالنا اللہ کے ایک رسول کی بیوی کے شایانِ شان نہیں ہے تو آپ انہیں نرمی سے سمجھا دیتے کہ ایسی بات منہ سے نہیں نکالنی چاہیے۔ اس طرح تمام معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مُطَہَّراتؓ کی تربیت اس طرح فرمائی کہ وہ دوسری خواتین کے لیے اسلامی اخلاق و تہذیب کا نمونہ بن گئیں۔ آپ ﷺ کے اندازِ تربیت کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

ایک دفعہ ایک سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ جس اونٹ پر وہ سوار تھیں' اس کو تیز چلانے کے لیے انہوں نے مارنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:- عائشہؓ نرمی اختیار کرو' جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ نرمی کی وجہ سے خوبصورت ہو جاتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جائے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔ (ادب المفرد' بخاریؒ)

marfat.com

Marfat.com

مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ملاقات کے لیے آنے والے چند یہودیوں نے ازراہ خباثت حضورؐ کو اَلسّامُ علیکم (تم کو موت آئے) کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے قریب ہی تھیں۔ انہوں نے یہودیوں کے جواب میں کہا' تمہی کو موت آئے) اور تم پر لعنت بھی ہو۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا' عائشہ! نرمی اختیار کرو اور سختی سے گریز کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا' آپ نے سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں سنا تھا میں نے جواب میں علیکم (تم پر ہو) کہہ دیا تھا بس اتنا ہی کافی تھا۔

(صحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اشارے سے بتایا کہ فلاں عورت ٹھگنی (کوتاہ قامت) ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے مجھ کو ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی:

''عائشہ! تو نے ایسی بات کہی کہ اگر سمندر میں ڈال دی جاتی تو اس کی کڑواہٹ سے سمندر کا پانی بھی تلخ ہو جاتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

ایک دفعہ اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے رونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا' مجھ کو حفصہ نے کہا کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔

آپ نے فرمایا: تم نبی (حضرت ہارون علیہ السّلام) کی بیٹی ہو' تمہارا چچا (حضرت موسیٰ علیہ السلام) پیغمبر ہے اور تم پیغمبر کے نکاح میں ہو' حفصہ تم پر کس بات میں فخر کر سکتی ہے؟

(جامع ترمذی)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ (بروایتِ دیگر حضرتِ زینب بنتِ جحش) نے حضرت صفیہؓ سے کہا۔

''ہم رسول اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں ہم آپ کی زوجہ بھی ہیں اور آپ

marfat.com

Marfat.com

...ے چچا کی بیٹیاں بھی"

ان کی یہ بات حضرت صفیہؓ کو ناگوار گزری۔ رسول اللہ تشریف لائے تو انہوں نے ... آپ سے ان کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا "تم نے کیوں نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ معزز کیسے ہو سکتی ہو میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے باپ ہارونؑ اور میرے چچا موسیٰؑ ... ہیں۔ (سیرۃ النبیؐ جلد دوم)

. ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ سے راز میں کوئی بات کہی۔ ... انہوں نے آپ کی وہ بات دوسری زوجہ کو بتا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر آپ کو وحی کے ذریعے دے دی۔ حضور کو رنج تو ہوا کہ میری پہلی بیوی نے یہ راز کیوں افشا کیا لیکن آپ نے بڑے نرم لہجے میں ان کو اشارتاً جتلایا کہ تم کو ہماری آپس کی بات دوسری تک نہیں پہنچانی چاہیے تھی۔ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا: آپ کو اس کی خبر کس نے دی آپؐ نے فرمایا اُس نے جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ (سورہ تحریم)

ازواجِ مُطہَّرات کے آرام اور ان کی دلجوئی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر خیال تھا کہ جو سفر میں ساتھ ہوتیں ان کو خود سہارا دے کر اونٹ پر سوار کراتے۔ ایک دفعہ کسی سفر میں ازواجِ مُطہَّرات ساتھ تھیں۔ انجشہ ؓ نامی ایک ساربان بلند آواز سے حُدی پڑھنے لگے، جس سے اونٹ تیز چلنے لگے۔ آپ ﷺ نے انجشہ ؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "انجشہ دیکھنا یہ آبگینے (شیشے) کہیں ٹوٹ نہ جائیں" ایسی ہی کئی اور روایات کُتُبِ حدیث میں موجود ہیں۔ (صحیح بخاری)

خواتین کو عطا کیے گئے خاص حُقُوق

اب یہاں چند ایسے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اس کے رسول آخر الزّمان صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں کو عطا کیے گئے

۱- عورت شوہر سے شرعاً اخلاقاً اور قانوناً مہر پانے کی حقدار ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۲- عورت باپ سے شوہر سے اولاد سے اور بعض صورتوں میں دوسرے قریبی ر
داروں سے وراثت پانے کی حقدار ہے
۳- شادی/نکاح سے پہلے عورت کی رضامندی ضروری قرار دی گئی۔ اس کی مرضی
خلاف یا اس کی رضامندی کے بغیر کوئی شخص اس کا نکاح نہیں کرسکتا۔
۴- عورت (خواہ وہ کتنی ہی مالدار ہو) شوہر سے ہر حال میں نفقہ پانے کی حقدار ہے۔
۵- ناکارہ ظالم اور ناپسندیدہ شوہر سے چھٹکارا پانے کے لیے عورت کو خُلع کا حق دیا گیا۔
6- وراثت اور مہر سے حاصل شدہ رقم پر ملکیت کا حق صرف عورت کو دیا گیا۔
۷- اگر عورت اپنا ذاتی سرمایہ تجارت میں لگا کر کچھ حاصل کرتی ہے (یعنی منافع) تو اس
کی ملکیت پر اسی کا (بلاشرکتِ غیرے) حق ہے۔
۸- اگر عورت محنت مزدوری یا کوئی اور کام کر کے کچھ کماتی ہے تو اس کمائی پر بھی اسی کا حق ہے۔
۹- فوجداری اور دیوانی مقدمات میں نیز جان مال عزت اور آبرو کے تحفظ میں عورت کو
وہی حق حاصل ہے جو مرد کو ہے
۱۰- بیوہ مطلقہ یا فسخِ نکاح والی عورتوں کو نکاحِ ثانی کا پورا اختیار اور حق دیا گیا۔
۱۱- ہر عورت کے لیے علم حاصل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح مردوں کے
لیے۔ اس لیے عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے کا پورا حق ہے
۱۲- عورت کے لیے روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے راستے کھول دیے
گئے۔ اس کی عبادت کا اجر و ثواب مردوں کی عبادت کے اجر و ثواب کے برابر قرار
دیا گیا۔

marfat.com
Marfat.com

غریبوں کے ساتھ محبّت اور شفقت

رسولِ اکرم ﷺ کو غریبوں اور مسکینوں سے بڑی محبت تھی۔ آپ ﷺ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ ان سے ایسا برتاؤ کرتے تھے کہ ان کو اپنی غریبی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ آپ ﷺ ہر وقت غریبوں اور مسکینوں کی مدد کے لیے کمر بستہ رہتے تھے' کوئی بھوکا ہوتا تو اس کو کھانا کھلاتے' کسی کو روپے پیسے یا اناج کی ضرورت ہوتی تو اس کی ضرورت پوری کر دیتے۔ کسی کے پاس پہننے کے لیے کپڑے نہ ہوتے تو اس کو کپڑے عطا فرماتے تھے۔ اگر کوئی غریب قرض ادا نہ کر سکتا تو اس کا قرض ادا کر دیتے تھے۔ غرض ہر طریقے سے غریبوں' مسکینوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ آپ کے گہرے لگاؤ کا اندازہ ذیل کی احادیثِ مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (جامع ترمذی و شعب الایمان)

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ میرے لیے مکہ کی وادی کو سونے سے بھر دے تو میں نے عرض کیا' اے میرے رب! میں اپنے لیے یہ نہیں مانگتا بلکہ یہ چاہتا ہوں (میری زندگی ایسی فقیرانہ ہو کہ) ایک دن پیٹ بھر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں' جب مجھے بھوک لگے تو تجھے یاد کروں' تیرے سامنے عاجزی اور گریہ وزاری کروں اور جب تیری طرف سے مجھے کھانا ملے اور میرا پیٹ بھرے تو میں تیری حمد اور تیرا شکر کروں۔ (جامع ترمذی و مُسندِ احمد)

marfat.com

Marfat.com

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "
اللہ تعالیٰ کو اپنا وہ مومن بندہ بہت پیارا (محبوب) ہے جو غریب و نادار اور عیال دار ہو اور ا
کے باوجود باعفّت ہو۔
(ابنِ ماجہ

اس سلسلے میں حضور ﷺ کے طرزِ عمل کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی
میں بیٹھا تھا اور غریب مہاجر لوگ حلقہ باندھے ایک طرف بیٹھے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ
تشریف لائے اور ان ہی میں جا کر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے پاس جا کر
بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ دولت مندوں سے چالیس برس
پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ سن کر ان مہاجرین صحابہ کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے اور
مجھے حسرت ہوئی کہ کاش میں ان ہی میں ہوتا۔ (سیرۃُ النبی ﷺ ج-۲' بحوالہ مُسندِ دارمی)

(۲)

ایک دن رسولِ اکرم ﷺ نے ایک دولتمند مسلمان کو دیکھا کہ وہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے
ایک غریب مسلمان سے اپنے کپڑے سمیٹ رہا ہے اور دور ہٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آپ ﷺ
نے اس سے فرمایا:

"کیا تجھے ڈر ہے کہ اس کی غریبی تجھ سے لپٹ جائے گی۔"

گویا حضور ﷺ نے اس مالدار مسلمان کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا۔ (احیاء العلوم: ج:۲)

(۳)

رسولِ اکرم ﷺ امُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ
اے عائشہ! کسی مسکین (سائل) کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ پھیرو خواہ چھوہارے کا ایک
ٹکڑا ہی کیوں نہ دینے کو ہو۔ اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے سے نزدیک
کرو تو اللہ تم کو اپنے نزدیک کرے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب فضل الفقراء)

marfat.com
Marfat.com

(۴)

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک پورا (صحرائی یا دیہائی) قبیلہ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس کے کسی فرد کے بدن پر پورا لباس تک نہ تھا وہ لوگ نہایت خستہ حالت میں تھے۔ بدن سے کھالیں بندھی ہوئی' ننگے پاؤں' تلواریں گلوں میں پڑی ہوئی۔ اگر کسی کے بدن پر ایک آدھ کپڑا تھا تو وہ بھی پھٹا پرانا چیتھڑا تھا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو اس قدر ترس آیا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ (اس سے سخت غم اور اضطراب ظاہر ہو رہا تھا) آپ ﷺ مضطربانہ اندر گئے پھر باہر تشریف لائے اور حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور لوگ مسجد میں جمع ہو گئے تو نماز کے بعد آپ نے خطبہ دیا جس میں لوگوں کو ترغیب دی کہ اس قبیلے کی مدد کیلیے اناج' کپڑا' درہم' دینار' کھجوریں وغیرہ جو چیز بھی وہ راہِ خدا میں دے سکتے ہیں' لے آئیں۔ اگر کسی شخص کے پاس چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی دینے کی مقدرت ہو تو وہی دے دے۔ آپ ﷺ کی ترغیب کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں آپ کے سامنے غلے اور کپڑے کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے۔ لوگوں نے جو نقد روپیہ اور دوسری اشیاء پیش کیں' وہ ان ڈھیروں کے علاوہ تھیں۔ اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک کندن کی طرح دمک رہا تھا۔ (کیونکہ اس مفلوک الحال نووارد قبیلے کی تمام ضرورتیں بخوبی پوری ہو گئی تھیں۔) (صحیح مسلم' باب الصدقات)

(۵)

ایک دن چند غریب صحابہ رضی اللہ عنہم رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! امیر لوگ آخرت کے لیے زادِ راہ فراہم کرنے میں ہم سے بڑھتے جاتے ہیں جہاں تک عبادات (نماز' روزہ) کا تعلق ہے تو جس طرح ہم کرتے ہیں' امراء بھی کرتے ہیں لیکن صدقات خیرات (راہِ حق میں مال خرچ کرنے سے) جو نیکیاں وہ حاصل کر لیتے ہیں ہم اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے ان (نیکیوں کے حصول) سے محروم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ

marfat.com
Marfat.com

بات نہ بتاؤں جس سے تم اگلوں کے برابر ہو جاؤ اور پھر کوئی تمہاری برابری نہ کر سکے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳،۳۳ بار سُبحَانَ اللہ اَلحَمدُ للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ چند دن کے بعد یہ وفد پھر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ہمارے امیر بھائیوں نے بھی یہ وظیفہ سن لیا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کی عطا ہے جس کو چاہے مرحمت فرمائے۔ (صحیحین)

(۶)

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ ایک مجلس میں رونق افروز تھے کہ ایک صاحب آپ کے سامنے سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے صحابی سے پوچھا: اس شخص کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ متمول آدمی ہے۔ واللہ یہ اس لائق ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو ہاں کر دی جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اسے منظور کیا جائے۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک اور صاحب اسی راستے سے گزرے حضور ﷺ نے پھر پہلو والے صاحب سے دریافت کیا کہ اس کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ایک غریب مہاجر ہے اور اس لائق ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو واپس کر دیا جائے اور سفارش کرے تو اسے نامنظور کیا جائے اگر کچھ کہنا چاہے تو نہ سنا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمام دنیا میں اس امیر جیسے آدمی ہوں تو ان سے یہ ایک غریب مہاجر بہتر ہے۔ (سیرۃ النبیؐ ج ۲ بحوالہ صحیحین)

(۷)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی قبولِ اسلام کے بعد اس قدر مفلس ہو گئے کہ ہم پہ فاقے گزرنے لگے یہاں تک کہ ہماری نظر کمزور ہو گئی۔ ہم نے بہت سے لوگوں سے درخواست کی کہ وہ ہماری کفالت کریں لیکن کسی نے ہامی نہ بھری۔ بالآخر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی عسرت اور تنگ دستی سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے اور تین بکریاں دکھا کر فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو چنانچہ جب تک ہمارے حالات درست نہ ہو گئے ہم ان بکریوں کے دودھ پر اپنی گزر اوقات کرتے رہے۔ (صحیح بخاری)

marfat.com
Marfat.com

پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک

اسلام میں پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے پڑوسیوں (ہمسائیوں) کے ساتھ حُسنِ سُلوک پر اس قدر زور دیا ہے کہ کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے اس طرزِ عمل کو جزوِ ایمان، داخلۂ جنّت کی شرط اور اللہ و رسول کی محبت کا معیار قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے ہمسائیگی کے جو حقوق متعیّن فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱- اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔

۲- اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

۳- اگر وہ قرض مانگے تو (بشرطِ استطاعت) اس کو قرض دو۔

۴- اگر اس سے کوئی بُرا کام سرزد ہو جائے تو اس پر پردہ ڈالو۔

۵- اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارکباد دو۔

۶- اگر اسے کوئی مصیبت یا صدمہ پہنچے تو تعزیت کرو۔

۷- اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے۔

۸- جب تمہارے گھر میں کوئی اچھا کھانا پکے تو ایسا اہتمام کرو کہ تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے اور اگر یہ نہ کرسکو تو اس (اچھے کھانے میں) سے کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو۔ (معجم کبیر طبرانی عن معاویہؓ بن حیدہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں رسولِ اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل ہوا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے ہاں سالن کی ہانڈی پکے تو شوربہ زیادہ کرلو

marfat.com

Marfat.com

پھر اس میں سے کچھ پڑوسی کو بھی بھیج دو۔ (معجم اوسط طبرانی)

آنحضور ﷺ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ پڑوسی سے حُسنِ سُلوک کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو غیر مسلم ہمسایہ بھی اچھے سلوک کا حقدار ہے۔ (مسند بزار)

اب اس ضمن میں حضور ﷺ کی تلقین و ہدایت کے انداز کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر ایک دن بکری ذبح کی گئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے پوچھا' تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لیے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کے بارے میں مجھے جبرئیل (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس قدر تاکید کرتے رہے کہ میں سمجھا وہ اس کو وارث بھی قرار دے دیں گے۔ (ابوداؤد)

(۲)

ایک مرتبہ ایک صحابی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے (تکلیف دیتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ' صبر کرو۔

وہ چلے گئے اور صبر سے کام لیتے رہے لیکن ہمسائے کی روش میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ انہوں نے پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑوسی کے تکلیف دہ رویے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان کو پھر صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ جب وہ تیسری مرتبہ بھی یہی شکایت لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اپنے گھر کا سارا سامان (سوئی سلائی تک) گھر سے باہر نکال کر راستے میں رکھ دو۔" انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر اپنے مال اسباب کے پاس بیٹھ گئے۔ جو شخص ادھر سے گزرتا وہ اُن سے پوچھتا کہ کیا معاملہ ہے؟ وہ اس کا سارا پس منظر بیان کر دیتے۔ اس پر سب آنے جانے والوں نے ان کے پڑوسی کو ملامت کی۔ پڑوسی کو اپنے کیے پر سخت ندامت ہوئی اور وہ انہیں منا کر گھر لے آیا اور وعدہ کیا کہ آیندہ کبھی ان کو پریشان نہیں کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابوداؤد)

marfat.com

Marfat.com

(۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:۔

یارسول اللہ ﷺ: فلاں عورت بڑی عبادت گزار ہے (بہت نمازیں پڑھتی ہے، بہت روزے رکھتی ہے اور بہت خیرات کرتی ہے) لیکن اس کی زبان درازی سے اس کے ہمسائے نالاں ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی نیکی نہیں، وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر ان صاحب نے عرض کیا، یارسول اللہ: ایک اور عورت ہے جو نماز واجبی پڑھتی ہے، روزے بھی کم رکھتی ہے اور خیرات دیتی ہے تو وہ بھی سوکھے پنیر کے ذرا ذرا سے ریزے مگر ہمسایوں کو اپنی زبان سے دکھ نہیں دیتی (اس لیے ہمسائے اس سے خوش ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنّت میں جائے گی۔ (مُسندِ احمد)

(۴)

حضرت ابزیٰ خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے ایک خاص خطاب میں ارشاد فرمایا کہ جو لوگ دین کا علم رکھتے ہوں اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاس پڑوس کے ناواقف اور بے علم لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ (گویا یہ بھی پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کا ایک طریقہ ہے) اور بے علم یا ناواقف لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاس پڑوس کے اہل علم اور اہل دین لوگوں سے علم اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔

(معارف الحدیث جلد ۶، بحوالہ مُسندِ اسحاق بن راھویہ، کتاب الوحدان للبخاری)

marfat.com
Marfat.com

زیردستوں کے غمگسار

''زیردست'' ایک وسیع المفہوم لفظ یا ترکیب ہے۔ اس میں کمزور، عاجز، نوکر، خادم، ملازم، ماتحت، مغلوب وغیرہ سبھی طبقے شامل ہیں یہاں جس طبقے کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں، وہ نوکروں، خادموں یا ملازموں کا طبقہ ہے۔ جس زمانے میں رسولِ اکرم ﷺ مبعوث ہوئے، قریب قریب ساری دنیا میں غلامی کا رواج تھا۔ فاتح قومیں مفتوح قوموں کے افراد کو غلام بنالیتی تھیں اور ان بے چاروں سے اس طرح کام لیتی تھیں جیسے وہ ڈھور ڈنگر ہوں۔

دوسرے ملکوں کی طرح عرب میں بھی غلامی کا رواج اپنی پوری قباحتوں کے ساتھ موجود تھا۔ صاحب حیثیت لوگ کئی کئی غلاموں کے مالک ہوتے تھے۔ وہ ان سے ہر قسم کے کام بھی لیتے تھے اور ان کو ہر قسم کی سختیوں کا نشانہ بھی بناتے رہتے تھے۔ متوسط طبقے کے لوگ بھی کم از کم ایک غلام کے مالک ضرور ہوتے تھے۔ غلاموں کے علاوہ بعض آزاد (لیکن بہت غریب) افراد بھی صاحبِ حیثیت لوگوں کے پاس ملازم یا خادم کی حیثیت سے اجرت پر کام کرتے تھے۔ بلاشبہ ''غلامی'' ایک بُرا رواج تھا لیکن قانون کے ذریعے اس کو یکسر ختم کرنے میں کئی رکاوٹیں حائل تھیں تاہم رسولِ رحمت ﷺ کی تعلیمات نے عرب میں جو ذہنی اور فکری انقلاب برپا کیا، اس نے غلاموں، نوکروں اور خادموں کو آقاؤں کے برابر لا کھڑا کیا۔ آپ ﷺ نے ایک طرف تو غلاموں کو آزاد کرنے کے عمل کو ایک ایسا کارِ ثواب قرار دیا جو بہت سے گناہوں کی بخشش اور آخرت میں فلاح کا موجب ہوسکتا تھا اور دوسری طرف ہدایت فرمائی کہ اپنے ماتحتوں (غلاموں اور خادموں) سے نہایت اچھا سلوک کرو، جو

marfat.com

Marfat.com

خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ' جو خود پہنتے ہو انہیں بھی ویسا ہی پہناؤ۔ ان پر محنت' مشقت کا زیادہ بوجھ نہ ڈالو' ان کی لغزشیں معاف کر دیا کرو وغیرہ وغیرہ زیردستوں (نوکروں اور خادموں) سے حُسنِ سُلوک کے موضوع پر آنحضور ﷺ کے کچھ ارشادات کتاب کے دوسرے حصے میں نقل کر دیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کے کچھ مزید ارشادات اور نمونۂ عمل کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طعام اور لباس غلام کا حق ہے اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ (صحیح مسلم)

(۲)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا۔ میں نے پیچھے سے آواز سنی' اے ابو مسعود! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنا تجھے اس بیچارے غلام پر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو یہ ارشاد فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب یہ (میری طرف سے) اللہ کے لیے آزاد ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔

(صحیح مسلم)

(۳)

رسولِ اکرم ﷺ کی ملکیت میں جو غلام آتے' آپؐ ہمیشہ ان کو آزاد فرما دیتے تھے۔ ان میں سے بعض نے آزاد ہونے کے باوجود ہمیشہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کیا کیونکہ ان کو اپنے شفیق آقا سے جدائی کسی صورت میں گوارا نہ تھی۔ حضرت زید بن حارثہ' حضرت ثوبان' حضرت آنسہ اور حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہم ایسے ہی اصحاب میں شامل ہیں۔

(سیرۃ النبیؐ' اصح السیر)

marfat.com

Marfat.com

(۴)

غلاموں پر حضور ﷺ کے رحم و کرم اور مشفقت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا' کوئی شخص ان کو "میرا غلام" 'میری لونڈی نہ کہے بلکہ "میرا بچہ" "میری بچی" کہے۔

(سیرۃ النبی ﷺ 'ج:۲)

(۵)

آنحضور ﷺ کا غلاموں سے حسنِ سلوک دیکھ کر کافروں کے غلام بھاگ کر حضور ﷺ کی خدمت میں آتے تھے اور آپ انہیں آزاد فرمادیتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۶)

جب کبھی مالِ غنیمت تقسیم ہوتا' آنحضور ﷺ اس میں سے غلاموں کو بھی حصہ دیتے تھے۔ جو غلام نئے آزاد ہوتے تھے چونکہ ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہیں ہوتا تھا' اس لیے (مالِ غنیمت یا کسی اور ذریعے سے) جو آمدنی ہوتی تھی' اس میں سے حضورؐ سب سے پہلے انہی کو عنایت فرماتے تھے۔

(سیرۃ النبی ﷺ)

(۷)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو صاحب ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کے خدامِ خاص میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر لیتے' وہ عمر بھر آپ ﷺ کے ساتھ وابستہ رہتے۔ آپ ﷺ اپنے خدام پر اس قدر شفیق تھے کہ وہ سب آپ ﷺ پر جان چھڑکتے تھے۔ ان اصحاب میں حضرتِ بلال بن رباح' حضرت انس بن مالک' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی' حضرت اسلع بن شریک' حضرت ایمن بن عبید' حضرت ذومخمر حبشی رضی اللہ عنہم جیسے اصحاب شامل تھے۔

(سیرۃ النبی ﷺ' نشر الطیب)

(۸)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے نہ صرف آزاد کر دیا تھا بلکہ ازراہِ شفقت ان کو اپنا منہ بولا بیٹا اور متبنیٰ بنا لیا تھا۔ حضور ﷺ کی ان سے بے پناہ محبت کو

marfat.com

Marfat.com

دیکھ کر لوگوں نے انہیں ''حِبُّ الرَّسُول'' (رسول اللہ ﷺ کے محبوب) کا لقب دے دیا تھا۔ جب تک بارگاہ الٰہی سے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ کا حکم نازل نہ ہوا لوگ ان کو ''زید بن محمد'' کے نام سے پکارتے رہے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ اپنی پھوپھی کی صاحبزادی حضرت زینب بنت جحش کا نکاح کر دیا تھا۔ (یہ الگ بات ہے کہ دونوں میاں بیوی کا آپس میں نباہ نہ ہو سکا اور ان میں تفریق ہو گئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بعد میں اُمُّ المُؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حضور ﷺ بے انتہا محبت کرتے تھے اور ان کو بھی ''حِبُّ النَّبِی ﷺ'' (نبی ﷺ کے محبوب) کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔

(سیر الصحابہ مہاجرین)

(۹)

بعض لوگ اپنے غلاموں (خادموں) کی شادی کرا دیتے تھے اور پھر جب چاہتے تھے میاں بیوی کی مرضی کے بغیر (زبردستی) ان میں تفریق کرا دیتے تھے' یہ بڑا ظالمانہ طرزِ عمل تھا۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے اپنے غلام سے اپنی لونڈی بیاہ دی۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے ان میاں بیوی پر زور ڈالا کہ وہ علیحدہ ہو جائیں (یعنی خاوند بیوی کو طلاق دے دے) لیکن وہ اس بات پر رضامند نہیں تھے۔ غلام (خاوند) نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صورت واقعہ بیان کی اور آپ ﷺ سے دادرسی چاہی۔ آپ ﷺ نے منبر پر خطبہ دیا کہ لوگ غلاموں کا نکاح کر کے پھر ان میں کیوں تفریق کرانا چاہتے ہیں' نکاح وطلاق کا حق صرف شوہر کو ہے۔ اس ارشادِ نبوی ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق نہ رہا کہ ایک ہنستے بستے جوڑے کو علیحدگی پر مجبور کر سکے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا یا اس کو

marfat.com

Marfat.com

تھپڑ مارا تو اس کا کفّارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ (صحیح مسلم)

(۱۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی باندیوں (خادماؤں) کو برتن توڑنے پر مت مارو' اس لیے کہ تمہاری عمروں کی طرح برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہوتی ہیں۔ (معارف الحدیث جلد ۶)

(۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات سے پہلے جو آخری کلام فرمایا: وہ یہ تھا' اَلصَّلٰوۃ الصَّلٰوۃ وَاتَّقُوا اللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ یعنی نماز کی پابندی کرو اور اپنے غلاموں زیر دستوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

(سنن ابی داؤد)

marfat.com
Marfat.com

جنگی قیدیوں سے حُسنِ سُلوک

جنگی قیدیوں میں بالعموم دو قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں' ایک وہ افراد جو میدانِ جنگ میں متحارب فریقین میں سے کسی ایک فریق سے تعلّق رکھتے ہوں اور لڑتے ہوئے مخالف فریق نے قیدی بنائے ہوں۔ دوسرے شکست کھانے والی فوج کے وہ لوگ جن کو فاتح فوج نے لڑائی کے بعد پکڑا ہو۔ بعض اوقات فاتح فوج مفتوحہ شہری آبادیوں کے باشندوں کو بھی جنگی قیدی بنا لیتی ہے جس زمانے میں رسولِ اکرم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے دنیا کی سبھی قومیں جنگی قیدیوں پر ایسے انسانیت سوز مظالم ڈھایا کرتی تھیں کہ ان کا حال پڑھ کر لرزہ طاری ہو جاتا ہے...... ان سے ناقابلِ برداشت مشقت کرانا' ان کو زندہ آگ میں جلا دینا' ان کے سر کاٹ کر سروں کے مینار بنانا' لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنا' ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیرنا' درندوں اور کُتّوں سے پھڑوا ڈالنا' بھوکا پیاسا رکھنا یا بدترین خوراک دینا وغیرہ عام باتیں تھیں۔ عرب میں بھی مختلف قبیلے ایک دوسرے سے بَرسرِ پیکار رہتے تھے۔ متحارب قبیلے ایک دوسرے کے آدمیوں کو پکڑ کر وحشیانہ مظالم کا نشانہ بناتے تھے...... یہاں تک کہ مخالفین کی لاشوں کا بھی مُثلہ کرتے تھے۔ (یعنی ان کے کان' ناک' ہاتھ' پاؤں کاٹ دیتے تھے اور پیٹ پھاڑ ڈالتے تھے۔) ان سب قوموں کے برعکس رسولِ اکرم ﷺ نے جنگی قیدیوں کے ساتھ ایسا رحیمانہ سلوک کیا کہ تاریخ عالم میں شاذونادر ہی ایسی کوئی مثال ملتی ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(یہ واقعات سیرت کی تمام کتابوں میں موجود ہیں۔)

marfat.com

Marfat.com

(۱)

غزوۂ بدر میں مشرکین کے ستّر آدمی مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہو گئے۔ آنحضور ﷺ نے ان قیدیوں کے بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تمہارے قبضہ میں دے دیا ہے' تمہاری رائے میں ان سے کیا سلوک کیا جائے۔"

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو گھر سے نکالا' آپ اجازت دیں کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ کسی جنگل میں آگ لگا کر ان لوگوں کو اس میں پھینک دیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ آپ کی قوم کے افراد ہیں آپ ان کو زندہ رہنے دیں اور ان سے توبہ کرالیں شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے۔

کچھ اور صحابہ نے بھی اپنی اپنی رائے دی۔ ان سب کا تجزیہ کرنے کے بعد حضور ﷺ نے سب قیدیوں کی جان بخشی کا فیصلہ کیا اور ایک ایک دو دو قیدی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر کے ان کو ہدایت فرمائی کہ ان کو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہو۔ اگرچہ یہ تنگدستی کا زمانہ تھا لیکن اس ہدایت کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ طرزِ عمل اختیار کیا کہ خود بھوکے رہ لیتے تھے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے' خود کھجوریں کھا کر وقت گزار لیتے تھے اور قیدیوں کو گوشت روٹی کھلاتے تھے۔ جن قیدیوں کے کپڑے پھٹ گئے تھے' حضور ﷺ نے انہیں نئے کپڑے عطا کیے۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں شامل تھے (انہوں نے اس وقت اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا) رسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ کراہ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی کراہیں سن کر نہ صرف ان کے بلکہ سارے قیدیوں کے بند ڈھیلے کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے یہ حکم بھی دیا کہ جو ذی استطاعت قیدی ہیں ان کو چار چار ہزار درہم فدیہ کے عوض رہا کر دیا جائے' جو پڑھنا لکھنا جانتے ہیں ان کی رہائی کا فدیہ یہ

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ وہ انصار کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں جو نادار تھے ان کو حضور ﷺ نے ویسے ہی رہا کرنے کا حکم دیا۔ (سیرۃ النبیؐ)

(۲)

غزوۂ بنی مصطلق ۵ ہجری میں دشمن کے چھ سو آدمی مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئے۔ ان میں بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کی سفارش پر ان کے قبیلے کے سارے قیدی بھی آپ ﷺ نے رہا کر دیے۔

(۳)

خیبر کی فتح کے بعد سارے جنگجو یہودی حضور ﷺ کے رحم و کرم پر تھے۔ آپ ﷺ کا ایک اشارہ ان کو خاک و خون میں لوٹا سکتا تھا لیکن جب انہوں نے التجا کی کہ ہمیں خیبر ہی میں رہنے دیں ہم یہاں کی زمینوں اور باغوں کی پیداوار کا نصف آپ کو دے دیا کریں گے تو آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور سب کو رہا کر دیا۔

(۴)

فتحِ مکہ کے بعد تمام جابرۂ قریش مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے وہ سخت سے سخت سزا کے مستحق تھے لیکن حضور ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا۔ (اس کی تفصیل عفو و درگزر کے باب میں دی گئی ہے۔)

(۵)

غزوۂ حنین ۸ ہجری میں بنو سعد اور بنو ہوازن کے چھ ہزار افراد کو مسلمانوں نے جنگی قیدی بنا لیا لیکن جب بنو ہوازن کے ایک وفد نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی رہائی کے لیے درخواست کی تو آپ ﷺ نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا اور ساتھ ہی ہر ایک کو مصری کپڑے کا ایک ایک جوڑا بھی عطا فرمایا۔ (سیرۃ النبی ﷺ)

marfat.com

Marfat.com

یتیموں کے والی

یتیم بچوں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کی کوئی حد و نہایت نہیں تھی آپ ﷺ خود بھی ان کی سرپرستی اور ہر نوع کی مدد فرماتے تھے اور صحابۂ کرام ؓ کو بھی ایسا کرنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ یتیموں اور دوسرے محتاجوں کی سرپرستی کرنے والوں کے بارے میں آپ بشارت دیتے تھے کہ وہ میرے ساتھ جنّت میں اس طرح ہوں گے جیسے (اشارہ فرما کر) میری یہ شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔ (ان کے درمیان آپ ﷺ نے تھوڑی سی کُشادگی رکھی۔)

(صحیح بخاری عن سہلؓ بن سعد)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر محض رضائے الٰہی کی خاطر ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر ہاتھ پھرا، ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں شمار ہوں گی اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا بچے کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنّت میں میری ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے۔ (اس وقت آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا)

(مُسندِ احمد جامع ترمذی)

حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنی قساوتِ قلبی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ میں نرم دلی پیدا ہو اور تیری حاجات پوری ہوتی رہیں (تو پھر) یتیم پر رحم کیا کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور اپنے کھانے سے اس کو کھانا کھلایا کر (اس کے نتیجے

marfat.com
Marfat.com

میں) تیرے دل میں نرمی پیدا ہوگی اور تیری حاجتیں پوری ہوتی رہیں گی۔

(سیر الصحابہ ج۔٦ بحوالہ طبرانی وہیثمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سنگ دلی (بے رحمی) کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین گھرانا وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہے اور اس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور مسلمانوں میں سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہے اور اس سے بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے اللہ! میں دو کمزور قسم کے لوگوں کے حق کو قابلِ احترام قرار دیتا ہوں یعنی یتیم اور بیوی کے حق کو۔ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو (اپنی سرپرستی میں) لے لیا اور اپنے کھانے پینے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنّت میں داخل کرے گا بشرطیکہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو نا قابلِ معافی ہو۔ (جامع ترمذی)

ان کے علاوہ کُتبِ احادیث میں اور بھی متعدّد احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو یتیموں کا کس قدر خیال تھا اور آپ ﷺ ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔ خود حضور ﷺ نے اپنی بعض ازواجِ مطہرات (حضرت اُمِّ سلمہ اور اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہما) کے سابقہ شوہروں سے بچوں (کم سن بیٹوں اور بیٹیوں) کی جس طرح سرپرستی فرمائی اور جس محبت سے ان کی پرورش فرمائی، وہ سیرتِ طیّبہ کا ایک روشن باب ہے۔ آپ ﷺ نے بعض دوسرے یتیموں کی جس طرح سرپرستی اور مدد فرمائی اس کی دو تین

marfat.com

Marfat.com

مثالیں ملاحظہ ہوں

(۱)

حضرت بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں غزوۂ اُحُدؔ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میرے والد (جو لڑائی میں شریک تھے) ان کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شہید ہو گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ یہ سن کر میں رونے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں اور عائشہ تیری ماں ہو جائے۔ (بزار ہیثمی 'الاصابہ' تاریخ بخاری)

(حضرت بشیر ؓ اس وقت کم سن تھے)

(۲)

ابوجہل ایک یتیم بچے کا وصی تھا (یعنی اس بچے کے والد نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے یتیم بچے کی کفالت میرے مال جائداد سے ابوجہل کرے گا)۔ وہ بچہ ایک دن اس کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے تک نہ تھے اور اس نے ابوجہل سے بڑی لجاحت کے ساتھ درخواست کی کہ میرے والد کے چھوڑے ہوئے کچھ مال سے مجھے کچھ دے دو (تاکہ میں گزر اوقات کر سکوں) مگر ابوجہل نے اس کی بات سُنی اَن سنی کر دی۔ بے چارہ بچہ دیر تک اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑے کھڑے تھک گیا۔ آخر مایوس ہو کر وہ قریش کے دوسرے (مشرک) سرداروں کے پاس گیا اور ان سے مدد کی التجا کی لیکن انہوں نے اس کی مدد کرنے کے بجائے ازراہ شرارت اس کو مشورہ دیا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر شکایت کرو۔ وہ ابوجہل سے سفارش کر کے تمہارے باپ کا چھوڑا ہوا مال تمہیں دلوا دیں گے۔ بچہ بے چارہ ناواقف تھا کہ ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن ہے اور یہ شریر سردار اسے اس لیے حضور ﷺ کے پاس بھیج رہے ہیں کہ آپ کی ابوجہل کے ساتھ لڑائی ہو گی۔ اور وہ تماشا دیکھیں گے۔ وہ سیدھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حالِ زار آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ؐ

marfat.com
Marfat.com

اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور یتیم بچے کے ساتھ ابوجہل کے ہاں تشریف لے گئے۔ اگرچہ وہ آپؐ کا دشمن تھا لیکن اس وقت اس نے آپؐ کا استقبال کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس یتیم اور بے سہارا بچے کا حق اسے دے دو۔ وہ فوراً مان گیا اور بلا چون وچرا بچے کا مال لاکر اس کو دے دیا۔ قریش کے شریر سرداروں کو امید تھی کہ تھوڑی دیر میں ان دونوں (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل) کی آپس میں جھڑپ ہوگی اور ہم اس کا لطف اٹھائیں گے' مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ ابوجہل نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر یتیم بچے کا مال اسے دے دیا ہے تو وہ حیران رہ گئے۔ پھر دوڑے دوڑے ابوجہل کے پاس گئے اور اس کو طعنہ دیا کہ تم بھی دین چھوڑ گئے۔ اس نے کہا۔ واللہ میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا' بات اصل میں یہ ہے کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے اس بچے کا مال دینے کے لیے کہا تو میں نے محسوس کیا کہ میری دائیں اور بائیں جانب ایک ایک حربہ ہے' اگر میں نے ان کی مرضی کے خلاف ذرا بھی حرکت کی تو یہ حربہ میرے اندر گھس جائے گا۔

(۳)

ایک دفعہ ایک یتیم لڑکے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا یہ دعویٰ پیش کیا کہ یا رسول اللہ! فلاں کھجور کا باغ میرا ہے لیکن فلاں صاحب اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں' مجھے اس باغ پر قبضہ دلوا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے فریق کا بیان سن کر اس نتیجے پر پہنچے کہ یتیم لڑکے کا مقدمہ کمزور ہے کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہ کر سکا۔ چنانچہ آپ نے فریقِ مخالف کے حق میں فیصلہ دیا اور باغ اس کو دلا دیا۔ یہ فیصلہ سن کر اس یتیم لڑکے کو بہت دکھ ہوا اور وہ رونے لگا۔ حضور صلی اللہ عایہ وسلم کو اس پر رحم آ گیا اور آپ نے باغ پانے والے صاحب سے فرمایا: تم کھجوروں کا یہ باغ اس بچے کو دے دو' اللہ اس کے عوض تمہیں جنّت عطا فرمائے گا۔ (یہ آپ کا حکم نہ تھا' محض مشورہ تھا) وہ صاحب اس پر راضی نہ ہوئے۔ ایک اور انصاری صحابی حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ بھی اتفاق سے وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ان صاحب سے کہا' کیا تم اپنا کھجوروں کا باغ میرے

marfat.com
Marfat.com

کھجوروں کے باغ سے بدل سکتے ہو۔ وہ اس پر تیار ہو گئے چنانچہ حضرت ابوالدحداح ﷜ نے اس باغ کو اپنے باغ سے بدل کر وہ کھجوروں کا باغ اس یتیم بچے کو دے دیا۔ انہوں نے یہ کام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر کیا۔

(الاستیعاب تذکرہ حضرت ابوالدحداح ﷜)

(۴)

حضرت ابواُمامہ اسعد بن زُرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار انصار کے ان صحابہؓ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے سب سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضور ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی کیونکہ وہ اِخلاص فی الدّین میں اپنی مثال آپ تھے لیکن افسوس کہ انہوں نے بہت مختصر زندگی پائی۔ وہ ہجرتِ نبویؐ کے پہلے سال ہی حلق کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے جس پر قابو پانے کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور انہوں نے اسی درد کی وجہ سے پیک اجل کو لبیک کہا۔ وفات سے پہلے انہوں نے بطور وصیت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میں اپنے پیچھے باختلافِ روایت دو یا تین کم سن بچیاں چھوڑ رہا ہوں میرے بعد آپ ان کی سرپرستی فرمایئے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم بچیوں کا ہمیشہ خیال رکھا' ان کی عمدہ تربیت کی اور اچھے بَر تلاش کر کے ان کی شادیاں کیں۔ حضور ﷺ نے ان بچیوں کو سونے کی بالیاں' جن میں موتی جڑے ہوئے تھے پہنائیں۔

علامہ ابنِ اثیرؒ نے اپنی تالیف "اُسدُ الغابہ" میں ان بچیوں کے نام حبیبہ' کبشہ اور فارعہ لکھے ہیں۔

(اُسدُ الغابہ' الاصابہ' سیر انصار حصہ اول)

marfat.com
Marfat.com

اصلاحِ ذاتِ البَین

اصلاحِ ذاتِ البَین کا مطلب ہے لوگوں کے باہمی جھگڑے چکانا' ان کی باہمی رنجشوں اور عداوتوں کو ختم کرنا' ایک دوسرے سے صلح کرانا اور ان میں جذبۂ اُخوّت پیدا کرنا۔ رحمتِ عالم ﷺ نے اصلاحِ ذاتِ البَین پر ہمیشہ بھرپور توجہ فرمائی۔ خود بھی لوگوں کے باہمی تنازعات ختم کرائے اور صحابۂ کرام کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کے مختلف قبائل اکثر ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہتے تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر ان کے درمیان لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں جو سالہا سال تک نسل در نسل چلتی رہتی تھیں۔ مولانا' الطاف حسین حالیؒ نے اس زمانے کے اہلِ عرب کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر ایک لُوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اَڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گرواں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

marfat.com

Marfat.com

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی[1] صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی تھی اک آگ ہر سُو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ
کہیں تھا مویشی چرانے پر جھگڑا کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لبِ جُو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

(مُسدّسِ حالی)

عرب کے خزاں رسیدہ معاشرے میں خاتَمَ الانبیاوَالمُرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور گویا ایک ابرِ رحمت تھا جو اس پر اس طرح جھُوم جھُوم کر برسا کہ اس کی خزاں بہار سے بدل گئی۔ قرآنِ حکیم میں اس تحیّر خیز انقلاب کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (ال عمران۔۱۰۳)

ترجمہ: اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے آنحضور ﷺ کے لیے رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن کا منصبِ عالی مختص فرمایا

---

[1] اس لڑائی کی بنیاد یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کسی عورت کے کھیت میں چلا گیا۔ اس عورت نے اونٹ کو مارا۔ اونٹ کے مالک نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ اس کے نتیجے میں بنو بکر اور بنو تغلب میں لڑائی چھڑ گئی جو ۴۹۴ء سے ۵۳۵ء تک جاری رہی۔ اس میں عرب کے تمام قبائل شریک ہوگئے تھے اور ابتداء سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارے گئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

تھا۔آپ کی فطرتِ پاک میں دوسرے پاکیزہ اوصاف اور اعلیٰ اخلاق کے علاوہ اصلاحِ ذاتِ البَین کا جذبہ بھی ودیعت کیا تھا۔یہی سبب تھا کہ بعثت سے پہلے آپ کی ذاتِ پاک مخلوقِ خدا کے لیے باعثِ رحمت بن گئی تھی۔پہلی وحی کے نزول کے بعد جب آپ گھر تشریف لائے تو رفیقۂ حیات اُمُّ المُؤمنین حضرت خَدیجۃُ الکُبریٰ ؓ نے آپ کے اوصافِ حمیدہ کا نقشہ یوں کھینچا:

> ''آپ صلۂ رحمی (اقربا سے حُسنِ سُلوک) کرتے ہیں' ہمیشہ سچ بولتے ہیں' مہمانوں (مسافروں) کی ضیافت و خاطر مدارات کرتے ہیں' بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' غریبوں کو کما کر دیتے ہیں' امانتیں ادا کرتے ہیں اور تمام نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں (حصہ لیتے) ہیں۔اب اصلاحِ ذاتُ البَین کے ضمن میں حضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

آنحضور ﷺ کی بعثت سے تقریباً بیس برس پہلے (جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بیس سال کی تھی) مکّہ میں معاہدۂ ''حِلفُ الفُضُول'' معرضِ وجود میں آیا۔اس معاہدے میں قریش کی متعدّد شاخوں (بنو ہاشم' بنو مُطّلِب' بنو زُہرہ' بنو تَیم' بنو اَسَد بن عبدالعُزّیٰ) کے عمائد شریک تھے۔جن میں حضورؐ بھی شامل تھے۔یہ تمام معزّزین مکّہ کے ایک رئیس عبداللہ بن جُدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور ان سب نے کمزور اور مظلوموں کی مدد کا حلف اٹھایا نیز عہد کیا کہ مکّہ میں شہر کا یا باہر کا جو شخص بھی مظلوم ہوگا' اس کی مدد کریں گے اور ظالم سے مظلوم کا چھینا ہوا حق اس کو واپس دلوا کر رہیں گے۔اس معاہدے کو ''اصلاحِ ذاتِ البَین'' ہی کی ایک کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔کیونکہ اس کا مقصد ان جھگڑوں سے نمٹنا اور ان پر قابو پانا تھا جو آئے دن مکّہ میں مظلوموں اور ظالموں کے درمیان ہوتے رہتے تھے۔اس معاہدے کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے بعثت کے بعد ایک دفعہ ارشاد فرمایا: اگر مجھے اس معاہدے میں شریک نہ

marfat.com

Marfat.com

ہونے کے معاوضہ میں سو سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو میں ہرگز قبول نہ کرتا اور اس میں ضرور شریک ہوتا' اگر آج اسلام میں بھی مجھے اس قسم کے معاہدے میں شریک ہونے کی دعوت دی جائے تو میں اس پر لبیک کہوں گا۔ (سیرۃ ابنِ ہشام)

(۲)

حضور ﷺ کی بعثت سے پانچ سال پہلے قریش نے کعبہ کی تعمیر نو شروع کی۔ اس کام میں قریش کی تمام شاخوں نے سرگرم حصہ لیا۔ جب کعبہ کی دیواریں اس مقام تک بلند ہو گئیں جہاں حجرِ اسود رکھا جانا تھا تو ایک خوفناک جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ قریش کی ہر شاخ کے لوگ چاہتے تھے کہ حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر نصب کرنے کا شرف وہی حاصل کریں گے۔ یہ جھگڑا اتنا بڑھا کہ تمام شاخوں کے لوگ ایک دوسرے سے جنگ کرنے پر تُل گئے لیکن اپنے چند بزرگوں کے سمجھانے پر انہوں نے طے کیا کہ کل نُور کے تڑکے جو شخص حرمِ کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہو۔ وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرے۔ حُسنِ اتفاق سے دوسرے دن علی الصّباح سب سے پہلے رسولِ اکرم ﷺ حرمِ کعبہ میں داخل ہوئے۔ ان کو دیکھ کر سب پکار اٹھے کہ ہمیں آپ کا فیصلہ قبول ہوگا۔

آپ ﷺ نے جھگڑے کا حال سن کر ایک چادر منگوائی اور اس کو بچھا کر حجرِ اسود اپنے دستِ مبارک سے اس پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا قریش کی ہر شاخ کا سردار یا نمائندہ ایک طرف سے اس چادر کو پکڑ لے پھر سب مل کر اس کو اٹھائیں اور اس کو اس مقام تک لے جائیں جہاں حجرِ اسود کو نصب کرنا ہے۔ سب لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حجرِ اسود مقررہ جگہ پر پہنچ گیا تو حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر اُس مقام پر رکھ دیا۔ اس طرح آپ کی حکمت و تدبیر سے آپ کی قوم ہولناک خانہ جنگی سے بچ گئی۔ (سیرۃ النبی ج۔۱)

(۳)

رسولِ اکرم ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر قبا تشریف لائے تو قبیلہ اوس کے سردار حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کو آپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے ہاں قیام کے دوران میں

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ نے اپنے ایک نہایت مخلص خزرجی جاں نثار حضرت اسعد بن زرارہ ؓ کے بارے میں بطورِ خاص پوچھا کہ وہ مجھے ملنے نہیں آئے۔ بنو اوس کے حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسعد بن زرارہ نے جنگ بعاث میں ہمارے ایک رئیس نبتل بن حارث اوسی کو قتل کیا تھا' اس لیے وہ یہاں آنے سے گریز کرتے ہیں (یعنی ان کو خدشہ ہے کہ بنو اوس نبتل کے قصاص میں ان کو قتل کر دیں گے۔) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت سعد بن خیثمہ ؓ اور حضرت رفاعہ و حضرت مبشر رضی اللہ عنہما پسران عبدالمنذر سے فرمایا کہ تم سب لوگ اب اسلام کے رشتہ سے آپس میں دینی بھائی ہو اس لیے تم اسعد بن زرارہ کو اپنی حمایت میں لے لو۔ ان تینوں نے کہا' بسر و چشم۔ پھر حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہما مدینہ جا کر حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان پر گئے اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر انہیں قباء لے آئے۔ جب اوس کے دوسرے عمائد کو حضور ﷺ کی خواہش کا علم ہوا تو سب نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ "یارسول اللہ! سعد بن زرارہ اب ہم سب کے جوار و پناہ میں ہیں"

اس پر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کو دعائے خیر سے نوازا۔

(سیرۃ رحمت دارین ﷺ)

(۴)

تاریخ اور سیرت سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کو علم ہے کہ آنحضور ﷺ کی بعثت کے چند سال بعد یثرب (مدینہ) کے جن افراد کو قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی' انہوں نے تاریخ میں انصار کے لقب سے شہرت پائی۔

یہ انصار دو بڑے قبیلوں اوس اور خزرج پر مشتمل تھے۔ قبول اسلام سے پہلے یہ سالہا سال سے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے چلے آئے تھے۔ ہجرت نبویؐ سے کوئی چھ سال پہلے ان دونوں کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی تھی جو حربِ بعاث کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں اگرچہ قبیلہ اوس فتح یاب ہوا تھا لیکن فی الحقیقت دونوں قبیلوں کی قوت

marfat.com

Marfat.com

برباد ہو گئی تھی۔دونوں کے بڑے بڑے سرداروں سمیت سینکڑوں آدمی مارے گئے تھے۔اس صورت حال نے دونوں قبیلوں کو عارضی صلح کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ خزرج کے ایک رئیس عبداللہ بن اُبَی بن سَلُول کو اپنا بادشاہ بنانے پر متفق ہو گئے۔یہی ایّام تھے کہ حضورِ اکرم ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے۔اب حالات نے ایک اور رُخ اختیار کر لیا دونوں قبیلوں کے اہلِ ایمان نے حضور ﷺ کو اپنا آقا تسلیم کر لیا اور عبداللہ بن اُبَی کی بادشاہت کا منصوبہ ختم ہو گیا۔حضور ﷺ نے دونوں قبیلوں کے اہلِ ایمان کو اسلام کے رشتۂ اُخوّت میں منسلک کر کے آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔

مدینہ میں آباد یہودیوں کو اوس اور خزرج کا یہ باہمی اتحاد پسند نہ آیا اور وہ ان میں پھوٹ ڈالنے کے لیے کسی موقع کی تلاش میں رہنے لگے۔ایک دن جب اوس وخزرج کے بہت سے مسلمان ایک جگہ جمع تھے ایک یہودی وہاں آ کر جنگِ بُعاث کی رزمیہ نظمیں پڑھنے لگا۔ان نظموں نے جنگ کے دردناک واقعات کی یاد تازہ کر دی۔دونوں قبیلوں کے پُرجوش نوجوانوں کے درمیان طعن وتشنیع اور تلخ کلامی اس حد تک بڑھی کہ وہ ایک دوسرے کو مارنے اور مرنے پر تل گئے۔

رسولِ اکرم ﷺ کو اس صورتِ حال کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ چند اکابر صحابہ ؓ کو ساتھ لے کر اس مجلس میں پہنچے، مشتعل لوگوں کو ٹھنڈا کیا اور ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ان اصحاب سے فرمایا ”اے اہلِ ایمان! یہ کیا حرکت ہے کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور تم زمانۂ جاہلیّت کے واقعات کو یاد کر کے ایک دوسرے کا خون بہانے پر تیار ہو گئے ہو۔“

مختصر یہ کہ حضور ﷺ نے ان کے جذبۂ اُخوّت کو اس طرح اُبھارا کہ وہ رونے لگے اور ایک دوسرے سے معانقہ کر کے عہد کیا کہ آئندہ کبھی یہودیوں کی باتوں میں نہیں آئیں گے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں گے (تفسیر ابنِ کثیر)

(۵)

غزوۂ بنی مُصطلِق میں بنو مُصطلِق کو شکست دینے کے بعد آنحضور ﷺ اپنے لشکرِ مجاہدین

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ قریبی بستی میں چند روز کے لیے ٹھہر گئے۔

وہاں قیام کے دوران میں ایک دن پانی کی تقسیم پر دو مجاہد ایک دوسرے سے الجھ پڑے۔ایک مجاہد جہجاہ بن مسعود غفاری ﷛ مہاجر تھے اور دوسرے سنان بن وبرالجہنی ﷛ (انصار کے حلیف ہونے کی بنا پر) انصاری تھے۔ دونوں میں جھگڑا اتنا بڑھا کہ ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔اس کشمکش میں حضرت جہجاہ ﷛ نے حضرت سنانؓ کے ایک لات رسید کر دی۔انصار کے نزدیک کسی سے لات کی مار کھانا بڑی بے عزتی اور شرم کی بات سمجھی جاتی تھی چنانچہ حضرت سنان ﷛ نے انصار کو اپنی مدد کے لیے پکارنا شروع کر دیا۔اس پر چند انصار ان کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔حضرت جہجاہ ﷛ نے اپنے آپ کو خطرے میں دیکھا تو انہوں نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے پکارا۔اس پر چند مہاجرین بھی تلواریں لیے ان کی مدد کے لیے لپکے۔قریب تھا کہ کشت وخون تک نوبت پہنچ جاتی' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچ گئی۔آپ فوراً اپنے خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور ان اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"یہ جاہلیت کی دہائی کیسی؟تم لوگوں کا جاہلیت کی اب دہائی سے کیا واسطہ؟اسے چھوڑو یہ بہت گندی چیز ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر دونوں طرف کے کچھ اصحاب آگے بڑھے اور دونوں مجاہدوں (حضرت جہجاہ اور حضرت سنان رضی اللہ عنہما) کو گلے ملوایا۔اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

(تفہیم القرآن تفسیر سورۃ المُنٰفِقُوْن)

marfat.com
Marfat.com

بچوں پر شفقت

رسولِ اکرم ﷺ رحمۃ للعلمین تھے۔ آپ ﷺ کا دریائے رحمت ہر وقت ٹھاٹھیں مارتا رہتا تھا۔ اس سے ہر شخص کو بقدر ظرف سیراب ہونے کا اذنِ عام تھا لیکن معصوم بچوں پر حضور ﷺ کے رحم و کرم اور شفقت کی کوئی حد و نہایت نہیں تھی اس لیے بچے بھی آپ ﷺ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بچوں سے محبت اور ان پر بے پناہ شفقت کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

رسولِ پاک ﷺ کہیں جا رہے ہوتے اور راستے میں بچے مل جاتے تو آپ ﷺ متبسم ہو کر نہایت محبت سے انہیں سلام کرتے پھر ان سے پیار بھری باتیں کرتے۔ گود میں اٹھاتے' منہ سر چومتے۔ اگر کھانے کی کوئی چیز پاس ہوتی تو وہ انہیں عنایت فرماتے۔ اگر کبھی کوئی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں فصل کا نیا میوہ یا پھل پیش کرتا تو آپ ﷺ سب سے پہلے اسے ننھے بچوں میں بانٹتے تھے۔

آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے۔ ان میں سے کسی کو بڑی محبت سے اپنی سواری پر پیچھے بٹھاتے اور کسی کو اپنے آگے۔ بچے بھی آپ ﷺ سے اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ جہاں آپ کو دیکھا' لپک کر آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

(مختلف کتبِ سیرت)

(۲)

آنحضور ﷺ نماز پڑھاتے تو پردے کے پیچھے جماعت میں خواتین بھی ہوتیں۔ اگر

marfat.com
Marfat.com

ان خواتین میں سے کسی کا بچہ رونے لگتا تو آپ ﷺ چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز جلد ختم کردیتے تاکہ بچے کو تکلیف نہ ہو اور اس کی ماں بھی بے چین نہ ہو۔ (صحیح بخاری)

(۲)

آنحضور ﷺ کی مُہرِ نبوّت پشتِ مبارک پر اُبھری ہوئی تھی بعض دفعہ کوئی معصوم بچہ اس کو ہاتھ لگا لگا کر کھیلنے لگتا تو آپ ﷺ اس کو روکتے نہیں تھے۔ اگر اس کے ماں باپ یا کوئی دوسرا شخص اس کو روکتا تو آپ ﷺ فرماتے' اسے کھیلنے دو روکو نہیں۔ (مختلف کتب سیرت)

(۳)

آنحضور ﷺ کی کوئی صحابیہ اپنے نومولود بچے کو آپ ﷺ کی خدمت میں دعا کے لیے لاتیں تو آپ ﷺ بڑے لُطف و محبت سے بچے کو گود میں لیتے۔ اس کو پیار کرتے اور کھجور منگوا کر اسے دہن مبارک میں چبا کر اپنے لُعابِ دہن کے ساتھ بچے کے منہ میں ڈال دیتے پھر بچے کو ماں کی گود میں دے کر اس کے لیے دعائے خیر و برکت کرتے۔

(سیر الصحابہ' سیر الصحابیات)

(۴)

حضرت جابر بن سَمُرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اپنے بچپن میں ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کی طرف چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا کہ ادھر سے چند اور لڑکے آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ (صحیح مسلم)

(۵)

مکّہ سے ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے چند دن قُبا میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ جب مدینہ شہر میں داخل ہوئے تو اہلِ مدینہ نے جس جوش و خروش اور والہانہ ذوق و شوق سے اپنے دیدہ و دل آپ ﷺ کے سامنے فرشِ راہ کر دیئے' دنیائے شوق اور تاریخِ عشق میں

marfat.com
Marfat.com

اس کی مثال نہیں ملتی۔ سارا شہر فرطِ مسرّت اور جوشِ عقیدت سے گہوارۂ بہار بنا ہوا تھا۔ اگر بڑوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا تو بچوں کی خوشی کا یہی حال تھا۔ وہ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (اللہ کے رسول آ گئے' اللہ کے رسول آ گئے) کے نعرے لگاتے ہوئے ہر طرف خوشی سے اچھل کود رہے تھے یہاں تک کہ بنو نجّار کی چھوٹی چھوٹی معصوم بچیاں بھی دف بجا بجا کر یہ شعر الاپ رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ — ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِّنْ جَارِ — محمد کیا ہی اچھے ہمسایہ ہیں

رسولِ اکرم ﷺ ان لڑکیوں کے پاس سے گزرے تو متبسم ہو کر ان سے فرمایا:
بچیو! کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟
انہوں نے بیک زبان جواب دیا' ہاں اے اللہ کے رسول۔
حضور ﷺ نے فرمایا: تم بھی مجھ کو بہت عزیز ہو۔ (میں بھی تمہیں پیار کرتا ہوں)

(سیرت ابنِ ہشام)

(۶)

ایک دفعہ ایک صحابیہ حضرت اُمِّ قیس بنتِ مِحصَن رضی اللہ عنہا اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ازراہِ شفقت بچے کو ماں سے لے کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا اور قطعاً کسی ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔ (صحیح بخاری)

(۷)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں ایک دن میں قثم بن عباس اور عبیداللہ بن عباس کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر وہاں سے گزرے۔ آپ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو سواری روک لی اور بڑی عمر کے ایک صاحب سے' جو قریب ہی کھڑے تھے' میری طرف اشارہ کر کے فرمایا' ذرا

marfat.com
Marfat.com

اس بچے کو اٹھا کر مجھے پکڑاؤ۔ مجھے اوپر اٹھایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر آگے بٹھا لیا' پھر فرمایا: ذرا قثم کو بھی اٹھاؤ۔ قثم کو اٹھایا گیا تو آپ ﷺ نے انہیں سواری پر پیچھے بٹھا لیا پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

(صحیح بخاری)

(۸)

رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک دن آپ ﷺ کی ایک مدنی صحابیہ حضرت اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا اپنے دس سالہ فرزند انس بن مالک کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا انس ہے' اسے آپ اپنے پاس رکھیے' یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔''

حضور ﷺ نے ان کی مخلصانہ پیشکش قبول فرمالی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے مسلسل دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ اس طویل عرصے میں آپ ﷺ کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئے اور نہ کبھی آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا' یا کیوں نہیں کیا۔

فی الحقیقت رسولِ اکرم ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بے حد پیار کرتے تھے اور پیار سے کبھی ان کو اُنیس اور کبھی بیٹا کہہ کر بلاتے تھے۔ ایک دن لاڈ سے یا مزاحاً ان کو ''یَاذَوالْاُذُنَیْن'' اے دو کانوں والے کہہ کر پکارا۔

(صحیح مسلم)

(۹)

حضرت ابو اسماء غصیف ازدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنے بچپن میں انصار کے باغوں میں جا کر چھوہارے کے درختوں پر ڈھیلے مارا کرتا تھا۔ اس پر وہ لوگ مجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: جو چھوہارا

marfat.com

Marfat.com

تمہیں نیچے گرا ہوا مل جائے اسے کھا لیا کرو اور درختوں پر ڈھیلے نہ مارا کرو۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے حق مین دعا فرمائی۔ اے اللہ اس (بچے) کو شکم سیر کر دے۔

(ابوداؤد' اسد الغابہ)

(۱۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کم سن بچے کھیل رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا۔

(ابوداؤد' مسند احمد)

(۱۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لیے بھیجا۔ میں راستے میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل کود میں لگ گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اچانک تشریف لائے اور پیچھے سے مجھے پکڑ لیا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پیار سے فرمایا: اے انس! میں نے جہاں بھیجا تھا' وہاں نہیں گئے۔ میں نے کہا' یا رسول اللہ! ابھی جا رہا ہوں۔

(صحیح مسلم)

(۱۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کا نام ابوعمیر تھا۔ اس نے ایک پرندہ (ممولا یا لال چڑیا جسے نغیر کہا جاتا تھا) پال رکھا تھا اور وہ اس سے کھیلا کرتا تھا جب کبھی رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لاتے تو ننھے ابوعمیر سے پوچھتے۔ اے ابوعمیر تمہارے نغیر کا کیا حال ہے۔ اتفاق سے وہ نغیر مر گیا۔ ننھے ابوعمیر کو اس کے مرنے سے بہت صدمہ پہنچا اور وہ سخت افسردہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابوعمیر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو ان سے فرمایا: یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ' اے ابوعمیر! تمہارے نغیر نے یہ کیا کیا؟

(صحیحین)

قیاس یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی پیار بھری باتوں سے ابوعمیر رضی اللہ عنہ کی افسردگی دور کرنے کی کوشش فرمائی۔

marfat.com

Marfat.com

(۱۳)

اُمُّ المُؤمنینِ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر بہت شفیق تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر دس گیارہ برس کی تھی۔ وہ اکثر اپنی خالہ محترمہ کے پاس جاتے رہتے تھے اور رات کو بھی انہی کے گھر سو رہتے تھے۔ اس طرح ان کو نہ صرف آنحضور ﷺ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا تھا بلکہ آپ ﷺ کی خدمت کرنے اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ وہ خالہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے بیدار ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فوراً وضو کے لیے پانی لا کر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے وضو فرما کر پوچھا' پانی کون لایا تھا؟

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' عبداللہ بن عباس

حضور ﷺ نے خوش ہو کر ان کو بہت دعائیں دیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضور ﷺ رات کے پچھلے پہر نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی اٹھ کر حضور ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے پیار سے ان کا سر پکڑ کر داہنی طرف کر لیا۔

(صحیح بخاری ج:۱)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز میں حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور اپنے برابر کھڑا کر لیا لیکن وہ حیص بیص میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر ان سے پوچھا' یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا' کیا آپ کے برابر کھڑا ہونا کسی کے لیے مناسب ہے حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کا جواب سن کر حضور ﷺ نے ان کے علم و فہم میں اضافے کی دعا فرمائی۔ (مُسنَدِ احمد)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ گلیوں میں کھیلتے پھرتے تھے کہ

marfat.com

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کو پیچھے آتے دیکھا۔ وہ جلدی سے ایک گھر کے دروازے کے پیچھے چھپ گئے لیکن حضور ﷺ نے ان کو دیکھ لیا اور قریب جا کر پکڑ لیا۔ پھر پیار سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دونوں شانوں کے درمیان دست مبارک مار کر فرمایا: جا معاویہ کو بلا لا۔ وہ دوڑ کر گئے اور ان کو بلا لائے۔

(صحیح مسلم و مُسندِ احمد)

(۱۴)

آنحضور ﷺ کو اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے کم سن بیٹوں عبداللہ رضی اللہ عنہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور کثیر رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی۔ آپ ﷺ ان تینوں کو بلا کر فرماتے تم میں سے جو دوڑ کر سب سے پہلے مجھ کو چھوئے گا میں اس کو فلاں چیز دوں گا۔ تینوں بھائی دوڑ کر آتے، کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا، کوئی سینہ سے چمٹ جاتا، آپ ﷺ سب کو چمٹا کر پیار کرتے۔

(سیر الصحابہ ج ۷ بحوالہ مُسندِ احمد)

(۱۴)

حضرت مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد کے ہمراہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو اس وقت ان کی عمر صرف چھ برس کی تھی۔ انہوں نے صغر سنی ہی میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آنا جانا شروع کر دیا کیونکہ حضور ﷺ ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے اور حضرت مِسوَر رضی اللہ عنہ آپ کی پُشت پر کھڑے تھے۔ اتفاقاً حضور ﷺ کی پُشت مبارکِ سے چادر ایک طرف کھِسک گئی اور مُہرِ نبوّت نظر آنے لگی۔ ایک یہودی ادھر سے گزرا۔ اس نے مِسوَر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لڑکے! محمد کی پیٹھ سے چادر ہٹا دو، وہ طفلانہ معصومیت کے ساتھ چادر ہٹانے لگے تو حضور ﷺ نے ان کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا۔

(سیر الصحابہ ج: ۷)

(۱۵)

حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما کے والد اور والدہ (حضرت عمرۃ بنتِ رواحہ) دونوں کو شرف صحابیت حاصل تھا اس لیے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ پیدائشی مسلمان تھے۔ وہ ۲ ہجری

marfat.com

Marfat.com

میں پیدا ہوئے اور رسولِ اکرم ﷺ کے جاں نثار ماں باپ کی آغوشِ تربیت میں پرورش پائی۔ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو ماں باپ کی سرپرستی میں رسولِ پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ آپ ﷺ ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس طائف سے انگور آئے۔ اس وقت ننھے نعمان رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو انگوروں کے دو خوشے عنایت کیے اور فرمایا کہ ایک خوشہ تمہارا ہے اور ایک گھر جا کر اپنی والدہ کو دے دینا۔ یہ بچے تھے' راستے میں دونوں خوشے چٹ کر گئے اور والدہ کو بتایا تک نہیں۔ چند دن بعد حسب معمول بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا' اپنی ماں کو انگور دے دیے تھے؟ انہوں نے عرض کیا' نہیں (وہ تو سارے میں نے کھا لیے تھے) حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ''یا غدر'' کیوں مکّار۔

(سیرِ انصار ج:۲' بحوالہ الاستیعاب)

(۱۶)

حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضور ﷺ کی ربیبہ تھیں۔ ان کی والدہ اُمّ المؤمنین حضرتِ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۴ ہجری میں حضور ﷺ کے عقدِ نکاح میں آئی تھیں' اس وقت حضرت زینب شیر خوار تھیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ آپ ﷺ کو ان سے پدرانہ محبت تھی۔ جب وہ پاؤں چلنے لگیں تو حضور ﷺ کے پاس دوڑ دوڑ کر آیا کرتیں۔ آپ غسل فرماتے ہوتے اور یہ آ جاتیں تو حضور ﷺ ان کے منہ پر پیار سے پانی چھڑکتے تھے۔ اسی کی برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب و رنگ رہا۔ (سیرُ الصّحابیات)

(۱۷)

رسولِ اکرم ﷺ کو اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی بہت محبت تھی اور وہ حِبِ رسول اللہ یعنی رسول اللہ کے محبوب کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ ان کے بچپن میں آپ ﷺ اپنے کم سن نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو

marfat.com
Marfat.com

اپنے ایک زانوئے مبارک پر اور دوسرے پر ننھے اسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر دعا فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔

(صحیح بخاری و مہاجرین حصہ دوم)

(۱۸)

ایک دفعہ ننھے اُسامہؓ دروازے کی چوکھٹ سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور ان کے ماتھے پر چوٹ لگ گئی جس سے خون رسنے لگا۔ حضور ﷺ نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس کے چہرے سے خون صاف کر دو۔ انہیں کچھ دیر لگی یا انہوں نے کراہت محسوس کی تو خود اٹھ کر خون صاف کر دیا اور وہاں اپنا لُعابِ دہن لگایا۔

(طبقات ابنِ سعد و سیر الصحابہ ج ۳)

(۱۹)

ایک دفعہ ننھے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک بہہ رہی تھی۔ رسول پاک ﷺ نے اسے صاف کرنے کا ارادہ فرمایا: اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قریب ہی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ رہنے دیں میں اس کی ناک صاف کیے دیتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اس بچے سے محبت رکھو' مجھے بھی اس سے محبت ہے۔

(جامع ترمذی)

(۲۰)

رسولِ رحمت ﷺ کی محبت اور شفقت صرف مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی بلکہ کافروں کے بچوں پر بھی آپ شفقت فرماتے تھے۔ کافروں سے جنگ ہوتی تو آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرماتے کہ دیکھنا کوئی بچہ تمہارے ہاتھ سے نہ مارا جائے۔ ننھے بے گناہ ہوتے ہیں' ان کو دُکھ دینے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ کسی غزوہ میں چند بچے کافروں سے جھڑپ میں مارے گئے۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ کو بہت دُکھ ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے دُکھ کا اظہار کیا تو ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو مشرکوں کے بچے

marfat.com
Marfat.com

تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''مشرکوں کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔(یعنی بڑی عمر کے لوگوں سے بہتر ہیں) خبردار بچوں کو قتل نہ کرو۔ بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہر جان اللہ ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔'' (سیرۃ النبی بحوالہ مسند احمد ج ۳)

(۲۱)

زمانۂ جاہلیت میں عرب کے بہت سے قبیلوں (بالخصوص بنو تمیم) میں یہ نہایت ظالمانہ اور قبیح رسم رائج تھی کہ وہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے۔اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اس کی جو حالت ہوتی تھی' قرآن حکیم میں اس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔

''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے۔(اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے) اور وہ بس غصے کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے' لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے۔سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو اپنے پاس رہنے دے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ (النحل آیات ۵۷تا۵۹)

مولانا الطاف حسین حالیؒ نے ان لوگوں کی بے رحمی اور شقاوت کو ''مسدسِ حالی'' میں یوں بیان کیا ہے:

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

رسولِ رحمت ﷺ نے اس گھناؤنی رسم کو بدترین گناہ قرار دیا اور اس کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کا

marfat.com
Marfat.com

زندہ دفن کرنا حرام کیا ہے۔

(صحیح بخاری)

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے شرک اور والدین کی نافرمانی کے بعد اولاد کے قتل کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

(صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے کوئی بچی پیدا ہوئی اور اس نے اسے جاہلیت کے طریقے پر زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ لڑکوں کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی تو اللہ ایسے لوگوں کو جنّت میں داخل کرے گا۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی اور انہیں تعلیم و تربیت دی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا یہاں تک کہ اللہ انہیں بے نیاز کردے تو ایسے شخص کے لیے اللہ نے جنّت واجب کردی۔

اس پر ایک صاحب نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر دو ہی لڑکیاں ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، دو لڑکیوں کی سرپرستی پر بھی یہی اجر ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر ایک لڑکی کے بارے میں سوال کرتے تو آپ ﷺ ایک کے بارے میں یہی بشارت دیتے یعنی جس نے ایک لڑکی کے ساتھ بھی رحم کا سلوک کیا اور اس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی نہ کی، اس کے لیے بھی جنّت واجب ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا۔ (یعنی اس کے ہاں صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں اور وہ اولادِ نرینہ سے محروم رہا۔) پھر اس نے ان لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

marfat.com

Marfat.com

(۲۲)

ایک دفعہ عید کے دن رسولِ اکرم ﷺ اُمُّ المُومنِینْ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر چہرۂ اقدس ڈھانک کر آرام فرما رہے تھے۔ چند بچیاں گھر میں ایک طرف بیٹھی خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے اور ان بچوں کو ڈانٹا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے گا رہی ہو۔ حضور ﷺ نے چہرۂ مبارک سے چادر ہٹائی اور فرمایا:

ابوبکر! انہیں کچھ نہ کہو گانے دو' یہ ان کی عید کا دن ہے۔

(صحیح مسلم کتاب العیدین)

(۲۳)

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار سے ملاقات کی خاطر ان کے گھروں کی طرف جاتے تو انصار کے بچے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپ ﷺ ان کے لیے دعا فرماتے' ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور انہیں سلام کرتے۔

(مُسندِ بزّار)

(۲۴)

رسولِ اکرم ﷺ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ایک دن ایک انصاری صحابی حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ (جو ہجرت نبوی سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے' اپنے پانچ سالہ فرزند کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے بچے کو پیار کیا اور حضرت مالک ؓ سے ان کا نام پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا' اس کا نام حزن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' آج سے اس کا نام سہل ہے چنانچہ انہوں نے تاریخ میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہما ہی کے نام سے شہرت پائی۔ حضور ﷺ بچوں پر بے حد شفقت فرماتے تھے اس لیے بچے بھی آپ ﷺ پر جان چھڑکتے تھے اور ہر دینی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ حضرت سہل ؓ سات سال کی عمر میں والد کے سایۂ عاطفت سے محروم

marfat.com

Marfat.com

ہو گئے لیکن والد نے اپنی وفات سے پہلے ان کی ایسی عمدہ تربیت کی کہ ان کو اپنے دین سے گہری محبت ہو گئی۔ آٹھ سال کی عمر تھی کہ غزوۂ اُحُد پیش آیا۔ وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ مل کر شہر کی حفاظت کرتے رہے۔ آنحضور ﷺ کو جب چشم زخم پہنچا اور اس کو دھویا گیا تو یہ خبر سن کر بے تاب ہو گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ۵ ہجری میں ان کی عمر دس برس کے قریب تھی کہ غزوۂ خندق پیش آیا۔ کمسنی کے باوجود جوشِ ایمان کی یہ کیفیت تھی کہ خندق کھودتے اور مٹی اٹھا اٹھا کر کندھے پر لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بیر بضاعہ سے پانی لا کر حضور ﷺ کو پلایا۔ حضور ﷺ نے ایک دن منبر کا خیال ظاہر فرمایا تو فوراً اٹھ کر جنگل سے منبر کے لیے لکڑی کاٹ لائے۔ ان سب باتوں نے ان کو رحمتِ عالَم ﷺ کا مَوردِ شفقت بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نہایت لطف و محبت سے ان کو تعلیم دیتے اور وہ حضور ﷺ کے ارشاداتَ کو (صغرسنی کے باوجود) حرزِ جان بنا لیتے چنانچہ ان سے ۱۸۸ احادیث مروی ہیں جن میں سے ۲۸ متفق علیہ ہیں۔ شاید وہ ان سے کہیں زیادہ ارشاداتِ نبوی اُمت تک پہنچاتے لیکن ابھی پندرہ برس کے تھے کہ سرورِ عالَم ﷺ نے سفرِ آخرت اختیار فرمایا:

(مُسندِ احمد و سیرِ انصار حصہ دوم)

(۲۵)

ہجرتِ نبویؐ کے پہلے سال مدینہ مُنوّرہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء (بنت ابی بکر صدیق) رضی اللہ عنہا نومولود فرزند کو لے کر رسول پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور ننھے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور تبرکاً کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی۔ ان کی عمر سات آٹھ برس کی ہوئی تو والدِ گرامی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور ازراہِ شفقت صِدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمسن پیارے نواسے سے بیعت لی۔

(سیر الصحابہ ج ۶ بحوالہ بخاری، مستدرکِ حاکم)

marfat.com
Marfat.com

تَوَکُّل عَلیَ اللہ

تَوَکُّل عَلَی اللہ کا مطلب ہے اپنے تمام مقاصد' کاموں اور برُے بھلے ہر قسم کے حالات میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا جائے' اسی سے لو لگائی جائے' اسی کے رحم و کرم پر نظر رکھی جائے اور اسی سے دعا کی جائے۔ توکّل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ظاہری اسباب اور تدابیر کو ترک کر دیا جائے یا رہبانیت اختیار کر لی جائے۔ جائز مقصد کے حصول کے لیے کوشش اور تدبیر یا جائز ذرائع ضرور اختیار کرنے چاہئیں لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے اور اسی سے کامیابی کی دعا کرنی چاہیے۔ اگر حصولِ مقصد میں کامیابی ہوگئی تو اس بات پر ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کے کرم کی بدولت ہوئی ہے اور اگر ناکامی ہوئی ہے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر اس پر راضی ہو جانا چاہیے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے جو بھی فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بدبختی اور بد نصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بدنصیبی اور بدبختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہو۔ (معارف الحدیث ج-۲-بحوالہ مسند احمد' جامع ترمذی)

رسولِ پاک ﷺ نے اپنی تمام حیاتِ مبارکہ میں توکّل علَی اللہ اور رضا بالقضا کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

دعوتِ توحید کے نتیجے میں مشرکینِ مکّہ آنحضور ﷺ کے جانی دشمن بن گئے تھے۔ انہوں

marfat.com

Marfat.com

نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والے صحابہ ﷺ (بشمولِ صحابیاتؓ) کو ستانے
میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی حفاظت
فرمائے گا چنانچہ آپ ﷺ بے دھڑک حرمِ کعبہ میں جا کر عبادتِ الٰہی کیا کرتے تھے۔ ایک
دفعہ مشرکین نے منصوبہ بنایا کہ حضور ﷺ کو حرم شریف میں (جب آپ ﷺ مصروف عبادت
ہوں) شہید کر دیا جائے۔ آپ ﷺ کو کسی ذریعے سے ان کے منصوبے کی اطلاع مل گئی لیکن
آپ نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور اللہ کے بھروسے پر معمول کے مطابق حرم شریف میں جا
کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے حوصلے پست کر دیے اور ان کو
حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے جرأت نہ ہوئی۔ (مُسندِ احمد)

(۲)

مکّہ سے ہجرت کر کے رسولِ پاک ﷺ چند میل کے فاصلے پر غارِ ثور میں مقیم ہوئے۔
کافر آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کے یارِ غار حضرت
ابوبکر صدیق ﷺ نے ان کے پاؤں دیکھ لیے۔ وہ اس اندیشے سے کہ کُفّار غار کے اندر نہ آ
جائیں، گھبرا گئے اور تشویش بھرے لہجے میں حضور ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارے
تعاقب میں آنے والے یہ ہمارے دشمن مشرکین اگر ذرا جھک کر غار کے اندر جھانکیں گے
تو ہم انہیں نظر آ جائیں گے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا
''گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے''
اور پھر واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچا لیا۔ کُفّار آپ کو دیکھ ہی نہ سکے اور واپس چلے گئے۔

(۳)

آنحضور ﷺ کی ہجرت کے بعد مشرکینِ مکّہ کے سرداروں نے اعلان کیا کہ جو شخص
محمد ﷺ کو پکڑ کر ہمارے پاس لائے گا ہم اسے سَو (بروایتِ دیگر دو سَو) اونٹ انعام میں دیں
گے۔ ایک صحرائی قبیلے بنو مدلج کے سردار سراقہ بن مالک بن جعشم نے انعام کے لالچ میں

marfat.com
Marfat.com

گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کا تعاقب کیا۔ اس وقت آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور سے نکل کر سوئے یثرب (مدینہ) جا رہے تھے۔ سراقہ (جن کو بعد میں شرفِ صحابیت حاصل ہوا) گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضور ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو متجسسانہ نظروں سے پیچھے کی طرف دیکھتے جاتے تھے، سراقہ کو دیکھ لیا۔ انہوں نے گھبرا کر حضور ﷺ کو بتایا:

''یا رسول اللہ! دشمن ہمارے سر پر آ پہنچا ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (یا بروایتِ دیگر فکر نہ کرو، اللہ ہماری حفاظت اور مدد کرنے والا ہے۔)

پھر آپ ﷺ نے دعا کی اور اللہ سے مدد چاہی۔ معاً سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ گھوڑا پاؤں زمین سے باہر نکالے لیکن ناکام رہے۔ آخر انہوں نے حضور ﷺ سے التجا کی کہ آپ دعا کریں میرا گھوڑا زمین سے باہر نکل آئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں سے واپس چلا جاؤں گا اور کوئی دوسرا بھی آپ کے تعاقب میں آتے دیکھا تو اسے بھی لوٹا دوں گا۔ اب حضور ﷺ نے سراقہ کے حق میں دعا کی اور وہ اس مصیبت سے نجات پا کر واپس چلے گئے۔ (صحیحین)

(۴)

محرم ۳ ہجری میں رسولِ اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ نجد کے دو قبیلے بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے مدینہ منورہ کے محاصرے کا منصوبہ بنایا ہے۔ بنو محارب کا رئیس دعثور بن حارث اس منصوبے کا محرک اور سرغنہ تھا۔ یہ دونوں قبیلے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ذوامر کے مقام پر جمع ہوئے تھے۔ حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۳ ہجری کو ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے چار سو پچاس صحابہ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بطورِ نائب پیچھے چھوڑا۔ ان قبائل کو لشکرِ اسلام کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ گئے۔

marfat.com

Marfat.com

اسلامی لشکر جب ذو امر کے قریب پہنچا تو اتفاق سے بارش ہو گئی۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب بارش سے بھیگ گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے کپڑے اتار کر خشک ہونے کے لیے ایک درخت پر پھیلا دیے اور خود ایک درخت کے نیچے ایک کروٹ پر لیٹ کر آرام فرمانے لگے۔ دشمنوں کا سرغنہ دعثور دبے پاؤں وہاں آیا اور تلوار سونت کر حضور ﷺ کے سرہانے آ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا۔

''اے محمد (ﷺ)! آج تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟''

حضور ﷺ نے بے ساختہ جواب دیا: ''اللہ''

اس جواب نے دعثور پر ایسی ہیبت طاری کی کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اسے حضور ﷺ نے اٹھا لیا اور دعثور سے باوقار انداز میں پوچھا:

''بتا اب تجھے کون بچائے گا؟''

اس نے کہا: ''کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔'' گویا اس نے اسلام قبول کر لیا۔

حضور ﷺ نے اس کے قصور سے صرفِ نظر فرمایا چنانچہ وہ اپنی قوم کے پاس واپس چلا گیا اور اسے بھی اسلام کی دعوت دی۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ اس علاقے میں پندرہ دن قیام کرنے کے بعد واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ (طبقات ابن سعد و تلقیح ابن جوزی)

(۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! میں اپنی اونٹنی کو باندھوں اور اللہ پر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پہلے اسے باندھو پھر توکل کرو۔

مطلب یہ کہ اونٹنی کی حفاظت کے لیے جو کام ضروری ہے وہ پہلے کرنا چاہیے نہ کہ اسے کھلا چھوڑ کر اس کی طرف سے غفلت برتی جائے۔ یہ توکل نہیں ہے۔ (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

اِنکسار و تواضع

انکسار اور تواضع نام ہے فروتنی کا' عاجزی کا' سادگی کا' امارت پسندی سے اجتناب کا' دوسروں پر اپنی بڑائی نہ جتانے کا' غرور اور فخر سے احتراز کا غریبوں اور مسکینوں کو حقیر نہ جاننے کا اور مہمانوں کی خوشدلی سے خدمت کرنے کا۔ یہ دونوں قریب قریب ہم معنی الفاظ ہیں اور اخلاقِ حسنہ کی اہم شاخوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ دینی و دنیوی ہر اعتبار سے افضل الخلائق تھے مگر انکسار و تواضع میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ ﷺ کے انکسار اور آپ ﷺ کی تواضع سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ اس انکسار اور تواضع کی وجہ زبوں حالی تھی۔ حضور ﷺ ایک وسیع سلطنت کے فرمانروا اور لاکھوں قلوب کے مرجعِ عقیدت تھے۔ آپ ﷺ کے ایک اشارے پر ہزاروں لوگ اپنی جانیں قربان کر سکتے تھے لیکن آپ ﷺ کے انکسار اور آپ ﷺ کی تواضع کی کیفیت یہ تھی کہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں' ہر ایک کو سلام کرنے میں پہل کر رہے ہیں' اپنی تعظیم کے لیے لوگوں کو اٹھنے سے منع فرما رہے ہیں' پیوند لگے کپڑے زیب تن کرنے میں عار محسوس نہیں فرماتے ہیں' گھر کے کام کاج میں اہلِ خانہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں' گھر میں جھاڑو دے لیتے ہیں' دودھ دوہ لیتے ہیں' بازار سے سودا سلف خرید لاتے ہیں' جوتا ٹوٹ جاتا ہے تو اس کو خود گانٹھ لیتے ہیں' کسی مجمع میں تشریف لے جاتے ہیں تو جہاں جگہ مل جاتی ہے بیٹھ جاتے ہیں' کوئی دست بوسی کرنا چاہتا ہے تو ہاتھ پیچھے کھینچ لیتے ہیں۔ چلتے وقت نظریں ہمیشہ نیچی رکھتے ہیں' کوئی تعریف کرتا ہے تو فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں' مجھے حد سے نہ بڑھاؤ۔

marfat.com

Marfat.com

غرض سیرتِ طیبہ کے جس پہلو پر نظر ڈالیں وہ نورٌ علیٰ نور دکھائی دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے انکسار اور تواضع کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

ایک دفعہ ایک شخص آنحضور ﷺ سے ملاقات کے لیے حاضرِ خدمت ہوا لیکن رعب نبوّت سے اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ تھر تھر کانپتا جاتا تھا اور منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ حضور ﷺ نے اس پر شفقت بھری نظر ڈالی اور نہایت ملائمت سے فرمایا:

گھبراؤ نہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں قریش کی ایک (غریب) عورت کا بیٹا ہوں، جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔

(الشفا' قاضی عیاضؒ)

(۲)

ایک صاحب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور دورانِ گفتگو میں ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں''

حضور ﷺ نے فوراً انہیں ٹوک دیا اور فرمایا:

''تم نے تو مجھے اللہ کا شریک اور ہمسر ٹھہرا دیا' صرف یہ کہو جو اللہ (تنہا) چاہے۔

(ادب المفرد امام بخاریؒ)

(۳)

ایک دفعہ دعوتِ طعام کے موقع پر جگہ تنگ تھی اور لوگ زیادہ آگئے۔ حضور ﷺ اکڑوں بیٹھ گئے تاکہ جگہ نکل آئے۔ ایک بدّو بھی مجلس میں شریک تھا۔ اس کو حضور ﷺ کے اس طرح بیٹھنے کا طریقہ بہت عجیب معلوم ہوا اور اس نے کہا'

''اے محمد (ﷺ) بیٹھنے کا یہ کیا طریقہ ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صاحبِ اخلاق بندہ بنایا ہے' سرکش اور متکبر نہیں بنایا۔

(ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

(۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ ﷺ کے پہلو میں اس چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! اجازت ہو تو آپ کے لیے نرم بچھونا تیار کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا دنیا کے آرام و آسائش سے کیا واسطہ' میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جو ذرا کسی درخت کے سایہ میں ٹھہر گیا ہو پھر اسے چھوڑ کر چل کھڑا ہو۔ (ترمذی)

(۵)

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصا پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم (تعظیماً) آپ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں' اس طرح تم نہ کھڑے ہوا کرو۔ پھر فرمایا' میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہوں جیسے اور لوگ (اللہ کے بندے) کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے اور لوگ (اللہ کے بندے) بیٹھتے ہیں۔ (الشفاء' مدارج النبوۃ)

(۶)

حضرتِ انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ اس کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر (از راہِ تعظیم) اس لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضورِ ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

(۷)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ بازار تشریف لے گئے اور ایک دکاندار سے چار درہم میں ایک پاجامہ خریدا۔ دکاندار آپ ﷺ کو پہچانتا نہیں تھا لیکن جب اس کو بتایا گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو وہ از راہِ تعظیم آپ ﷺ کے دستِ مبارک کو چومنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

"یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے
ساتھ ایسا کرتے ہیں (یعنی ان کے ہاتھ چومتے ہیں) میں بادشاہ
نہیں ہوں، میں تو تم ہی میں سے اللہ کا ایک بندہ ہوں۔"
(آخری بات آپ ﷺ نے ازراہِ تواضع فرمائی)

(مدارج النبوۃ)

(۸)

عرب میں قبائل کے سردار اور دوسرے سربرآوردہ لوگ گدھے پر سوار ہونے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے لیکن رسولِ اکرم ﷺ کو بایں ہمہ عظمت و مرتبہ گدھے پر سواری کرنے سے عار نہیں تھی۔ غزوۂ خندق کے بعد حضور ﷺ یہودِ بنی قریظہ کے محلے کی طرف تشریف لے گئے تو آپ ایک گدھے پر سوار تھے۔ اس کی لگام کھجور کی چھال سے بنائی گئی تھی اور اس کی پشت پر زین کی جگہ کھجور کی چھال اور پتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کے ایک جاں نثار صحابی حضرت سعد بن عبادہ انصاری ؓ (رئیس خزرج) شدید علالت کی وجہ سے صاحبِ فراش ہو گئے۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

خیبر فتح ہوا تو آپ ﷺ بستی کے اندر اس حالت میں داخل ہوئے کہ ایک ایسے گدھے پر سوار ہوئے جس کی لگام کا کام کھجور کی چھال سے لیا گیا تھا۔ اسی طرح اور بھی کئی موقعوں پر آپ ﷺ نے گدھے پر سواری فرمائی۔

(سیرۃ النبی ﷺ)

(۹)

مکہ معظمہ سے ہجرت کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے چند دن قُبا میں قیام فرمایا۔ انہی ایام میں آپ ﷺ نے وہاں مسجدِ قُبا کی تاسیس فرمائی۔ مسجد کی تعمیر میں حضور ﷺ دوسرے لوگوں کے ساتھ خود بھی کام کرتے تھے۔ وزنی پتھر اٹھاتے وقت کمر مبارک جھک جھک جاتی تھی لیکن آپ ﷺ بدستور ذوق و شوق سے کام میں مشغول رہتے تھے۔ صحابہ کرام ؓ (بالخصوص

marfat.com
Marfat.com

آپ کے انصاری میزبان) منتیں کرتے تھے کہ "یارسول اللہ! آپ آرام فرمائیں ہم سارا کام خودانجام دے لیں گے۔" لیکن حضور ﷺ برابر ان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ تعمیر مکمل ہوگئی۔ (سیرۃ النبیؐ ج:۲)

(۱۰)

قبا سے حضور ﷺ خاص یثرب شہر کے اندر تشریف لے گئے اور یہ "مدینۃ النبیؐ" بن گیا تو وہاں بھی مسجد کی تعمیر کو آپ ﷺ نے خاص اہمیت دی۔ اس مقدس مسجد یعنی مسجدِ نبوی کی تعمیر میں بھی بایں ہمہ مرتبہ وعظمت اپنے صحابہؓ کے ساتھ مل کر مزدوروں کی طرح کام کیا۔ دوسروں کی طرح آپ ﷺ بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ صحابہؓ بار بار عرض کرتے تھے کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ زحمت نہ فرمائیں' اس کام کی تکمیل کے لیے ہم کافی ہیں لیکن حضور ﷺ اس کام سے دستبردار ہونا منظور نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابۂ کرامؓ اور زور شور سے یہ مبارک کام کرتے اس وقت ان کی زبان پر یہ شعر ہوتا۔

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ
لَذَاکَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلُّ

یعنی اگر ہم بیٹھ جائیں اور نبی ﷺ کام کرتے رہیں تو یہ سخت گمراہی کی حرکت ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب عمارت کی بنیاد رکھی گئی تو رسول اللہ ﷺ تعمیر کرتے اور صحابۂ کرامؓ پتھر گارا وغیرہ سامانِ تعمیر آپ ﷺ کو دیتے جاتے۔ اس وقت لسان رسالت مآب ﷺ پر یہ الفاظ ہوتے' آخرت کے عیش کے سوا کوئی عیش نہیں' الٰہی انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔ (صحیح بخاری وابنِ ماجہ)

(۱۱)

غزوۂ خندق ۵ ہجری کے موقع پر آنحضور ﷺ نے دفاعِ مدینہ کے لیے خندق کھودنے کا فیصلہ کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ مل کر خود کھدائی کے کام میں حصہ لیا۔ حضرت براءؓ

marfat.com
Marfat.com

سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق میں نبی ﷺ مٹی اٹھا اٹھا کر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا بطنِ مبارک مٹی میں چھپ گیا (یا غبار آلود) ہو گیا تھا۔ (صحیح بخاری)

(۱۲)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس کہیں سے چادریں آئیں۔ آپ ﷺ ان کو لوگوں میں تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک صحابی حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کہیں دور بیٹھے تھے۔ کسی نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ چادریں تقسیم فرما رہے ہیں۔ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے مِسْوَر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور چادر لینے کے لیے مسجدِ نبوی ﷺ میں پہنچے۔ اس وقت حضور ﷺ حاضر لوگوں میں چادروں کی تقسیم سے فارغ ہو کر خانۂ اقدس کے اندر تشریف لے جا چکے تھے۔

حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے کہا 'بیٹا! رسول اللہ ﷺ کو آواز دے کر بلاؤ۔

انہوں نے کہا' کہ ابا جان! میری کیا حیثیت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آواز دوں۔

حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے! رسول اللہ ﷺ جبّار نہیں ہیں۔ (وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔)

والد کی باتوں سے حوصلہ پا کر حضرتِ مِسْوَر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی۔ آپ ﷺ فوراً باہر تشریف لائے اور نہایت خوشدلی سے ان کو دیبا کی سنہری گھنڈیوں والی ایک قبا عنایت فرمائی۔ (صحیح بخاری)

(۱۳)

شروع شروع میں (عرب) لوگوں کو مسجد کے تقدس اور احترام کا اندازہ نہیں تھا' وہ بلاتکلّف مسجد کی دیواروں یا فرش پر تھوک دیتے تھے۔ آنحضور ﷺ کو ان کی یہ حرکت سخت ناپسند تھی۔ آپ ﷺ تھوک وغیرہ کے دھبوں کو خود چھڑی کی نوک سے کُھرچ ڈالا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو دیواروں پر جا بجا تھوک کے دھبے دیکھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی۔ کسی دوسرے کو حکم دینے کے بجائے آپ ﷺ نے اس ٹہنی سے تمام دھبے کُھرچ کُھرچ کر مٹا دیے اور پھر لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ مسجد میں اس طرح تھوکنے سے گریز کریں۔

(نسائی و ترغیب و ترہیب)

marfat.com

Marfat.com

(۱۴)

آنحضور ﷺ کے انکسار و تواضع کی انتہا یہ تھی کہ اپنے بارے میں جائز تعظیمی الفاظ بھی نہیں پسند فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صاحب بدیں الفاظ بارگاہِ رسالت میں عرض پیرا ہوئے۔ ''اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند' اے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو' شیطان تمہیں گرا نہ دے میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں' اللہ کا بندہ اور اس کا رسول' مجھ کو اللہ نے جو مرتبہ بخشا' میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔''

(سیرۃ النبی بحوالہ مُسندِ احمد)

marfat.com
Marfat.com

ایفائے عہد

ایفائے عہد یعنی عہد یا وعدہ پورا کرنا اَخلاقِ حَسَنہ کی ایک اہم شاخ ہے اور اس کی ضد نقضِ عہد یعنی وعدہ خلافی ہے۔

قرآن واحادیث میں جابجا ایفائے عہد کی تاکید اور وعدہ خلافی کی مُذمّت کی گئی ہے۔ رحمتِ عالَم ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ دوسرے تمام اوصاف و کمالات کی طرح ایفائے عہد کی صفت بھی آپ ﷺ کی فطرتِ پاک میں ودیعت کی گئی تھی۔ بعثت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی حضور ﷺ نے ہمیشہ ہر حال میں اپنا وعدہ پورا کیا اور صحابہٴ کرام ؓ کو بھی ہر حالت میں وعدہ پورا کرنے کی تاکید فرمائی بشرطیکہ کوئی ایسی رکاوٹ نہ پیش آجائے جس پر ان کا اختیار نہ ہو

آنحضور ﷺ کی حیاتِ اطہر میں ایفائے عہد کے لاتعداد واقعات ملتے ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۱)

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ سے خرید وفروخت کا ایک معاملہ کیا۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے میں ابھی آکر حساب کردوں گا۔ آپ ﷺ نے وعدہ کیا کہ میرے آنے تک وہ یہیں ٹھہریں گے۔ پھر میں بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو اس جگہ پہنچا جہاں آپ کو چھوڑ کر گیا تھا۔ دیکھا کہ آپ ﷺ اسی جگہ موجود ہیں جہاں آپ ﷺ کو چھوڑ کر گیا تھا۔ مجھے

marfat.com
Marfat.com

دیکھ کر آپ ﷺ نے (صرف اتنا) فرمایا، تم نے مجھے بڑی مشکل میں ڈالا اور بڑی تکلیف دی، میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (سنن ابی داؤد)

(۲)

غزوۂ بدر میں کفّار کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی سے بھی کم تھی اور ان کے لیے ایک ایک آدمی کی بھی اشد ضرورت اور اہمیت تھی۔ حضور ﷺ کے دو صحابی حضرت حسیل الیمان اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما مکّہ سے مدینہ آ رہے تھے کہ کفّار نے ان کو پکڑ لیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ وہ لڑائی میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دیں گے۔ یہ دونوں بزرگ رہائی پا کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ ان پر گزری تھی اسے بیان کر کے عرض کیا کہ یہ مجبوری کا عہد تھا ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر کافروں کے خلاف ضرور لڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس جاؤ، ہم کو صرف اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہے۔ (صحیح مسلم)

(۳)

حضرت ابو رافع ؓ روایت کرتے ہیں کہ قبولِ اسلام سے پہلے مجھے مشرکینِ قریش نے قاصد بنا کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا جب میں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں ہرگز قریش کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں، تم واپس قریش کے پاس جاؤ، اگر وہاں بھی تمہارے دل میں اسلام کی ویسی محبت ہو جیسی اب ہے تو پلٹ کر آ جانا۔ چنانچہ میں قریش کے پاس واپس گیا، پھر واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔

(ابوداؤد نسائی)

(۴)

صلح نامہ حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکّہ سے جو شخص مسلمان ہو کر رسولِ اکرم ﷺ

marfat.com

Marfat.com

کے پاس مدینہ جائے گا' اہلِ مکّہ کے مطالبہ پر اس کو واپس مکّہ بھیج دیا جائے گا۔ ابھی معاہدے کی شرطیں لکھی جا رہی تھیں کہ ایک مسلمان حضرت ابو جندل ؓ مشرکین کی قید سے بھاگ کر حدیبیہ پہنچے۔ مشرکین نے قبولِ اسلام کے جرم میں ان کو ایک مکان میں بند کر رکھا تھا اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں۔ وہ کسی طرح قید خانے سے نکل کر بیڑیوں سمیت اس حالت میں حدیبیہ پہنچے کہ پنڈلیوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ مسلمان ان کو اس حال میں دیکھ کر تڑپ اٹھے اور ان کو اپنی پناہ میں لینا چاہا لیکن رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت ابو جندل ؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے ابو جندل! صبر کرو' میں قریشِ مکّہ سے جو عہد کر چکا ہوں اسے نہیں توڑوں گا' تم مکّہ واپس جاؤ' اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی اور راستہ نکالے گا۔''

چنانچہ حضرت ابو جندل ؓ مکّہ واپس چلے گئے۔ (صحیح بخاری' سیرت ابنِ ہشام)

(۵)

۱۳ بعدِ بعثت میں ۷۵ اہلِ مدینہ نے مکّہ معظمہ جا کر (لیلۃ العقبہ) میں رسولِ اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو اس موقع پر انہوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ! ہمارے یہودِ مدینہ سے پرانے روابط اور تعلقات ہیں' اب اس بیعت کے بعد یہ تمام روابط اور تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ و نصرت عطا فرمائے تو آپ ہمیں تنہا چھوڑ کر مدینہ سے اپنے وطن مکّہ واپس چلے آئیں۔

انصار (اہلِ مدینہ) کی بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

''نہیں' ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ میری جان تمہاری جان کے ساتھ' میرا تن تمہارے تن کے ساتھ' میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا' تم جس سے لڑو گے میں بھی اس سے لڑوں گا' تم جس سے صلح کرو گے' میں بھی اس سے صلح کروں گا۔''

تاریخ شاہد ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنا یہ عہد اس طرح نبھایا کہ مدینہ منوّرہ کو ہمیشہ کے

marfat.com
Marfat.com

لیے اپنا وطن بنالیا' یہاں تک کہ جب سارا عرب آپ ﷺ کے زیرِ نگیں ہوگیا اس وقت بھی آپ ﷺ نے مدینہ نہ چھوڑا۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ چار مرتبہ مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ (عمرہ یا حج کے لیے) لیکن محض مسافرانہ حیثیت سے وہاں قیام فرمایا اور پھر مدینہ مُنوّرہ کو مراجعت فرمائی۔

اسی شہرِ مقدّس (دارالہجرت) میں آپ ﷺ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور اسی شہر میں آپ ﷺ کا روضۂ اقدس ہے۔

(سیرۃ النّبی ﷺ)

marfat.com
Marfat.com

میانہ روی یا اعتدال

میانہ روی یا اعتدال کا مطلب ہے کسی امر میں افراط وتفریط سے بچ کر درمیانی راستہ اختیار کرنا مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب یا پسندیدہ بندوں کے جو اوصاف بیان کیے ہیں ان میں ایک وصف یہ ہے کہ وہ نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل ارشاد ہوا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًاO

(الفرقان-آیۃ ۶۷)

یعنی جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا O

(آیۃ - ۲۹)

یعنی نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔

مطلب یہ کہ بخیل بن کر نہ تو دولت کی گردش کو روکو اور نہ فضول خرچی میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو جاؤ۔

سورۂ لقمان میں ارشاد ہوا ہے:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْيِكَ ۔ (آیۃ ۱۹)

یعنی اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔ مطلب یہ کہ سیدھے سادھے معقول اور

marfat.com
Marfat.com

شریف آدمی کی سی چال چلو جس میں نہ کوئی اینٹھ اور اکڑ ہو اور نہ مریل پن اور نہ دکھاوے کا انکسار۔

عبادت میں اعتدال کا حکم اس طرح دیا گیا ہے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ○

ترجمہ: اور اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت ہلکی آواز سے۔

(بنی اسرائیل-۱۱۰)

ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو۔

فی الحقیقت اسلام میں میانہ روی یا اعتدال کو تمام امور میں بہترین روش قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو میانہ روی اختیار کرنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(ا) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! اعتدال اختیار کرو، اعتدال اختیار کرو، اعتدال اختیار کرو۔ اللہ کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا جب تک تم خود مشقت میں نہ پڑو۔ (کنز العمال)

(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کو دین میں بصیرت زیادہ نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے اعمال میں میانہ روی نہ آجائے۔ (مشکوٰۃ)

(ج) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اچھا ہے اعتدال تموّل میں کیا اچھا ہے اعتدال فقر میں کیا اچھا ہے، اعتدال عبادت میں۔ (کنز العمال)

(د) اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگو! اسی قدر اعمال اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ تم کو تکلیف میں نہیں ڈالتا جب تک تم خود تکلیف میں نہ پڑو۔ (کنز العمال)

marfat.com

Marfat.com

خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمولاتِ روز و شب میں جہاں تک ممکن تھا،
میانہ روی، اعتدال سے کام لیتے تھے۔ رات کو آپ ﷺ نے تین حصوں میں بانٹ رکھا تھا۔
ایک حصہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ یا دوسرے لوگوں سے مختلف اُمور کے سلسلے میں گفتگو اور
ملاقاتوں کے لیے مختص کر رکھا تھا، ایک حصہ اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی کے لیے تھا اور
ایک حصہ عبادت کے لیے وقف تھا۔ دن کے اوقات، تبلیغ حق اور دوسرے دینی و دنیوی
معاملات کے نمٹانے میں صَرف ہوتے تھے۔ مدنی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایک وسیع و عریض مملکت کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہوگئی تھی۔ یوں آپ ﷺ کی
ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہوگیا تھا۔ کارِ نبوت بھی تھا اور امورِ مملکت بھی تھے لیکن آپ ﷺ
نے دین اور دنیا کے تمام معاملات کو ایسے توازن اور خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ چشم فلک
نے اس سے پہلے کبھی کسی اور کو ایسا ہمہ گیر اور متوازن کردار ادا کرتے نہیں دیکھا تھا۔ ذرا چشم
تصور وا کیجیے اور دیکھیے :

خَاتَمُ الانبیاء وَالمُرسَلِین و فرمانروائے مملکتِ اسلامیہ عرب، مختلف ملکوں کے بادشاہوں
قبائل کے سرداروں اور حاکموں کے نام فرمان لکھوا رہے ہیں، دوسرے ملکوں کے سفیروں اور
مختلف قبیلوں اور قوموں کے وفود کو شرفِ باریابی بخش رہے ہیں، نظمِ مملکت کے لیے عُمّال کا
تقرر فرما رہے ہیں، جنگ کے میدانوں میں فوج کی قیادت فرما رہے ہیں، بیماروں کے
گھروں پر بہ نفسِ نفیس تشریف لے جا کر ان کی عیادت فرما رہے ہیں، اسی طرح وفات پا
جانے والوں کے پسماندگان کے پاس جا کر تعزیت کر رہے ہیں، اہلِ ایمان کے جنازوں
کے ساتھ جا رہے ہیں، غرباء، مساکین، بیواؤں، یتیموں اور حاجت مندوں کی اعانت فرما
رہے ہیں۔ نمازوں میں صحابہ کی امامت فرما رہے ہیں، بازاروں میں یہ دیکھنے کے لیے گشت
لگا رہے ہیں کہ کوئی دکاندار گاہکوں کو دھوکا تو نہیں دے رہا۔ غرض دین اور دنیا کے معاملات یا
حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں جو توازن اور اعتدال ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

افرادِ اُمّت کو میانہ روی اختیار کرنے اور شِدّت یا انتہا پسندی سے بچنے کی تلقین و ہدایت کا انداز کیا تھا' چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو عبادتِ الٰہی سے بے حد شغف تھا' رات رات بھر نمازیں پڑھتے رہتے تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ اہل و عیال کے حقوق و فرائض کی طرف سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ کو ان کے اس طرزِ عمل کا علم ہوا تو ان کو بلا کر بدیں الفاظ نصیحت فرمائی۔ ''اے عثمان! کیا میری ذات تمہارے لیے اُسوۂ حَسَنہ نہیں؟ میں نماز بھی پڑھتا ہوں' روزے بھی رکھتا ہوں' افطار بھی کرتا ہوں' سوتا بھی ہوں' اپنی بیویوں سے بھی ملتا ہوں' عثمان اللہ سے ڈرو' تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' تمہارے مہمان اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ اس لیے تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو' نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔

حضرت عثمان بن مظعون نے وعدہ کیا کہ حضور ﷺ کی ہدایات پر عمل کریں گے۔

(سیر الصحابہ جلد ۲)

(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ پڑھتے ہوئے ایک آدمی دھوپ میں کھڑا نظر آیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے اس کا نام اور دھوپ میں کھڑا ہونے کا سبب پوچھا۔ لوگوں نے عرض کیا' اس شخص کو ابو اسرائیل کہتے ہیں۔ اس نے نذر مانی ہے کہ ہمیشہ دھوپ میں کھڑا رہا کرے گا' سایہ میں بھی نہیں جائے گا اور نہ کسی سے کلام کرے گا اور روزہ رکھا کرے گا۔

حضور ﷺ نے (ابو اسرائیل ؓ کی انتہا پسندی کو ناپسند کرتے ہوئے) فرمایا' اس سے کہہ دو کہ سایہ میں بیٹھے اور کلام بھی کرے البتہ اپنا روزہ پورا کرے۔ (صحیح بخاری)

marfat.com

Marfat.com

(۳)

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ ارادہ کیا او
لوگوں کے سامنے اس کا برملا اظہار کیا کہ وہ جب تک زندہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھا کریں گے
اور رات بھر نماز پڑھتے رہا کریں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی
آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ ؓ کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا' اے عبداللہ! کیا تو نے اب
اور ایسا کہا ہے؟

انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بے شک میں
نے ایسا کہا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا' تجھے اس کی طاقت نہیں' تو روزہ بھی رکھا کر اور افطار بھی کیا
کر' سویا بھی کر اور نماز بھی پڑھا کر اور ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر (ان کا اجر تجھے دس
گنا ملے گا) اور ایسا کرنا ہمیشہ روزہ رکھنے کی مثل ہے۔

حضرت عبداللہ ؓ نے عرض کیا' یارسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن افطار کیا کر۔

حضرت عبداللہ ؓ بولے' یارسول اللہ! مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: (اچھا تو پھر) ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن افطار کیا کر کہ یہ
داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور سب نفلی روزوں سے بہتر ہیں۔ اب بھی حضرت عبداللہ ؓ نے
عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا: ان سے افضل
کوئی (نفلی روزے) نہیں (بروایتِ دیگر داؤد علیہ السّلام کے روزے اللہ تعالیٰ کو سب
روزوں سے زیادہ محبوب ہیں۔)

حضرت عبداللہؓ جب بوڑھے ہو گئے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ کی
(تین دن والی) رخصت قبول کر لیتا۔ (صحیحین)

marfat.com
Marfat.com

(۴)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی رات کے پچھلے پہر خانۂ اقدس سے باہر نکلا کرتے تھے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ آپ کے صحابہؓ سوئے ہوئے ہیں یا عبادت میں مشغول ہیں۔ ایک دفعہ جب آپ نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرِ صدّیق اللہ رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں اور نہایت دھیمی آواز میں قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے تو حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت اونچی آواز میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے دیکھا۔ دوسرے دن فجر کی نماز کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرِ صدّیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''اے ابوبکر! آپ تہجّد کی نماز میں اتنی دھیمی آواز میں قرآنِ مجید کی تلاوت کیوں کر رہے تھے؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں جس پاک ذات کا کلام پڑھ کر اس سے دعا مانگ رہا تھا' وہ میری دعا سن رہا تھا۔ (کہ وہ سمیع ہے) اس لیے میں نے اپنی آواز کو زیادہ اونچی کرنا مناسب نہ سمجھا۔

اب حضور ﷺ نے حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''اے عُمر! آپ اتنی بلند آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کیوں کر رہے تھے؟

انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! میں اس لیے اونچی آواز میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ سوتوں کو جگاؤں اور شیطان کو بھگاؤں۔''

اپنے دونوں محبوب صحابیوں کے جواب سن کر حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوبکر! آپ ذرا بلند آواز سے قرآن پڑھا کریں۔''

پھر حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے عُمر! آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست (کم) کر کے قرآن پڑھا کریں۔''

اس طرح حضور ﷺ نے یہ سبق دیا کہ ہر معاملے میں اعتدال (میانہ روی) بہترین روش ہے' جہاں تک ہو سکے میانہ روی (نہ بہت زیادہ نہ بہت کم) اختیار کرنی چاہیے۔

(سنن ابی داؤد عن ابوقتادہؓ)

marfat.com

Marfat.com

شجاعت

شجاعت نام ہے دلاوری، بہادری اور دلیری کا لیکن اسے اَخلاقِ حَسَنہ کی شاخ اور انسانیت کا جوہر اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب یہ عقل اور صحیح رائے کے تابع ہو، حق کی حمایت میں ہو اور باطل کے خلاف ہو، ظلم جبر اور زیادتی پر مبنی نہ ہو بلکہ ان کے خلاف ہو۔ اپنے آپ کو جان بوجھ کر اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالنے یعنی صحیح رائے اور عقل کے خلاف اپنی جان پر کھیلنے یا بے جا جسارت سے کام لے کر اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کا نام شجاعت نہیں ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (اپنے کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو) فرما کر منع کیا ہے ہاں کسی اعلیٰ مقصد کے لیے مصائب و آلام کا مقابلہ کرنا اور جان تک کی بازی لگا دینا بلاشبہ شجاعت ہے وہی شجاعت جس کی ضد جُبن یعنی بُزدِلی ہے۔

ایک اعلیٰ کردار کا انسان جن اوصاف حمیدہ کا حامل ہوتا ہے ان میں شجاعت کا وصف لازماً شامل ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ تو احسن الناس تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "اشجع النّاس" (تمام انسانوں سے بڑھ کر شجاع) بھی بنایا تھا۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انس ؓ)

حضرت اسد اللہ الغالب علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وَجْہَہٗ سے روایت ہے کہ جب لڑائی کی آگ خوب بھڑک اٹھتی (یعنی اس میں شدت پیدا ہو جاتی اور آنکھیں سرخ ہو جاتیں (فریقین کی آنکھوں میں خون اتر آتا) تو ہم رسول اللہ ﷺ کے دامنِ عاطفت میں پناہ لیا کرتے تھے اور

marfat.com

Marfat.com

اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص دشمن کے قریب نہیں ہوتا تھا۔
(مُسندِ احمد، نسائی شریف، سُنَنِ بیہقی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کسی لشکر یا بڑی جماعت سے ہو جاتا (اور اس سے معرکہ آرائی کی نوبت آ جاتی) تو رسول اللہ ﷺ (اس لشکر یا جماعت سے نبرد آزما ہونے والے مجاہدین میں سب سے آگے ہوتے تھے۔ (الشفا قاضی عیاض")

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اشجع، مستقیم المزاج، صاحب جُود و کرم اور راضی برضا کسی کو نہیں دیکھا۔ (سُنَنِ دارمی)

اب آنحضور ﷺ کی بے مثل شجاعت سے متعلق آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)

بعثت کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا اور معبودانِ باطل کی علانیہ مذمّت فرمانے لگے تو مشرکینِ قریش آپ ﷺ کی عداوت کے لیے کھڑے ہو گئے اور کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے آپ ﷺ کو تبلیغِ حق سے روکنے کے لیے استعمال نہ کیا۔ ان حربوں میں ایک حربہ یہ تھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے شفیق چچا جناب ابو طالب کے پاس کئی وفد اس مطالبے کے ساتھ بھیجے کہ وہ حضور ﷺ کو تبلیغِ حق سے روک دیں اور آپ ﷺ کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں لیکن جناب ابو طالب نے عمدہ پیرائے میں جواب دے کر ان وفدوں کو لوٹا دیا۔ البتہ ایک مرتبہ جب مشرکین نے ان پر حد سے زیادہ دباؤ ڈالا اور لڑنے مرنے کی دھمکی دی تو جناب ابو طالب نے حضور ﷺ کو مشرکین کے عزائمِ بد سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی یہ خدشہ ظاہر کیا کہ بھتیجے تمہارے طرزِ عمل سے مجھ پر اتنا بوجھ نہ پڑ جائے جو میں اٹھا نہ سکوں تو حضور ﷺ نے جواب دیا:

''چچا جان! خدا کی قسم اگر وہ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اللہ کا دین اللہ کی مخلوق تک نہ

marfat.com
Marfat.com

پہنچاؤں تو مَیں ہرگز اس پر آمادہ نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اللہ کا سچا دین لوگوں میں پھیل جائے یا میں اس راہ میں اپنی جان دے دوں"

آپ ﷺ کا شجاعانہ جواب سن کر شفیق چچا نے کہا' اچھا جاؤ' اپنا کام کرتے رہو' میں تمہاری حمایت سے دستکش نہیں ہوں گا۔

یہ حضور ﷺ کی مکی زندگی کا وہ پُرآشوب زمانہ تھا جب مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کے جانی دشمن بن چکے تھے اور اپنے سارے وسائل دینِ حق کی اشاعت کے خلاف جھونک رہے تھے۔ حضور ﷺ کی شجاعت اور استقامت دیکھیے کہ آپ ﷺ نے اعدا کے طوفانِ بدتمیزی اور دھمکیوں کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور تبلیغِ حق سے دستکش ہونا کسی صورت میں گوارا نہ کیا۔

(بخاری' ابنِ ہشام' طبری' ابنِ حبان)

(۲)

مشرکینِ قریش جب دیکھتے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ تبلیغِ حق میں برابر مشغول ہیں اور ان کا کوئی حربہ حضور ﷺ کو اس کام سے باز نہیں رکھ سکا تو وہ انگاروں پر لوٹ لوٹ جاتے تھے اور آپ ﷺ کو ستانے کے لیے ایسی ایسی ذلیل حرکتیں کرتے تھے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی تھی لیکن حضور ﷺ کے عزم و استقلال اور بے خوفی کی یہ کیفیت تھی کہ آپ کبھی پل بھر کے لیے بھی ہراساں نہ ہوئے' دعوتِ توحید کا کام بھی تسلسل کے ساتھ جاری رکھا اور حرم شریف میں جا کر بیت اللہ کا طواف بھی کھلے بندوں کرتے رہے۔ آپ ﷺ حرم شریف میں نماز پڑھ رہے ہوتے یا بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوتے تو کفار اس میں خلل ڈالنے کے لیے قسم قسم کی گھٹیا حرکتیں کرتے لیکن آپ ان کی کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ ایک دن تو بدبختوں نے حضور ﷺ پر ہاتھ اٹھانے (بلکہ آپ کو شہید کرنے) کا منصوبہ بھی بنایا اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع بھی مل گئی مگر آپ ﷺ بے دھڑک حرم شریف میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے اخلاقی رعب اور خداداد شجاعت کے سامنے دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے اور کسی کو آپ ﷺ پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

(ابن ہشام' مُسندِ احمد' سیرۃ النبی ﷺ)

marfat.com

Marfat.com

(۳)

غزوۂ بدر میں آنحضور ﷺ کے ساتھ صرف ۳۱۴ صحابہ ؓ تھے۔ اُن کے پاس ہتھیار بھی واجبی سے تھے۔ دوسری طرف مشرکینِ قریش کا لشکر تقریباً ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس تھے لیکن حضور ﷺ نے نہ اپنے لشکر کی قلّت تعداد کو دیکھا اور نہ کثیر التّعداد دشمن کو خاطر میں لائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس شان سے خوفناک دشمن کا مقابلہ کیا کہ وہ ذِلّت آمیز شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے سَتّر آدمی میدانِ جنگ میں کھیت رہے اور سَتّر مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہو گئے۔ (سیرۃُ النّبی ﷺ)

(۴)

غزوۂ اُحُد میں جب کُفّار نے لشکرِ اسلام کے عقب سے حملہ کیا اور مسلمانوں میں ابتری پھیل گئی تو رسولِ اکرم ﷺ معدودے چند جاں نثاروں کے ساتھ میدانِ جنگ میں قدم جما کر کھڑے رہے۔ آپ پر تیروں تلواروں اور پتھروں کا مینہ برس رہا تھا اور آپ زخمی بھی ہو گئے تھے۔ لیکن پائے استقلال میں مطلق جنبش نہ آئی بلکہ آپ ﷺ آگے بڑھ کر اپنی منتشر فوج کو اس طرح پکار کر جمع فرما رہے تھے۔ اِلَیَّ عِبَادَ اللہِ، اِلَیَّ عِبَادَ اللہِ اَنَا رَسُوْلُ اللہِ (اللہ کے بندو ادھر آؤ، اللہ کے بندو ادھر آؤ میں ہوں اللہ کا رسول) یہ حضور ﷺ کی شجاعت اور حکمتِ عملی ہی تھی کہ دشمن نے تیراندازوں کی غلطی کا فائدہ تو اٹھایا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور میدانِ جنگ سے فرار ہونے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ (سیرۃُ النّبی ﷺ)

(۵)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (صورت و سیرت میں) سب لوگوں سے اچھے تھے، سب لوگوں سے بڑھ کر سخی اور سب لوگوں سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینے کے لوگ گھبرا اٹھے جیسے کوئی دشمن چڑھ آیا ہو یا ڈاکا پڑ گیا ہو (یہ ایک ہولناک آواز تھی) تو کچھ لوگ اُس آواز کی طرف دوڑے (تھوڑی دُور چلے ہوں گے کہ) جناب نبی ﷺ

marfat.com
Marfat.com

ادھر سے آتے ہوئے ملے کیونکہ آپ ﷺ تنہا اس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور آپ ﷺ (تسلی کے لہجے میں) فرما رہے تھے' ڈرو مت گھبراؤ مت۔ اور آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار تھے (یعنی اس کی پُشت پر زین نہ تھا) اور آپ ﷺ کی گردن مبارک میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں نے اس گھوڑے کو تیز روی میں دریا پایا۔

(صحیحین)

(۶)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لڑائی خونریز یعنی سخت اور تند ہوا کرتی تھی تو ہم نبی ﷺ کی پناہ ڈھونڈتے تھے اور ہم میں سب سے دلیر اور بہادر وہی شخص متصور ہوتا تھا جو نبی ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہوتا تھا۔

(صحیحین)

(۷)

غزوہ حُنَین (۸ ہجری) میں کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے مشرکین نے مسلمانوں پر اس شدت سے تیر برسائے کہ اکثر مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ منتشر ہو گئے لیکن رسول اکرم ﷺ معدودے چند صحابہ کے ساتھ میدان جنگ میں پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے' اس وقت آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ اس موقع پر حضور ﷺ یہ رجزیہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ - اَنَا بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں قطعاً جھوٹ نہیں ہے' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

حضور ﷺ اس وقت تک میدانِ جنگ میں کھڑے رہے جب تک دشمن کو مکمل شکست نہ ہو گئی۔

(صحیح مسلم' الشفا)

marfat.com

Marfat.com

اِشاعتِ علم

رسولِ اکرم ﷺ کی وِلادتِ باسعادت ایک ایسی قوم میں ہوئی جس میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا اور قوم مجموعی طور پر اَن پڑھ تھی' کچھ اس نسبت سے اور کچھ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کسی دوسرے انسان (صاحبِ علم) کی شاگردی اختیار کرنے سے بے نیاز کر دیا۔ آپ ﷺ کو نبی اُمّی کہا گیا لیکن فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو براہِ راست تعلیم دے کر تمام علوم و معارف کا جامع بنا دیا اور لوگوں کو حکمت اور موعظۂ حَسَنہ کے ذریعے راہِ ہدایت دکھانے پر مامور فرمایا: قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ علم کی فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔ (دیکھیے سورۂ فاطر' سورۂ زمر' سورۂ مجادلہ' سورۂ طٰہٰ اور بعض دوسری سورتیں) احکامِ الٰہی کی روشنی میں رسولِ اکرم ﷺ نے تحصیلِ علم کو جہاد کا درجہ دے دیا اور اسے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

یعنی میں مُعلّم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے' وہ اللہ کی راہ میں جہاد پر ہے یہاں تک کہ وہ گھر لوٹ آئے۔

(جامع ترمذی' مُسندِ دارمی)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: علم سیکھو اور سکھاؤ' احکام فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ' قرآن سیکھو اور اوروں کو سکھاؤ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

میں دنیا سے اٹھ جانے والا ہوں۔ (مُسندِ دارمی)

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت اُمّت پر۔ (جامع بیان العلم)

رسول پاک ﷺ کے ایسے اور بھی بیسیوں ارشادات ہیں جن میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مہد (پنگھوڑے) سے لے کر لحد تک علم حاصل کرنے کی تلقین فرمائی اور عملی طور پر بھی آپ ﷺ نے علم کی ترویج واشاعت کے لیے مؤثر اقدامات کیے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت قریش میں صرف سترہ آدمی پڑھنا لکھنا جانتے تھے مگر آپ کی ہدایت پر یہ نعمت عام ہوگئی۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے اصحابِ صُفّہ کی تعلیم کے لیے سب سے پہلی درس گاہ قائم فرمائی جس سے تعلیم پا کر دنیا کی جاہل ترین قوم کے افراد نے زندگی کے ہر شعبے میں دنیا کی تمام اقوام کی رہنمائی کی۔ غزوہ بدر میں قید ہونے والے پڑھے لکھے نادار مشرکین سے رہائی کیلیے یہ فدیہ لیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ مدینہ مُنوّرہ میں آپ ﷺ نے حضرت سعید بن عاص ؓ کو خاص اس مقصد کیلئے مامور فرمایا کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں۔

کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کے ایماء پر عبرانی اور سریانی زبانیں سیکھیں۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کئی غیر ملکی زبانیں سیکھیں۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے مسجدِ نبوی میں صحابہ ؓ کے دو حلقے دیکھے۔ ایک حلقے میں لوگ عبادت میں مشغول تھے اور دوسرے میں لوگ تعلیم وتعلم میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں حلقے اچھے ہیں لیکن تعلیم وتعلم میں مشغول حلقہ پہلے حلقے سے افضل ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ دوسرے حلقے میں شریک ہوگئے۔ اشاعت اسلام کے سلسلے میں رحمتِ عالَم ﷺ کی ہدایت وتلقین کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت ہزاروں ایسے تعلیم یافتہ صحابہ موجود تھے جو لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے تھے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناتے تھے۔ نہ صرف صحابہ بلکہ ایسی بہت سی تعلیم یافتہ صحابیات بھی موجود تھیں۔ (جامع بیان العلم، مُسندِ دارمی، سیرۃ النبی ﷺ وغیرہ)

marfat.com
Marfat.com

زُہد وقناعت

زُہد کا مطلب ہے راحتِ آخرت کی خاطر راحتِ دنیا کو ترک کر دینا۔ اس سے اپنے نفس کو تکلیف اور اذیت میں مبتلا کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصل مقصد اپنے نفس کا تزکیہ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیز گاروں میں شمار ہونا ہو۔ زُہدِ حقیقی یہ ہے کہ میسر ہونے اور استعمال کی قدرت رکھنے کے باوجود حلال اور مباح اشیاء سے اپنے آپ کو محروم رکھا جائے۔ اگر کوئی شخص افلاس یا تنگ دستی کی وجہ سے یا کسی جسمانی عذر (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے ایسا کرے تو وہ زُہد نہیں ہوگا۔

قناعت کے معنی یہ ہیں کہ انسان اشیائے خورونوش میں صرف اشیائے ضروریہ پر اکتفا کرے اور مال جمع کرنے کی ہوس میں مبتلا نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ دے رکھا ہے اس پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔

فی الحقیقت زُہد وقناعت دونوں نہایت اعلیٰ درجے کی اخلاقی صفتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صفات کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز کیا تھا۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ زُہد وقناعت سے ترکِ دنیا یا رہبانیت ہرگز مراد نہیں ہے۔ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال اور مباح چیزوں سے بقدرِ ضرورت فائدہ اٹھایا ہے لیکن ان کو عیش وتنعّم کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ انتہائی سادہ (زاہدانہ اور فقیرانہ) زندگی کو پسند فرمایا۔ آپ ﷺ کے زُہد وقناعت کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:۔

marfat.com
Marfat.com

(۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی راتیں مسلسل اس حالت میں گزرتی تھیں کہ آپؐ اور آپؐ کے گھر والے خالی پیٹ فاقے سے رہتے تھے کیونکہ رات کا کھانا نہیں پاتے تھے اور جب پاتے تو ان کا رات کا کھانا عام طور پر بس جَو کی روٹی ہوتی تھی

(ترمذی شریف)

(۲)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کبھی کبھی دو دو مہینے گزر جاتے تھے اور ہمارے گھروں میں چولھا نہ جلتا تھا۔ اہل خانہ (یعنی ہم لوگ) کھجور اور پانی پر گزارہ کرتے تھے۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض انصاری پڑوسی تھے' ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ بطور ہدیہ بھیجتے تھے تو آپ ﷺ اس میں سے ہم کو بھی پلا دیتے تھے

(صحیحین)

(۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے جَو کی روٹی سے بھی دو دن متواتر پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا سے اٹھا لیے گئے

(صحیحین)

(۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ نے شکم کو کپڑے سے کس کر باندھا ہوا ہے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ حضور ﷺ نے بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہے

(صحیح مسلم)

(۵)

ایک دفعہ بعض صحابہ ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کشی کی

marfat.com

Marfat.com

شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھائے جن پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک پر سے کپڑا اٹھا کر ان کو دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔
(صحیح مسلم)

(٦)

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں لیٹے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔
(صحیح مسلم)

(٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ محمدؐ کے متعلقین کی روزی بقدرِ کفاف ہو (یعنی جس سے زندگی قائم رہے)
(صحیحین)

(٨)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کھجور کے پٹھوں سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور اس کے اور آپ کے جسمِ اقدس کے درمیان کوئی بستر نہیں ہے اور چٹائی کے پٹھوں نے آپ ﷺ کے پہلوئے مبارک پر گہرے نشانات ڈال دیے ہیں (ایک اور روایت کے مطابق آپؐ کے جسم اطہر پر صرف ایک تہمد تھا) آپ ﷺ کے سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال کوٹ کے بھری ہوئی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کی اُمّت کو خوش حالی عطا فرمائے۔ روم اور فارس والوں کو بھی تو اللہ نے خوش حال بنایا ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابنِ خطّاب! کیا تم بھی ایسا سوچتے ہو؟ یہ سب تو وہ لوگ

marfat.com
Marfat.com

ہیں جو اپنی خدا فراموشی اور کافرانہ زندگی کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم کیے گئے ہیں اس لیے ان کو اسی دنیا میں عیش کی زندگی دے دی گئی ہے۔ بروایتِ دیگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا کا عیش ہو اور ہمارے لیے آخرت کا عیش

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا دھمکایا گیا اور ایک دفعہ تیس دن رات مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال نے اپنی بغل میں دبا رکھا تھا۔ (جامع ترمذی)

(۱۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ جب میں اس کو کروں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور اللہ کے بندے بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' دنیا کی طرف سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور جو لوگوں کے پاس (مال وجاہ) ہے اس سے بے نیازی اختیار کر لو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

(معارف الحدیث بحوالہ ترمذی وابنِ ماجہ)

(۱۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا تو نصیحت فرمائی کہ اے معاذ! آرام طلبی اور عیش وعشرت سے بچتے رہنا' اللہ کے خاص بندے آرام طلب اور عیش وعشرت کے دلدادہ نہیں ہوتے۔

(مُسندِ احمد)

marfat.com

Marfat.com

(۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حال میں وفات پائی کہ آپ ﷺ کی زِرہ ۳۰ صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (صحیح بخاری)

نوٹ۔ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر یا تین کلو کے برابر ہوتا تھا۔

(۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بالعموم) جو کی روٹی کھاتے تھے۔ یہ ایسے موٹے آٹے کی ہوتی تھی کہ پانی کے گھونٹ کے بغیر حلق سے نیچے نہیں اترتی تھی۔ آپ ﷺ کے لیے کبھی پتلی چپاتی نہ پکائی گئی۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

(۱۴)

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آٹا چھان کر اس کی روٹی پکانی چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیسا آٹا ہے؟ وہ بولیں: ہمارے وطن میں ایسی ہی روٹی پکتی ہے میں نے چاہا آج آپ کو اسی قسم کی روٹی کھلاؤں۔ ارشاد ہوا نہیں اس آٹے میں سے جو بھوسی نکلی ہے وہ اسی میں ڈال دو اور اسے دوبارہ گوندھو۔ (ابنِ ماجہ)

(۱۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا گیا یعنی آپ ﷺ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا دوسرا نہیں تھا جو تہہ کر کے رکھا جاتا۔ (ابنِ ماجہ)

(۱۶)

اُمُّ المُومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چوہرا کر کے بچھا دیا۔ آپ کو اس کی نرمی کے سبب ایسی گہری نیند آئی کہ حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ کی اذانِ فجر سے پہلے بیدار نہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے

marfat.com

Marfat.com

فرمایا: اے حفصہ! تو نے آج کپڑا چوہرا کر کے میرے نیچے بچھا دیا' اس کی نرمی نے آج رات کی نماز سے مجھے روک لیا اور میں فجر تک سوتا رہا۔ اے حفصہ! میرا دنیا سے کیا واسطہ اور نرم بستروں سے میرا کیا کام۔ (شمائل ترمذی)

(۱۷)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادہ اور موٹے جھوٹے (لیکن صاف ستھرے) کپڑے پہنتے تھے۔ بعض اوقات بھیڑ کی کھال کے بنے ہوئے کپڑے بھی پہن لیتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ریشم کا شلوکہ نذر کیا۔ آپؐ نے اس کی دلداری کی خاطر اسے پہن لیا اور نماز ادا فرمائی پھر اسے نہایت کراہت اور نفرت کے ساتھ اتار ڈالا اور فرمایا' پرہیز گاروں کے لیے یہ لباس مناسب نہیں ہے۔ ایک دفعہ ایک ریشمی کپڑا بک رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ کپڑا خرید لیں اور جمعہ کے دن یا سفیروں کی آمد پر زیب تن فرمایا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ پہنے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (صحیح بخاری)

(۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک پرانا تہمد اور ایک پرانا کمبل جیسا کپڑا جس میں پیوند لگا ہوا تھا' نکالا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انہی دو کپڑوں میں ہوئی تھی۔ (صحیحین)

(۱۹)

سَرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن چند چھوٹے چھوٹے حجروں پر مشتمل تھا۔ انہی میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن رہتی تھیں ہر حجرے کی وسعت تین ساڑھے تین گز کے قریب تھی۔ ان کی بلندی محض اتنی تھی کہ آدمی اندر کھڑا ہو کر ہاتھ بلند کرتا تو وہ چھت کو چھو جاتا۔ حجروں کی دیواریں مٹی کی تھیں اور ان پر کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی چھت تھی۔ ان حجروں کے ساتھ نہ کوئی دالان تھا اور نہ صحن۔ ہر حجرے کے دروازے پر ٹاٹ یا کپڑے کا پردہ یا ایک پٹ کا

marfat.com

Marfat.com

کواڑ تھا۔ ان حجروں کے علاوہ ایک معمولی بالا خانہ تھا جس کی کل کائنات یہ تھی۔ ایک بستر' ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' ایک چارپائی' ایک چٹائی ایک گھڑا ایک پیالہ اور ایک یا دو مشکیزے۔ (ادب المفرد' مُسندِ ابی داؤد' سیرۃُ النبیؐ وغیرہ)

(۲۰)

تمام اہل وعیال وخانوادۂ نبوّت کو ممانعت تھی کہ وہ پُرتکلّف ریشمی لباس اور سونے کے زیور استعمال کریں۔ آپ ﷺ ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم کو اس کی تمنا ہے کہ یہ چیزیں جنّت میں ملیں تو دنیا میں ان کے پہننے سے پرہیز کرو۔ (سیرۃُ النبی ﷺ جلد:۲)

(۲۱)

اُمّ المُومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری خاتون نے ایک بستر جس میں اون بھری ہوئی تھی' تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کے لیے میرے پاس بھیج دیا۔ جب حضور تشریف لائے اور اس بستر کو دیکھا تو پوچھا' یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا' فلاں انصاری عورت نے آپ کے لیے بنوا کر بھیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا' اس لیے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضورؐ نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے لیے سونے اور چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دے۔ اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔ (اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ)

marfat.com
Marfat.com

احسان شناسی

تصوّف کی اصطلاح میں ''احسان'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طرح کی جائے جیسے وہ ذُوالجلالِ والاِکرام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی یقین کامل ہو کہ وہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث جبریل)

احسان کی اس تشریح کا تعلق نہ صرف نماز سے ہے (کہ وہ پورے خضوع وخشوع کے ساتھ ادا کی جائے) بلکہ یہ انسان کی پوری زندگی سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ہر عبادت وبندگی اور اس کے ہر حکم کی اطاعت اس طرح کی جائے اور اس کے مواخذہ سے اس طرح ڈرا جائے کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہے اور ہماری ہر حرکت وسکون کو دیکھ رہا ہے۔

(معارف الحدیث جلد اول ص:۶۹)

''احسان'' کی اس تشریح سے قطعِ نظر ہماری زبان اور ہمارے محاورہ میں ''احسان'' کے لغوی معنی ہیں، کسی کے ساتھ اچھا سلوک (نیکی، بھلائی، مہربانی) کرنا یہاں ہماری مراد اسی احسان سے ہے جو اخلاقِ حسنہ کی ایک اہم شاخ ہے۔ قرآنِ حکیم میں فرمایا گیا ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ (الرحمٰن:۶۰)

ترجمہ: احسان (نیکی) کا بدلہ احسان (نیکی) کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

اس ارشادِ ربّانی کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جو لوگ عمر بھر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں سرگرم رہے، حرام سے بچتے رہے اور باطل کے مقابلے میں ہر طرح کے مصائب جھیلتے رہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں ضائع کر دے اور انہیں ان کا اجر نہ دے یعنی اعمالِ صالح کا بدلہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اجرِ عظیم کی صورت میں ملے گا۔

marfat.com

Marfat.com

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایک مومن پر لازم ہے کہ وہ نیکی کا بدلہ نیکی سے دے۔ رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو صرف ترغیب ہی نہیں دیتے تھے بلکہ سخت تاکید فرماتے تھے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو۔ اگر کوئی شخص احسان کا بدلہ (اسی صورت میں) دینے کی استطاعت نہیں رکھتا تو کم از کم اپنے محسن کا شکریہ ضرور ادا کرے۔ حضور خیرِ مجسّم تھے۔ آپؐ نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ برائی کا بدلہ بھی بھلائی سے دو۔ جامع ترمذی میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے نہ بنو یعنی کہنے لگو کہ اگر اور لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر دوسرے لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے دلوں کو اس بات پر پختہ کر لو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تو تم بھی لازماً احسان کرو اور اگر لوگ برا (ظالمانہ) سلوک کریں تب بھی تم ظلم (اور برائی) کا رویہ اختیار نہ کرو۔ (بلکہ احسان ہی کرو۔)

ترمذی ہی کی ایک اور حدیث میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی احسان کی کسی صورت اور کسی قسم کو حقیر نہ سمجھے پس اگر اپنے بھائی کو دینے کے لیے کچھ بھی نہ پائے تو اتنا ہی کرے کہ شگفتہ روئی کے ساتھ اس سے ملاقات کرے اور جب تم گوشت خریدو یا ہانڈی پکاؤ تو اس میں شوربہ بڑھا دیا کرو پھر چمچہ بھر اپنے ہمسائے کے لیے بھی نکالا کرو۔

رسولِ اکرم ﷺ عام طور پر کسی کا بارِ احسان اٹھانا پسند نہ فرماتے تھے تاہم انسانی معاشرے میں کبھی نہ کبھی ایسے حالات پیش آ ہی جاتے ہیں جب ایک انسان کو دوسرے انسان کا بارِ احسان اٹھانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کو بھی ایسے حالات سے سابقہ پڑا جن کے نتیجے میں آپ ﷺ کو دوسروں کا بارِ احسان اٹھانا پڑا۔ آپ ﷺ نے بعد میں اس احسان کا برملا اعتراف فرمایا اور اس کا بہتر سے بدلہ دینے کی کوشش فرمائی' تین مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

انصارِ مدینہ نے ایک ایسے وقت رسولِ اکرم ﷺ کا ساتھ دیا جب سرزمینِ عرب کا بچہ

marfat.com
Marfat.com

بچہ علمبردارانِ حق کے خون کا پیاسا ہو گیا تھا اور کسی قبیلے کو جرأت نہ تھی کہ وہ مکہ کے دُرِّ یتیم ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والے قلیل التعداد نفوس کی حمایت کا اعلان کرے۔ اس وقت ارضِ یثرب کے یہ مقدس انسان اٹھے اور انہوں نے اپنی جانوں' مالوں اور اولادوں کو حضور ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا۔ پھر عرب وعجم اور جن وانس کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کو اپنے شہر میں بلا کر اپنا آقا و مولا (فرمانروا) بنا لیا۔ حضور ﷺ نے بھی ان کی سرفروشی اور قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھا اور اپنے وصال تک ان کا ساتھ نہ چھوڑا تاریک ترین ایام میں بھی اور غلبہ ونصرت کے وقت بھی۔

۸ سنہ ہجری میں غزوۂ حنین کے غنائم جنگ سے حضورؐ نے قریش کے نومسلموں کو تالیفِ قلب کے لیے زیادہ حصہ دیا تو انصار کے بعض نوجوانوں نے یہ کہہ کر ناراضی کا اظہار کیا کہ حق کی خاطر قربانیاں تو ہم نے دی ہیں لیکن مالِ غنیمت سارا قریش لے گئے۔ حضور ﷺ تک ان لوگوں کی ناراضی کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے سب انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور ان کے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں پہلے ان سے پوچھا کہ

"اے معشرِ انصار! کیا یہ سچ نہیں کہ تم پہلے گمراہ تھے میں تمہیں راہِ ہدایت پر لایا اور جنّت کا مستحق بنایا' تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے' میں نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا (تم میں اتفاق پیدا کیا) تم مفلس تھے' تم کو تونگر کیا' قبائلِ عرب تمہیں حقیر سمجھتے تھے' میں نے تمہیں عزت دی۔"

انصار حضور ﷺ کے ہر ارشاد پر بے ساختہ کہتے جاتے تھے' بے شک اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا احسان بہت بڑا ہے۔

اب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: تم بھی اپنے احسانات بیان کرو۔

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کیا عرض کریں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کہو تجھے اپنے گھر سے نکالا گیا ہم نے تجھے اپنے گھر میں پناہ دی' تیرا کوئی مددگار نہیں تھا' ہم نے تیری مدد کی' تو محتاج تھا' ہم نے

marfat.com
Marfat.com

تجھے غنی کیا' ساری دنیا نے تجھے جھٹلایا' ہم نے تیری صداقت کی دل و جان سے گواہی دی۔"

تم یہ جواب دیتے جاؤ گے اور میں کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن اے گروہِ انصار کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ دوسرے لوگ اونٹ بکریاں اور مال و دولت اپنے گھروں کو لے جائیں اور تم محمد رسول اللہ کو ساتھ لے کر اپنے گھر لوٹو۔"

حضور ﷺ کے یہ ارشادات سن کر انصار پر رِقّت طاری ہوگئی۔ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں اور وہ بے اختیار پکار اٹھے "ہم کو صرف محمد رسول اللہ درکار ہیں۔"

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: "انصار میرے ہیں اور میں انصار کا ہوں۔ اے اللہ! انصار اور انصار کے لڑکوں پر رحم فرما۔ پھر فرمایا: قریش کے جدید الاسلام لوگوں کو صرف اس لیے زیادہ مال دیا گیا ہے کہ ان کی تالیفِ قلب ہو جائے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا حق زیادہ ہے۔

(سیرۃُ النّبی' رحیق المختوم' سیرت ابنِ ہشام وغیرہ)

(۲)

مکّہ میں مطعم بن عدی قریش کی شاخ بنی نوفل کا ایک شریف بہادر اور رحم دل رئیس تھا۔ مکّی دَورِ رسالت میں جب رسولِ اکرم ﷺ پر مصائب و آلام کا ہجوم تھا' مطعم بن عدی نے دو انتہائی نازک موقعوں پر (دائرۂ اسلام سے باہر ہونے کے باوجود) حضور ﷺ کی پُرجوش حمایت کی تھی۔ پہلی مرتبہ اُس وقت جب مشرکینِ قریش نے آنحضور ﷺ کو آپ ﷺ کا ساتھ دینے والے بنو ہاشم اور بنو مُطّلِب کے تمام افراد سمیت ۷ نبوّت سے شِعبِ ابی طالب میں محصور کر رکھا تھا۔ ۱۰ سنہ نبوّت میں مطعم بن عدی نے قریش کے کچھ دوسرے دردمند افراد کے ساتھ مل کر مقاطعہ کے عہد نامے اور اس طویل ہولناک محصوری کا (اپنی جانوں پر کھیل کر) خاتمہ کر دیا۔ دوسری مرتبہ حضور ﷺ کی حمایت میں وہ اس وقت میدان میں نکلا جب آپ اسی سال (۱۰ نبوت میں) طائف کے پُرصُعُوبت سفر سے واپس مکّہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے بیرونِ شہر (کوہِ حرا کے دامن) سے شہر کے تین معزّز آدمیوں' اخنس بن شُریق

marfat.com

Marfat.com

سہیل بن عمرو اور مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ دشمنوں (دوسرے مشرکینِ مکہ) کے مقابلے میں مجھے اپنی حمایت میں لے لو۔ اخنس اور سہیل نے تو حضور ﷺ کی حمایت سے انکار کر دیا لیکن مطعم بن عدی نے آپ ﷺ کو اپنی حفاظت میں لینے کی ہامی بھر لی اور آپ کو کہلا بھیجا کہ آپ شہر میں آ جائیں میں آپ کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ اس کا پیغام ملتے ہی حضور ﷺ شہر میں داخل ہو گئے۔ مطعم بن عدی اور اس کے چھ مسلح بیٹوں (ایک روایت کے مطابق بھتیجوں نے بھی) حضور ﷺ کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور اپنے ساتھ لے کر حرم کعبہ میں آئے۔ یہاں مطعم بن عدی نے اونٹ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

''اے گروہِ قریش! سن لو کہ میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے۔ خبردار کوئی شخص ان پر ہاتھ اٹھانے کا قصد نہ کرے۔''

مطعم کو علم تھا کہ حضور ﷺ کو پناہ دینا سارے قریش سے دشمنی مول لینے کے مترادف ہے لیکن اس بہادر شخص نے کچھ پروانہ کی اور حضور ﷺ کی حمایت میں جان کی بازی لگا دی۔ رسولِ اکرم ﷺ اس شخص کے دونوں مرتبہ کے احسان کو کبھی نہ بھولے۔ اس واقعہ کے تین سال بعد حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے۔ اس کے جلد ہی بعد مطعم بن عدی کا حالت کفر ہی میں انتقال ہو گیا۔ مدینہ منورہ میں اس کے انتقال کی خبر پہنچی تو رسولِ اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کو بہت صدمہ ہوا۔ شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسّان بن ثابت ؓ نے اس کا پُرزور مرثیہ لکھا۔

(ایک روایت کے مطابق یہ مرثیہ انہوں نے حضور ﷺ کے ایماء پر لکھا)

علامہ زرقانی ''شرح مواہب لدنیہ'' میں اس مرثیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''فاکہی نے بہ اسنادِ مرسل ذکر کیا ہے کہ حسّان بن ثابت ؓ نے اس (مطعم بن عدی) کا مرثیہ لکھا جب وہ مرا نبی ﷺ کے ساتھ اس کے حُسنِ سُلوک کا بدلہ دینے کے لیے۔

اور حضرت حسّان ؓ نے اس کے کافر ہوتے ہوئے اس کا مرثیہ اس لیے لکھا کہ مرثیہ میں مرنے والے کی خوبیوں کا مرنے کے بعد ذکر کیا جاتا ہے اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ اس کا حُسنِ سُلوک اس کے بہترین محاسن میں سے تھا۔ لہٰذا اس قسم کی خوبیوں کے ساتھ اس کے ذکر میں کوئی قباحت نہیں۔"

مطعم بن عدی کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد معرکۂ بدر پیش آیا۔ اس میں قریشِ مکّہ کو شکستِ فاش ہوئی۔ ان کے ستّر آدمی معرکۂ کارزار میں قتل ہوئے اور ستّر آدمی مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فیصلہ کیا کہ ذی استطاعت قیدیوں کو فدیہ کے عوض آزاد کر دیا جائے۔ مطعم بن عدی کے فرزند جبیر بن مطعم (جو اس وقت تک اسلام تو نہیں لائے تھے لیکن بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے) فدیہ لے کر اپنے قیدیوں کو چھڑانے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ کو مطعم بن عدی کے احسانات یاد آ گئے اور آپ ﷺ نے جبیر سے فرمایا:

"اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ ان بدکردار لوگوں (قیدیوں) کی مجھ سے سفارش کرتا تو میں اس کی سفارش قبول کر کے ان کو بغیر فدیہ کے آزاد کر دیتا۔"

(صحیح بخاری، سیرۃ ابنِ ہشام، الاستیعاب وغیرہ)

(۳)

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی نے اسلام اور داعیِ اسلام ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لیے جو سازشیں اور کارروائیاں کیں، ان کی تفصیل "رحم و کرم" کے زیرِ عنوان بیان کی گئی ہے۔ اس کے گھناؤنے کردار کے باوجود جب وہ مرا تو حضور ﷺ نے (اس کے سچے مسلمان فرزند کی درخواست پر) اس کے کفن میں لگانے کے لیے اپنا کرتا عطا کر دیا صرف اُس کے اِس عمل کے پیشِ نظر کہ جب غزوۂ بدر میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ جنگی قیدی بنے اور ان کے لیے لمبے کُرتے کی ضرورت پیش آئی تو ابنِ اُبَی نے اپنا کُرتا اتار کر ان کو پہنا دیا تھا۔ اس کے اس احسان کا بدلہ حضور ﷺ نے اپنا کُرتا اس کے کفن کے لیے عطا فرمایا۔ (سیرۃ النبی ﷺ)

marfat.com

Marfat.com

عبادتِ نبوی ﷺ

عبادت کا اصل مادہ عبد (ع ب د) ہے اور اس یعنی عبادت کے ایک معنی تو پرستش کے ہیں اور دوسرے معنی' تذلّل' عاجزانہ اطاعت اور برضا و رغبت فرمانبرداری کے ہیں۔ اسلام کے نقطۂ نگاہ سے جو مسلمان اللہ اور رسول ﷺ کے تمام احکام کی صدقِ دل سے پابندی کرتا ہے اور منکرات و مَنہیات سے بچتا ہے تو اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت میں شمار ہوگا۔ نماز پڑھنے' روزہ رکھنے' حج کرنے' زکوٰۃ دینے جیسے اعمال کے علاوہ اس کا اٹھنا' بیٹھنا' چلنا پھرنا' سونا جاگنا' حلال روزی کمانے کے لیے تگ و دو کرنا' بیوی بچوں کی کفالت کرنا' والدین کی اطاعت کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا غرض اس کی زندگی کا ایک ایک پل عبادت ہی میں داخل ہے۔ یہ تو عام مُومنین کا ذکر ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا تعلق ہے ان کا درجہ تو مُومنین سے کہیں بلند تھا۔ ان کی مثالی پاکیزہ زندگیوں کو ہم یکسر ''عبادت'' کہہ سکتے ہیں۔ یہاں ہم جس عبادت کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس سے مراد وہ مخصوص تعظیمی اور تَعبُّدی اعمال ہیں جو کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک اور کُن فَیکُون اختیار و تصرّف کا مالک مان کر اس کی رضا کے حصول نیز اپنے جذبۂ عبدیت اور تذلّل کے اظہار کے لیے کرتا ہے یعنی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور ذکرِ الٰہی اسی عبادت کے حوالے سے رسولِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبّہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

نماز

اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس ﷺ کی فطرت ہی میں ذوقِ عبادت ودیعت کیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے ہی آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ غارِ حرا میں کئی کئی دن تک معتکف رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ گھر بھی کئی کئی دن کے بعد تشریف لاتے تھے۔ یہ غار مکّہ کی آبادی سے کافی فاصلے پر جبلِ نور کی بہت اونچی چوٹی میں تھا اور وہاں تک پہنچنا خاصا دشوار تھا لیکن آپ ﷺ اپنی فطرتِ سلیمہ کے تقاضے سے مجبور ہو کر یہ مشقّت محض اس لیے برداشت کرتے تھے کہ یکسُو ہو کر اپنے خالق و مالک کی عبادت کر سکیں۔ بعثت کے بعد پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے آپ اپنے طَور پر کثرت سے نمازیں (نفل) پڑھتے تھے۔ کبھی رات رات بھر کبھی آدھی رات تک اور کبھی ایک تہائی رات تک۔ دن کا کچھ حصہ بھی نماز پڑھنے میں صَرف کرتے تھے۔ پانچ نمازیں فرض ہونے کے بعد آپ ﷺ ان نمازوں کے علاوہ تہجّد کی نماز التزاماً اور نفل نمازیں کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ نماز سے آپ ﷺ کو قلبی لگاؤ تھا اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ اہتمام اور پابندی کے ساتھ دن رات میں کم از کم ۳۸ اور زیادہ سے زیادہ ۴۲ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ ان میں ۱۷ رکعات فرض نمازِ پنجگانہ (فجر ۲، ظہر ۴، عصر ۴، مغرب ۳، عشاء ۴) کے علاوہ دس یا بارہ مؤکدہ سنتیں اور تہجّد کی ۱۱ یا تیرہ رکعات شامل ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

فجر سے پہلے دو رکعت، ظہر سے پہلے دو یا چار رکعت (دونوں ثابت ہیں) اور فرضوں کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، عشاء کے بعد دو رکعت اور تہجّد مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعات (دونوں ثابت ہیں)

ان کے علاوہ صلوٰۃ الاوّابین (مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات) اشراق (سورج نکلنے کے فوراً بعد دو رکعت) چاشت (سورج خوب بلند ہو جانے کے بعد چار، آٹھ یا بارہ رکعات، تحیّۃ المسجد (مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت)

marfat.com
Marfat.com

ان نمازوں کے پڑھنے میں ہر موقع اور ہر روز کی پابندی کا اہتمام نہیں تھا۔ دن کے اوقات میں حضور ﷺ نفل نمازیں زیادہ نہیں پڑھتے تھے کیونکہ سربراہِ مملکت کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ نفل نمازوں کے لیے بہت کم وقت بچتا تھا۔

نماز میں رسولِ اکرم کے خشوع و خضوع کی کوئی حد و نہایت نہ ہوتی تھی۔ اکثر آپ پر رِقّت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو جاتا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے آپ ﷺ کے سینۂ مبارک سے ہانڈی کے ابلنے یا چکّی کے چلنے کی سی آواز نکلتی تھی۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

ایک دفعہ کسی شخص نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو بیان فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی کون سی بات عجیب نہ تھی؟ سب ہی باتیں تو عجیب ہی تھیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور کچھ دیر لیٹ کر اٹھ بیٹھے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھتے ہوئے آپ پر گریہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینہ مبارک تک آگئے پھر رکوع کیا، رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدہ مین بھی گریہ جاری رہا۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی روتے ہی رہے یہاں تک کہ بلال نے آ کر نمازِ فجر کے لیے آواز دی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس قدر روتے کیوں ہیں حالانکہ آپ معصوم ہیں...... اور اللہ تعالیٰ آپ سے مغفرت کا وعدہ فرما چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

(خاصانِ خدا کی نماز بحوالہ بخاری)

آنحضور ﷺ کی رات کی نماز اکثر بہت طویل ہوتی تھی۔ آپ کی نمازِ شب کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں کسی روایت میں ہے کہ آپ رات کے پہلے حصے میں آرام فرما کر آدھی رات کے بعد اٹھتے اور تہجّد پڑھنے میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ نمازِ فجر کا

marfat.com
Marfat.com

وقت ہو جاتا۔ کسی روایت کے مطابق آپ رات کے آخری تہائی حصے میں تہجد پڑھتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ رات بھر نماز میں کھڑے رہتے اور کبھی کبھی ایسا بھی کرتے کہ اٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے پھر اٹھے اور دو رکعتیں پڑھ کر لیٹ گئے۔ اسی طرح بار بار سوئے اور بار بار اٹھ کر نماز پڑھی یہاں تک نمازِ فجر کا وقت ہو گیا۔ محدّثین نے ان روایتوں میں تطبیق یوں کی ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں ہر ایک طریقے سے نماز پڑھی ہے۔

بعض اوقات نماز میں مسلسل اور طویل قیام سے آپ کے پائے مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی مغفرت تو اللہ کر چکا ہے۔ آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا: یعنی کیا میں (اپنے پروردگار کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (مشکوٰۃ المصابیح، زاد المعاد)

رات کی نمازوں (بالخصوص نمازِ تہجد) میں آنحضور ﷺ سورۂ بقرہ، سورۂ اٰلِ عمران، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام جیسی طویل سورتیں پڑھتے تھے۔ قراءت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آواز اتنی بلند ہوتی کہ دور دور تک لوگ اپنے بستروں پر پڑے ہوئے اسے سنتے۔

(سیرۃ النبی ج:۲، سنن ابی داؤد)

شروع میں رسولِ اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے تھے مگر بعد میں کبھی کبھی ایک وضو سے بھی آپ ﷺ نے کئی نمازیں ادا کیں۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

آنحضور ﷺ فرض نمازوں کو ہمیشہ مسجد میں پڑھتے تھے اور سنتوں اور نفلوں کو اکثر گھر میں ادا فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ کو ہمارا کون سا کام سب سے زیادہ پسند آتا ہے۔ آپ نے فرمایا: نماز کا وقت پر ادا کرنا۔

(مشکوٰۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

روزہ

ماہِ رمضان المبارک کے روزے مسلمانوں پر ۲ ہجری میں فرض ہوئے۔ اس سے پہلے مکی عہدِ رسالت میں (بعض حدیثوں کے مطابق) رسولِ اکرم ﷺ متواتر کئی مہینوں تک روزہ رکھتے تھے لیکن ہجرتِ مدینہ کے بعد اس معمول میں تبدیلی آ گئی۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے کے بعد اس مقدس مہینے کے علاوہ پورے مہینے کے روزے آپ نے مدینہ میں کبھی نہیں رکھے البتہ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں آپ اکثر نفلی روزے رکھتے تھے۔ ماہِ شعبان کے زیادہ دنوں میں آپ (نفلی) روزہ سے ہوتے تھے۔ دوسرے مہینوں میں آپ کی عادت مبارک تھی کہ کسی مہینے میں لگاتار نفلی روزے رکھتے اور کسی مہینے میں سوائے چند مخصوص دنوں کے اور کسی دن روزہ نہ رکھتے۔ رمضان المبارک کا تو پورا مہینہ فرض روزوں کا تھا' باقی گیارہ مہینوں میں ہر مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو (جنہیں ایامِ بیض کہا جاتا ہے۔) آپ ﷺ اکثر روزہ رکھتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایامِ بیض کے روزے سفر و حضر میں کبھی نہیں چھوڑے۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ نسائی)

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے دن اکثر روزہ رکھتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ نسائی و ترمذی)

رسولِ اکرم ﷺ ہر سال ماہِ مُحرّم کی دسویں تاریخ (عاشورہ) کو ضرور روزہ رکھتے تھے۔ اسی طرح آپ ہر سال عید الفطر کے بعد ۲ شوّال سے سات شوّال تک چھ روزے بھی رکھتے تھے۔ بروایت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوّال کے مہینے میں چھ روزے رکھے' گویا اس نے تمام عمر کے روزے رکھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ صحیح مسلم)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ جمعہ کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے لیکن آپ

marfat.com
Marfat.com

یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص جمعہ کے دن روزہ رکھے۔ اسے چاہیے کہ وہ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھے۔ (مشکوۃ المصابیح بحوالہ بخاری و مسلم)

اتفاقی نفلی روزے مذکورہ نفلی روزوں کے علاوہ تھے۔ یہ روزہ رکھنے کا اتفاق یوں ہوتا تھا کہ کبھی گھر تشریف لا کر آپ ﷺ پوچھتے کہ کچھ کھانے کو ہے۔ اگر جواب نفی میں ملتا (یعنی کچھ نہیں) تو آپ روزہ کی نیّت کر لیتے اور فرماتے کہ آج میرا روزہ ہے۔

(سنن ابی داود)

زکوٰۃ

رسولِ اکرم ﷺ کا دستِ سخاوت بے حد کشادہ تھا۔ آپ کی ذاتِ اقدس مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور حاجت مندوں کے لیے ایسا چشمۂ فیض تھی جس سے وہ ہر وقت سیراب ہوتے رہتے تھے۔ آپ زر و مال (سونا چاندی) یا کوئی دوسری شے (جانور وغیرہ) اتنی مقدار میں اپنے پاس رہنے ہی نہ دیتے تھے جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی۔ مستحقین اور سائلوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لیے آپ کو بعض اوقات قرض لینے کی ضرورت پڑ جاتی تھی۔ علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:

"کاشانۂ نبوّت میں کوئی قابلِ زکوٰۃ چیز سال بھر تک تو کیا رہتی یہ بھی پسندِ خاطر نہیں تھا کہ شب گزر جائے اور مال و دولت کا کوئی نشان گھر کے اندر رہ جائے۔"

(سیرۃ النبی ﷺ جلد دوم، باب عباداتِ نبوی)

حج

ہجرتِ مدینہ سے پہلے قیامِ مکّہ کے زمانے میں رسولِ اکرم ﷺ نے جو حج کیے، ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ کسی میں تین اور کسی میں دو حج بتائے گئے ہیں۔ ایک روایت میں یہ قیاس آرائی بھی کی گئی ہے کہ قریشِ مکّہ کے معمول کے مطابق آپ ﷺ ہر سال حج کرتے ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف ایک حج

marfat.com
Marfat.com

کیا۔اس کو حَجّۃُ الوداع کہا جاتا ہے۔

حج کے علاوہ آپ نے ہجرت کے بعد چار عمرے بھی ادا کیے۔

(سیرۃُ النّبی ﷺ جلد دوم)

ذکرِ الٰہی

اس کی تفصیل اسی عنوان کے تحت ایک الگ باب میں بیان کی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مجالسِ نبوی ﷺ

سید الانام رحمتِ عالم ﷺ کی مجالس خیر و برکت، متانت، وقار اور حلم و علم کا مظہر ہوتی تھیں۔ ان میں ہمیشہ حکمت و ہدایت، اخلاق، اعمال، تصفیۂ قلب اور تزکیہ نفس کی باتیں ہوتی تھیں۔ حاضرینِ مجلس سر جھکا کر اس طرح مؤدب بیٹھتے تھے، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں (کَاَنَّمَا عَلٰی رُؤُسِہِمُ الطَّیْرُ) مشہور صحابی حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ (قبولِ اسلام سے پہلے) قریشِ مکہ کی طرف سے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) سفیر بن کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے مجلسِ نبوی میں صحابہ کرام ؓ کی حضور ﷺ سے عقیدت کے مناظر دیکھے تو ششدر رہ گئے۔ قریش کے پاس واپس گئے تو ان سے کہا:

''برادرانِ قریش! میں دنیا کے بڑے بڑے فرمانرواؤں (قیصرِ روم، کسریٰ ایران، نجاشیِ حبشہ) کے درباروں میں گیا ہوں لیکن محمد (ﷺ) کی مجلس میں جو مناظر میں نے دیکھے اور کہیں نہیں دیکھے۔ محمد (ﷺ) کے ساتھی جس طرح ان پر جان چھڑکتے ہیں، میں نے کسی بادشاہ کے دربار میں عقیدت اور محبت کا یہ منظر نہیں دیکھا۔ محمد (ﷺ) تھوکتے ہیں تو ان کے ساتھی اسے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتے ہیں۔ محمد (ﷺ) وضو کرتے ہیں تو یہ لوگ مستعمل پانی کے ایک ایک قطرے پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے آپس میں لڑ مریں گے۔ محمد (ﷺ) کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص اس کے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ ان کے سامنے کوئی شخص اپنی آواز بلند نہیں کرتا اور نہ انؐ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھتا ہے۔''

marfat.com

Marfat.com

یہ مجالسِ نبویؐ کی ایک ہلکی سی جھلک تھی لیکن ان ساری باتوں کے باوصف ان مجالس میں خشکی اور افسردگی کی کیفیت نہیں ہوتی تھی۔ حضور ﷺ حاضرین سے نہایت خندہ روئی سے گفتگو فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ ﷺ کا لطفِ طبع ساری مجلس کو شگفتہ کر دیتا۔ ایسے موقعوں پر بعض صحابۂ کرام بھی پاکیزہ مزاح اور ظرافت کی باتیں کر لیتے جن سے ان کے دوسرے ساتھی محظوظ ہوتے اور حضور ﷺ بھی متبسّم یا خنداں ہو جاتے۔ کبھی کبھی زمانۂ جاہلیت کی باتیں بھی چھڑ جاتی تھیں اور اس زمانے کے بعض واقعات اور شخصیات بھی موضوعِ گفتگو بن جاتے تھے۔ حضور ﷺ کی مجالس میں ہر شخص کو اس کے رتبہ کے مطابق مناسب جگہ ملتی اور کسی شخص کو یہ محسوس نہ ہوتا کہ دوسرے شخص نے اس سے زیادہ عزّت پائی ہے۔ مجالس میں بولنے والوں کو آپ ترتیب کے لحاظ سے گفتگو کی اجازت دیتے تھے۔ یہ ترتیب مال و دولت اور نام و نسب کی بنا پر نہیں بلکہ فضل و استحقاق کی بنا پر ہوتی تھی۔ سب سے پہلے آپ حاجت مندوں کی طرف توجہ فرماتے اور سب کی حاجتیں پوری کرنے کا اہتمام فرماتے۔ اگر کوئی شخص گفتگو کر رہا ہوتا تو حضور ﷺ اس کی باتیں توجہ سے سماعت فرماتے اور جب تک وہ اپنی گفتگو ختم نہ کر لیتا' آپ ﷺ اس کی بات نہ کاٹتے۔ جو بات آپ ﷺ کو ناپسند ہوتی تو اس کو کمالِ حلم کے ساتھ برداشت فرماتے اور نظر انداز کر دیتے ہاں اگر ضروری سمجھتے تو نرمی سے اس کا جواب دے دیتے۔ مجلس میں شریک ہر شخص سے مزاج پُرسی فرماتے اور اس سے دریافت فرماتے کہ کوئی ضرورت اور حاجت تو نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے سب اصحاب کو تاکید کر رکھی تھی کہ کسی کے عیوب آپ تک نہ پہنچائیں البتہ اگر کوئی شخص حاجت مند ہو یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو لیکن کسی وجہ سے براہ راست آپ تک نہ پہنچ سکتا ہو تو آپ ﷺ کا حکم تھا کہ جن لوگوں کو اس کے حال کی خبر ہو وہ اس سے آپ کو ضرور آگاہ کریں۔ (تاکہ آپ اس کی مدد کر سکیں۔)

مجالسِ نبویؐ میں حاضر ہونے والوں کے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ بعض اوقات تو دیہات سے آنے والے بدّو (اعرابی) بڑے درشت لہجے میں گفتگو کرتے تھے لیکن آپ

marfat.com

Marfat.com

ان سے اتنی محبت اور شفقت کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے کہ وہ آپ کے والہ و شیفتہ ہو جاتے تھے۔ قرآنِ حکیم میں آپ ﷺ کے حُسنِ اَخلاق کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (الِ عمران:۱۵۹)

اے نبی ﷺ! یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب (اکھڑ لوگ) تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔)

حضور ﷺ کی مذکورہ مجالس بالعموم مسجدِ نبوی میں نمازِ فجر کے بعد منعقد ہوتی تھیں۔ شروع شروع میں نمازِ فجر کے بعد آپ مسجد کے چھوٹے سے صحن میں صحابہؓ کے درمیان بیٹھ جاتے اور تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔ باہر سے کوئی اجنبی آتا تو اس کو آپ ﷺ کے پہچاننے میں دقّت ہوتی۔ بعد میں صحابہ کرام ﷺ نے ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا۔ آپ ﷺ اس پر رونق افروز ہوتے اور چبوترے کے دونوں طرف صحابہ کرام ﷺ حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے۔ بعض روایتوں کے مطابق حضور ﷺ ہر نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جاتے اور مجلس قائم ہو جاتی۔

حضور ﷺ کی تعلیم و ہدایت کا فیض ان مجالس تک محدود نہ تھا بلکہ یہ سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، دن ہو یا رات ہر وقت جاری رہتا تھا البتہ اس سے براہِ راست فیض یاب وہی لوگ ہوتے تھے جو آپ کے پاس موجود ہوتے تھے۔ تاہم یہ نفوسِ قدسی حضور ﷺ کے احکام وارشادات غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔ رحمتِ عالم ﷺ نے خواتین کے لیے ایک خاص دن مقرر کر دیا تھا جس میں صرف خواتین ہی مجلسِ نبوی میں حاضر ہو سکتی تھیں۔ مجالسِ نبوی ﷺ کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں

marfat.com

Marfat.com

تشریف فرماتھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ ان کے لیے اپنی جگہ سے کھسک گئے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں میرے بیٹھنے کے لیے) جگہ میں کافی گنجائش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب کوئی بھائی اس کو (اپنے پاس آتا) دیکھے تو اس کے لیے اپنی جگہ سے کچھ ہٹے اور اپنے قریب بٹھائے۔ (شعب الایمان)

(۲)

ایک دن حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی آئے۔ ان میں سے ایک نے مجلس میں تھوڑی سی جگہ خالی پائی وہیں بیٹھ گئے۔ دوسرے کو درمیان میں کوئی جگہ خالی نظر نہ آئی تو سب کے پیچھے بیٹھ گئے۔ تیسرے صاحب کوئی جگہ خالی نہ پا کر واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ نے ان تینوں کے بارے میں فرمایا: ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی' اللہ نے بھی اس کو پناہ دی' ایک نے حیا کی اللہ نے بھی اس سے حیا کی۔ ایک نے اللہ سے منہ پھیرا (یعنی ایک ایسی مجلس سے منہ پھیرا جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا تھا) اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔ (سیرۃ النبی ﷺ ج:۲' بحوالہ بخاری ج:۱)

(۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز فجر کی نماز کے بعد ایک بلیغ وعظ کیا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔

(جامع ترمذی)

(۴)

ایک روز صحابۂ کرام ﷺ نے مسجد میں دو حلقے بنا لیے ایک حلقہ قرآن خوانی اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گیا اور دوسرا حلقہ مسائلِ دین کی تعلیم و تعلّم میں۔ اتنے میں رسولِ اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں حلقے اچھے ہیں کہ عملِ خیر میں مشغول ہیں لیکن دوسرا پہلے سے افضل ہے کہ وہ خود بھی علم سیکھتے ہیں اور دوسروں کو سکھاتے بھی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مُعَلِّم بنا کر مبعوث کیا ہے۔ یہ فرما کر آپ دوسرے حلقے میں جا کر بیٹھ گئے۔ (مُسنَدِ دارمی، سنن ابنِ ماجہ)

(۵)

بعض دفعہ آنحضور ﷺ حاضرین مجلس سے کوئی سوال پوچھ لیتے جس سے ان کی ذہانت اور اصابتِ رائے کا اندازہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے جھڑتے نہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ دوسرے سب لوگوں کا خیال جنگلی درختوں کی طرف گیا مگر میرے ذہن میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہوگا۔ اس وقت میں کم سِن تھا اس لیے حضور ﷺ کے سوال کا جواب دینے کی ہمت نہ پڑی۔ بالآخر لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ ہی بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کھجور کا درخت' حضرت عبداللہؓ کو تمام عمر حسرت رہی کہ کاش میں حضور ﷺ کے سوال کا جواب دینے کی جرأت کر سکتا۔ (سُنَنِ ابنِ ماجہ)

(۶)

۹ ہجری (بروایتِ دیگر ۵ ہجری) کا ذکر ہے کہ ایک دن رسولِ اکرم ﷺ معمول کے مطابق اپنی مجلس میں رونق افروز تھے کہ ایک اعرابی بدویانہ سادگی کے ساتھ مدینہ منورہ میں وارد ہوئے اور اپنی سواری (اونٹ یا اونٹنی) کی مہار تھامے بِلا تکلف مسجدِ نبوی میں آ پہنچے۔ سواری کو مسجد کے دروازے پہ باندھا (بروایت دیگر مسجد کے ایک کونے میں بٹھایا) اور پھر مجلس کے قریب پہنچ کر بغیر سلام و کلام کے یوں گویا ہوئے۔

"آپ لوگوں میں ابن عبدالمطلب (بروایتِ دیگر محمد ﷺ) کون ہیں؟

صحابۂ کرامؓ نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ یہ گورے رنگ کے جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

اعرابی نے کہا: اے ابنِ عبدالمطلب! میں آپ سے نہایت سختی سے سوال کروں گا' آپ برا تو نہ مانیں گے (ناراض تو نہ ہوں گے)

marfat.com

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا: تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو بلاتکلف پوچھو۔

اس کے بعد اعرابی نے بڑے سخت (بدویانہ) لہجے میں حضور ﷺ سے دس بارہ سوال کیے مثلاً کیا واقعی اللہ نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے' آسمان کس نے بنایا' زمین کس نے قائم کی' اس پر پہاڑوں کو کس نے قائم کیا۔ آپ نے جو قاصد (مُبلِّغ) ہمارے قبیلے کی طرف بھیجا تھا اس نے ہم سے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں' ایک ماہ (رمضان) کے روزے' اپنے مالوں پر زکوٰۃ' سواری اور زادراہ میسر ہو تو بیت اللہ کا حج فرض ہے' کیا اس نے سچ کہا؟ اور کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

یہ اعرابی ہر سوال حضور ﷺ کو ''آپ کے اللہ'' اور ''اگلے پچھلوں کے اللہ'' کی قسم دلا کر پوچھتے تھے اور آپ ﷺ ہر سوال بڑی نرمی کے ساتھ دیتے تھے۔ اپنے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں (انسان حیوان آسمان زمین پہاڑ وغیرہ) سب اللہ نے پیدا کی ہیں۔ اسی نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے منع کیا ہے۔ ہمارے فرستادہ مبلغ نے جو کچھ تمہارے قبیلے سے کہا' سچ کہا۔

سوال و جواب کے بعد اعرابی نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اہل مجلس کو بتایا کہ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں بنو بکر بن سعد کی طرف سے آیا ہوں۔ (بروایت دیگر انہوں نے سوال و جواب سے پہلے ہی اپنا تعارف کرا دیا تھا۔)

پھر انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہے' میں ان باتوں پر جو آپ نے مجھے بتائی ہیں' ذرہ برابر کمی بیشی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ اسی وقت واپس چل پڑے۔ حضور ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا: اگر یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو ضرور جنّت میں داخل ہوگا۔

ضمام ؓ نے اپنے قبیلے میں واپس جا کر ایسے موثّر انداز میں اسلام کی تبلیغ کی کہ سارا قبیلہ مُشرّف بہ اسلام ہو گیا۔

(صحیحین' اُسدُ الغابہ' طبقات ابنِ سعد)

marfat.com
Marfat.com

ذِکرِ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں مومنین کے جو خاص الخاص اوصاف بیان فرمائے ہیں ان میں ایک وصف یہ ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ کو یاد کرتے ہیں (الِ عمران۔۱۹۱) اور جن کو دنیا کے کام اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔ (النُّور:۵)

رسولِ اکرم ﷺ نے بھی ذکرِ الٰہی پر بے انتہا زور دیا ہے اور صحابہٴ کرام ؓ کو اس کی بار بار تلقین فرمائی ہے اس سلسلے میں کُتبِ حدیث میں حضور ﷺ کی کثیر احادیث ملتی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے ہیں تو اس وقت میں اپنے اس بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی کے لیے کوئی صیقل ہے اور دلوں کا صیقل اللہ کا ذکر ہے، اور اللہ کے عذاب سے بچانے اور نجات دلانے میں اللہ کا ذکر جس قدر موٴثر ہے، کوئی دوسری شے اتنی موٴثر نہیں، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں وہ جہاد بھی اللہ کے عذاب سے نجات دلانے میں ذکر کے برابر موٴثر نہیں جس کا کرنے والا ایسی جانبازی سے جہاد کرے کہ تلوار چلاتے چلاتے اس کی تلوار بھی ٹوٹ جائے۔

(معارف الحدیث ج۔۴ بحوالہ دعوات الکبیر للبیہقی)

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' یا رسول اللہ نیکی کے بہت سے کام ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں یہ سب کر سکوں آپ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجیے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اس پر باقاعدگی سے عمل کرتا رہوں' یہ بھی درخواست ہے کہ آپ جو کچھ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' بس اپنی زبان کو ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رکھو۔

(جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ بیٹھنا اس کے لیے بڑی حسرت اور گھاٹے کا باعث ہوگا اور اسی طرح جو شخص کہیں لیٹا اور لیٹے ہوئے اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لیے بڑی حسرت اور گھاٹے کا باعث ہوگا۔

(سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ اس سے سنگدلی (سختی اور بے رحمی) پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں وہ شخص اللہ سے دور ہے جس کے دل میں بے رحمی اور سختی (بے حسی) ہو۔

(جامع ترمذی)

ذکرِ الٰہی کے معاملے میں رسولِ اکرم ﷺ کا اسوہ یا نمونۂ عمل کیا تھا اس کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

اُمُّ المُؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت (ہر لمحہ) اللہ تعالیٰ کی یاد (یعنی ذکرِ الٰہی) میں مصروف رہتے تھے۔

(سیرۃ النبی ﷺ بحوالہ ابوداؤد)

(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ جب رات کو بستر میں سونے کے لیے

marfat.com

Marfat.com

جاتے تو دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور اس طرح اللہ کو یاد کرتے:

''اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ
میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے
سہارے پہ اٹھے گا اگر تو (اسی رات سوتے میں)
میری جان قبض کر لے تو اس پر رحم کیجیو۔
اور اگر زندگی مزید مہلت دے تو میری حفاظت کیجیو اس طرح جس طرح تو اپنے نیک
بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۳)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ رسولِ اکرم ﷺ کے ہمہ وقتی خادم خاص تھے وہ ہر وقت آستانِ نبویؐ پر پڑے رہتے تھے اور غزوات میں بھی آپ ﷺ کے ہم رکاب رہتے تھے۔ حضور ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھنے کی خدمت انہوں نے خصوصی طور پر اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ وہ رات کو بھی آستانۂ نبوی پر حاضر رہ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تہلیل و تسبیح کی آواز سنتے سنتے میں تھک جاتا تھا اور مجھے نیند آ جاتی تھی۔
رسول اللہ ﷺ اٹھتے' بیٹھتے' چلتے' پھرتے' کھاتے' پیتے' سوتے' جاگتے' وضو کرتے' نئے کپڑے پہنتے' سوار ہوتے' سفر میں جاتے' واپس آتے' گھر میں داخل ہوتے' مسجد میں قدم رکھتے وقت غرض ہر حال میں دل و زبان کو ذکرِ الٰہی میں مصروف رکھتے تھے۔
(سیر الصحابہ ؓ ج ۷، سیرۃ النبی ج ۲)

(۴)

کُتُبِ حدیث میں متعدد ایسی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر اور کوچ کی بے اطمینانی میں بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل ادا کرتے تھے اور اس کی پروا نہیں کرتے تھے کہ قبلہ کی طرف رُخ ہے یا نہیں سواری کا جانور جدھر چل رہا ہوتا آپ ﷺ ادھر ہی منہ کیے نماز کی نیت کر لیتے کہ اَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰه

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ : (جدھر کا رُخ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے)

(سیرۃ النبی ﷺ ج:۲)

(۵)

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوا ہے

''اے اہلِ ایمان جب تمہاری مڈبھیڑ کسی دشمن گروہ سے ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور بار بار اللہ کا ذکر کرو (امید ہے کہ) تم کامیاب ہو گے۔

(الانفال رکوع:۲)

رسول اکرم ﷺ ہر غزوہ میں اِس حکم الٰہی پر پوری طرح عمل پیرا رہے۔ میدان جنگ میں جہاں لشکر کو مرتب کیا وہاں دعا اور ذکر الٰہی میں بھی نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ مصروف رہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضورؐ جہاد میں جب کسی ٹیلے پر چڑھتے تو تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہتے۔ مختصر یہ کہ آپ گھر کے اندر ہوں یا گھر سے باہر، امن اور اطمینان کی حالت ہو، یا شر و فساد کا ماحول ہو اور خطرات منہ پھاڑے کھڑے ہوں، آپ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ کوئی خوشی یا نعمت نصیب ہوتی یا کسی مہم میں کامیابی ملتی اس وقت بھی شکرِ الٰہی کی صورت میں زبان مبارک ذکرِ الٰہی سے تر رہتی۔

(صحیحین، ترمذی، ابوداؤد، طبقات ابنِ سعد)

marfat.com
Marfat.com

خشیتِ الٰہی

انبیاء و رُسُل کی مقدس جماعت میں خاتم الانبیاء والمرسلین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ وہ واحد ہستی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کے تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا اور سارے جہانوں کے لیے رحمت بنایا۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ حضور ﷺ کو یہ فرما کر منفرد نوعیت کا مقامِ محبوبیت عطا فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (الاحزاب: ۵۶)

(اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درود و سلام بھیجو)

اس بے مثال فضیلت کے باوصف خشیتِ الٰہی کا آپ ﷺ پر یہ اثر تھا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ ساتھ ہی اپنے اعمال پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسا کرتے تھے اور اسی کے امیدوار اور طلب گار رہتے تھے۔ لوگوں کو بھی یہی ہدایت فرماتے تھے کہ اپنے اعمالِ نیک پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے رحم اور کرم پر بھروسا کرو (کہ وہ یہ اعمال قبول فرما لے اور تمہیں اس کی جزا دے۔)

(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ (یعنی صحابہ) رسول اللہ ﷺ

marfat.com
Marfat.com

کی ایک ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ ﷺ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے تھے۔

"رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ"

(اے میرے رب مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما کر مجھ پر عنایت فرما۔ بے شک تو بہت ہی عنایت فرمانے والا اور بہت ہی بخشنے والا ہے۔) (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(۲)

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ کرو، میں خود دن میں سو سو دفعہ اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم)

(۳)

(ا) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھ کو سورۂ ہود اور اس جیسی اور سورتوں نے (جن میں قیامت اور عذابِ الٰہی کا ذکر ہے۔) بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

(ب) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کے بال پکنے لگے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات اور سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی)

(۴)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے، دیکھا کہ لوگ (گویا) ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا اکثر ذکر کرتے رہو تو وہ تم کو اس سے باز رکھے جس کو میں دیکھ رہا ہوں (یعنی تم کبھی نہ ہنسو) اور وہ (لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز) موت ہے پس تم لذتوں کو فنا کر دینے والی موت کو اکثر یاد رکھو۔

(مشکوٰۃ)

marfat.com
Marfat.com

(۵)

جب کبھی زور سے ہوا چلتی یا آپ ﷺ سیاہ بادل دیکھتے تو رسولِ کریم ﷺ جس کام میں مشغول ہوتے وہ کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہوتا' آپ ﷺ اسے چھوڑ دیتے اور قبلہ رُخ ہو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

الٰہی! تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب مطلع صاف ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ ایک دن ایسا ہی واقعہ پیش آیا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ آپ کیوں فکرمند ہو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تجھے کیا معلوم کہ قوم ہود علیہ السلام والا واقعہ ہمیں نہ پیش آ جائے۔ اس قوم نے بادل دیکھ کر کہا تھا کہ یہ ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے والا ہے حالانکہ وہ اللہ کا عذاب تھا۔

(سیرۃ النبی ﷺ ج:۲' بحوالہ بخاری و مسلم)

(۶)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔(النساء:۴۱)

(پھر سوچیں کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر آپ (یعنی محمد ﷺ) کو گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔)

تو بے اختیار آپ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔

(سیرۃ النبی ﷺ ج ۲ بحوالہ صحیح بخاری تفسیر آیت مذکورہ)

(۷)

ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا پڑھی۔

''اے میرے رَبّ اِن بُتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا' ان لوگوں میں سے جس نے میری پیروی کی' وہی میری جماعت میں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی یہ دعا پڑھی۔

marfat.com

Marfat.com

''اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف فرما دے تو غالب و دانا ہے۔''

پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ''اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ'' فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔
(سیرۃ النبی ﷺ ج ۲ بحوالہ صحیح مسلم)

(۹)

راتوں کے سناٹے میں اٹھ کر حضور ﷺ کبھی دعا و زاری میں مصروف ہوتے اور کبھی قبرستان کی طرف نکل جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نصف شب کے سکوت میں اللہ تعالیٰ سمائے دنیا پر نزول فرماتا ہے۔
(سیرۃ النبی ﷺ ج ۲ بحوالہ صحیح بخاری)

(۱۰)

اگر کبھی کسی صدمے، غم یا خشیتِ الٰہی وغیرہ کی بنا پر رسولِ اکرم ﷺ رقت طاری ہوتی تو آپ ﷺ اس طرح گریہ کناں ہوتے کہ رونے کی آواز پیدا نہ ہوتی البتہ چشم پُرآب ہو جاتے بعض دفعہ آنسو بہنے لگتے اور سینے سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی۔
اربابِ سیر کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ بالعموم جن موقعوں پر گریہ کناں ہوتے تھے، وہ اس قسم کے ہوتے تھے۔

☆ کسی عزیز، رشتہ دار یا ساتھی (صحابی) کی وفات پر۔
☆ تنہائی میں نماز پڑھتے ہوئے۔
☆ کلام اللہ سنتے ہوئے (بالخصوص ایسی آیات جن میں آخرت قیامت اور عذابِ الٰہی یا محاسبے کا ذکر ہوتا)
☆ اُمّت کے لیے دعا مانگتے ہوئے۔
(اکثر ساری اُمّت کے لیے اور بعض دفعہ کسی خاص طبقے کے لیے) (زاد المعاد)

marfat.com
Marfat.com

رِقّتِ قلب

اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاک ﷺ کو دوسرے اخلاقِ عالی سے مُتّصِف کرنے کے ساتھ آپ ﷺ کو نہایت رقیق القلب بھی بنایا تھا۔ کوئی دردناک یا عبرت دلانے والا واقعہ دیکھ کر یا سن کر آپ ﷺ کی چشم ہائے اقدس سے سیلِ اشک رواں ہو جاتا تھا یا کم از کم یہ نم ہو جاتی تھیں۔ صحیح بخاری میں حضرت مالک بن حویرث ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رحیم الطبع اور رقیق القلب تھے۔ (باب رحمۃ الناس)

حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں ایسے واقعات کثیر تعداد میں ملتے ہیں جن میں آپ کی رقیق القلبی (یعنی آپ ﷺ پر رِقّت طاری ہونے یا آپ ﷺ کے رونے) کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۱)

سید الاوس حضرت سعد بن معاذ انصاری ؓ جنہوں نے اپنی دینی خدمات کی بنا پر تاریخ میں "صدیقِ انصار" کے لقب سے شہرت پائی' رسولِ اکرم ﷺ کے محبوب صحابی تھے۔ وہ غزوۂ خندق میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے زخم کو خود داغا مگر ہاتھ کا زخم بگڑ گیا اور ہاتھ پھول گیا۔ ایک دن کسی وجہ سے زخم پھٹ گیا اور اس سے خون جاری ہو گیا۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ چادر گھسیٹتے ہوئے حضرت سعد ؓ کے پاس پہنچ گئے اُس وقت وہ جاں بحق ہو چکے تھے۔ حضور ان کی نعش کو آغوش میں لے کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ان کے گھر والے پہنچ گئے۔ ان کا جنازہ روانہ ہوا تو حضور ﷺ ساتھ تھے اور فرما رہے تھے کہ جنازہ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے جنازے میں شریک ہیں۔ دفن کر کے

marfat.com

Marfat.com

واپس ہوئے تو آپ ﷺ سخت مغموم تھے۔ ریش مبارک ہاتھ میں تھی اور اس پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔

(جامع ترمذی۔ سیر انصار حصہ دوم)

(۲)

ایک دفعہ ایک دیہاتی صحابی حاضر خدمت ہوئے اور اپنے دورِ جاہلیت کا یہ دردناک قصہ بیان کیا کہ میں نے اپنی چھوٹی سی معصوم بچی کو کس طرح زندہ زمین میں دفن کیا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب میں اسے زمین میں گاڑ رہا تھا تو وہ ابا ابا کہہ کر پکار رہی تھی لیکن میری شقاوت کہ میں اس پر برابر مٹی ڈالتا گیا یہاں تک کہ وہ دفن ہو گئی۔ یہ قصہ سن کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ قصہ پھر بیان کرو۔ انہوں نے دوبارہ بیان کیا تو آپ ﷺ اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی۔

(مسندِ دارمی)

(۳)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی (بڑی) صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے کسی کے ذریعے حضور ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میرے بچے کا آخری وقت ہے' آپ اس وقت میرے ہاں (فوراً) تشریف لایئے۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں سلام کہلا بھیجا اور پیغام دیا کہ بیٔ اللہ تعالیٰ جو کچھ کسی سے لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو کچھ کسی کو دے وہ بھی اس کا ہے غرضکہ ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے اور ہر چیز کے لیے اس کی طرف سے ایک مدّت اور وقت مقرر ہے پس چاہیے کہ تم صبر کرو اور اس صدمہ کے اجر و ثواب کی طالب بنو۔ صاحبزادی رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس پھر پیام بھیجا اور قسم دلائی کہ اس وقت آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں چنانچہ آپ ﷺ اٹھ کر چل پڑے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور بعض اور اصحاب بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ پس وہ بچہ اٹھا کر آپ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا۔ اس وقت وہ دم توڑ رہا تھا۔ (اس کا سانس اکھڑ رہا تھا) اس کی یہ حالت

marfat.com
Marfat.com

دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اشکبار دیکھا تو حیران ہو کر عرض کیا' یارسول اللہ! یہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رحمت کے اس جذبہ کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور اللہ ان ہی بندوں پر رحم کرتا ہے جن کے دلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۴)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کسی جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے۔ قبر کی کھدائی شروع ہوئی تو آپ ﷺ قریب ہی بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آنسوؤں سے ریش مبارک بھیگ گئی اور زمین بھی نم ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے ان اصحاب سے جو وہاں حاضر تھے۔ مخاطب ہو کر فرمایا:

بھائیو! اس دن کے لیے سامان کر رکھو۔ (ابنِ ماجہ)

(۵)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک جگہ حضور ﷺ نے چند صحرا نشین مسلمانوں کو بیٹھے دیکھا۔ ان کی ایک خاتون ایک طرف بیٹھی چولھے میں آگ جلا رہی تھی پاس ہی اس کا چھوٹا سا بیٹا کھیل رہا تھا۔ بچہ کھیلتے کھیلتے جب آگ کے قریب آتا تو وہ اسے اٹھا کر دور چھوڑ آتی۔ جب آگ خوب بھڑک اٹھی تو وہ خاتون بچے کو گود میں اٹھا کر رسول پاک ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں' بے شک!

خاتون بولی: یارسول اللہ ﷺ! ایک ماں جس طرح اپنے بچے پر مہربان ہے'
کیا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحیم و شفیق نہیں ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے کہیں بڑھ کر (بروایتِ دیگر سب سے بڑھ کر یا ستر گنا زیادہ) رحم کرنے والا ہے۔

خاتون نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ماں تو اپنے بچے کو (ہرگز) آگ میں نہیں

marfat.com
Marfat.com

ڈالتی پھر اللہ جو اپنے بندوں کا خالق ہے ان کو کیسے آگ میں ڈالے گا؟

یہ سن کر حضور ﷺ رونے لگے پھر سر اٹھا کر فرمایا: اللہ اُسی بندے کو آگ میں ڈالے جو اس کا نافرمان اور سرکش ہے اور اس کو ایک (وحدہٗ لاشریک) نہیں کہتا (سنن ابنِ ماجہ

(۶)

آنحضور ﷺ کے شیر خوار صاحبزادے حضرت ابراہیم ؓ مدینہ کے نواحی گاؤں یا محلّ (عوالی) میں اپنی اَنّا اُمّ سیفؓ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی شدید علالت کی خبر ملی تو اپنے چند صحابہ ؓ کے ساتھ اُمّ سیف رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے ننھے ابراہیم ؓ کو انّا کی گود سے اپنی گود میں لے لیا اور ان کے منہ پر منہ رکھ کر پیار کیا۔ اس وقت ابراہیم ؓ دم توڑ رہے تھے۔ ان کو اس حالت میں دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو رحمت ہے بے شک آنکھیں اشکبار ہیں' دل غمگین ہے لیکن ہم کوئی ایسی بات نہ کہیں گے جو رب کو ناپسند ہو۔ پھر دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے فرزند سے مخاطب ہو کر فرمایا:

يَا اِبْرَاهِيْمُ لَا تُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

یعنی اے ابراہیم! حکمِ الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آ سکتے ہیں۔

(صحیح بخاری' رہبرِ کامل)

(۷)

ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ کے جاں نثار صحابی سید الخزرج حضرت سعد بن عبادہ انصاری ؓ سخت بیمار ہو گئے۔ حضور ﷺ چند صحابہ ؓ کو ساتھ لے کر ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ وہ شدّتِ مرض سے بے ہوش تھے۔ کسی نے کہہ دیا کہ فوت ہو گئے ہیں' بعض نے کہا کہ ابھی دم باقی ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ رو پڑے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ ؓ بھی رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو بہانے اور غم کرنے سے منع نہیں کرتا البتہ زبان کی بدولت (بے صبری کا اظہار یا جزع فزع کرنے پر) عذاب ہوتا ہے۔

(سِیَرِ انصار ج ۲' سیرۃُ النّبی ج ۲ بحوالہ بخاری کتاب الجنائز)

marfat.com
Marfat.com

(۸)

جلیل القدر صحابی ابوسائب حضرت عثمان بن مظعون جُمَحی ﷺ سابِقُونَ الاَوَّلُوْن کی مقدس جماعت میں سے تھے۔ ان کی دینی خدمات کی بنا پر رسولِ اکرم ﷺ ان کو بہت عزیز جانتے تھے۔ انہوں نے ۲ ہجری کے اخیر میں وفات پائی تو حضور ﷺ کو سخت صدمہ پہنچا۔ آپ ﷺ ان کی میت کے پاس گئے اور تین دفعہ جھک کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا جس سے حضرت عثمان ﷺ کے رخسار تر ہو گئے پھر سرِ اقدس اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا:

ابوسائب! میں تم سے جدا ہوتا ہوں، تم دنیا سے اس طرح نکل گئے کہ تمہارا دامن اس سے بالکل آلودہ نہ ہوا۔ (اُسدُ الغابہ ترجمہ حضرت عثمانؓ بن مظعون، طبقات ابنِ سعد)

(۹)

حضرت مُصعَب بنِ عُمَیر ﷺ کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابہ ﷺ میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق بنو عبدلدّار کے ایک مُتموّل خاندان سے تھا۔ والدین نے بڑے ناز و نعم سے پالا، جوان ہوئے تو مکہ میں ان جیسا خوش رُو اور خوش پوش نوجوان اور کوئی نہ تھا۔ نہایت قیمتی لباس پہنتے تھے۔ پاؤں میں بیش قیمت حضرمی جوتا ہوتا تھا۔ بہتر سے بہتر عطر اور خوشبوئیں استعمال کرتے تھے۔ سر پر لمبی زلفیں تھیں اور وقت کا بیشتر حصہ اپنے آپ کو بنانے سنوارنے میں گزارتے تھے۔ بایں ہمہ اللہ نے فطرت سعید سے نوازا تھا۔ دعوتِ حق کے اوائل ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ پُرتکلّف لباس اور خوشبوؤں وغیرہ کا استعمال یکسر ترک کر دیا اور درویشانہ زندگی اختیار کر لی۔ ایک دن بارگاہِ رسالت میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ جسم پر کھال کا لباس تھا جس میں جابجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ ان کو اس حالت میں دیکھ کر حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: یہ وہ نوجوان ہے جس سے زیادہ ناز پروردہ مکّہ میں کوئی نہ تھا لیکن نیکوکاری کی رغبت اور اللہ اور رسول کی محبت نے اس کو تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا۔ (سیر الصحابہ مہاجرین ج ۱ بحوالہ طبقات ابنِ سعد)

marfat.com

Marfat.com

حیا

حیا اخلاقِ حسنہ اور ایمان کا جزوِ لاینفک ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ خُلُقُ الِاسلَامِ الحَیاءُ

کے مطابق اسلام کا خاص وصف حیا ہے۔ سرورِ عالم ﷺ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں آیا جو شرم اور حیا کے منافی ہو۔ کبھی قہقہہ لگا کر نہ ہنستے۔ بازار میں جانا پڑتا تو خاموشی سے نظریں نیچی کر کے گزر جاتے۔

مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی کی کوئی بات ناگوار گزرتی تو حیا کی وجہ سے اس پر اظہارِ ناراضی نہ فرماتے۔ صرف حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس دیکھ کر لوگ سمجھ جاتے تھے کہ آپ کو یہ بات ناگوار گزری ہے۔ (صحیح بخاری)

(۱)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کی کوئی ناپسندیدہ بات دیکھتے (یا ایسی بات آپ کے علم میں آتی) تو آپ فرطِ حیا سے اس کا نام لے کر ناگواری کا اظہار نہیں فرماتے تھے بلکہ یوں کہہ دیتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔ (الشفاء قاضی عیاضؒ)

گویا حضور ﷺ دوسروں کو نادم ہوتا دیکھنے سے بھی شرماتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

بعثتِ نبوی ﷺ کے وقت عرب میں برہنگی کو چنداں معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ننگے نہانا عام رواج تھا۔لوگ کعبہ شریف کا طواف برہنہ ہوکر کرتے تھے۔عرب میں گھروں کے اندر بیت الخلا نہ تھے۔لوگ کھلے میدانوں میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر رفع حاجت کرتے تھے اور گپ بازی کرتے تھے۔حضور ﷺ نے ان سب باتوں کی سختی سے ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہے۔آپ ﷺ خود رفع حاجت کے لیے اس قدر دور نکل جاتے تھے کہ نظروں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔

جب کوئی خطا کار بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر اپنی خطا پر ندامت کا اظہار کرتا اور معافی کا خواستگار ہوتا تو آپ ﷺ شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے۔

(۳)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کھانے کی دعوت پر بلایا جائے تو وہ کھانے سے فارغ ہوکر آپس میں طویل گفتگو میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ ان کے اس طرزِ عمل سے صاحب خانہ اور گھر کے لوگوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ہمارے یہاں اس قسم کے واقعات وقتاً فوقتاً دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔عہدِ رسالت میں بھی بعض اصحاب کی اس عادت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کو بھی کئی مرتبہ تکلیف اٹھانی پڑی لیکن آپ ﷺ کی حیا ان لوگوں کو متنبہ کرنے میں مانع ہوئی۔حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے حرم نبوی میں داخل ہونے کے موقع پر ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

حضور ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انسؓ بن مالک ؓ کا بیان ہے کہ رات کے وقت حضرت زینبؓ بنتِ جحش کے مکان میں ولیمے کی دعوت تھی۔اکثر لوگ کھانے سے فارغ ہونے کے فوراً بعد رخصت ہو گئے لیکن کچھ اصحاب کھانا کھا کر بیٹھے رہے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔اُن کے ایسا کرنے سے حضور ﷺ کو تکلیف تو ہوئی لیکن آپ ﷺ نے حیا کی وجہ سے انہیں کچھ نہ کہا اور دوسری ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں کا ایک چکر لگایا۔واپس

marfat.com

Marfat.com

تشریف لائے تو ان حضرات کو جس طرح چھوڑ کر گئے تھے اسی طرح گفتگو میں مشغول پایا۔ اب بھی آپ ﷺ شرم کی وجہ سے انہیں کچھ کہنے کے بجائے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا بیٹھے۔ جب خاصی رات گزر گئی اور آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ حضرات چلے گئے ہیں' تب آپ ﷺ حضرت زینبؓ کے مکان میں تشریف لائے۔ اس موقع پر بارگاہِ الٰہی سے یہ حکم نازل ہوا۔

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ (الاحزاب:۵۳)

ترجمہ: مگر جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ' باتیں کرنے میں نہ لگے رہو' تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔

marfat.com
Marfat.com

صَبر و استِقامَت

صبر کا مطلب بعض لوگ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے کسی عزیز کی موت پر جزع فزع سے اجتناب کیا جائے لیکن فی الحقیقت ''صَبر'' ایک وسیع المفہوم لفظ ہے اور اسے اَخلاقِ حَسَنہ میں بنیادی اہمیّت حاصل ہے۔ استقامت اور مصابرت بھی صَبر ہی کی شاخیں ہیں۔ قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویؐ میں نہایت کثرت سے صبر کی اہمیّت اور فضیلت بیان کی گئی ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ خود بھی صبر کریں اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کریں۔ علماء اسلام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں صبر کے جو معنی بیان کیے ہیں اور اس کی جو تشریح کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

''صبر کے لفظی معنی روکنے اور باندھنے کے ہیں اور اصطلاح قرآن وسنت میں نفس کو خلاف طبع چیزوں پر جمائے رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے جس کی تین قسمیں ہیں:

اوّل صبر عَلَی الطاعات

یعنی جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے ان کی پابندی طبیعت پر کتنی بھی شاق ہو اس پر نفس کو جمائے رکھنا۔

دوسرے صبر عَنِ المعاصی

یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ وہ نفس کے لیے کتنی ہی مرغوب ولذیذ ہوں نفس کو اس سے روکنا۔

تیسرے صبر عَلَی المصائب

یعنی مصیبت وتکلیف پر صبر کرنا حد سے زائد پریشان نہ ہونا اور ہر تکلیف ومصیبت کو

marfat.com
Marfat.com

حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر نفس کو بے قابو نہ ہونے دینا۔

مصابرت

اسی لفظ صبر سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۲۷۳)

اس تشریح کے مطابق صالح اہلِ ایمان کی پوری دنیوی زندگی ہی کو صبر کی زندگی کہا جا سکتا ہے۔ ہوش سنبھالنے یا ایمان لانے کے بعد سے مرتے دم تک کسی شخص کا اپنی ناجائز خواہشوں کو دبانا' اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کی پابندی کرنا' اللہ کے عائد کیے ہوئے فرائض کو بجالانا اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنا وقت' اپنا مال' اپنی محنتیں اپنی قوتیں اور قابلیتیں' حتیٰ کہ ضرورت پڑنے پر اپنی جان تک قربان کر دینا' ہر اُس لالچ اور ترغیب کو ٹھکرا دینا جو اللہ کی راہ سے ہٹانے کے لیے سامنے آئے' ہر اس خطرے اور تکلیف کو برداشت کرنا جو راہ راست پر چلنے میں پیش آئے ہر اُس فائدے اور لذت سے دست بردار ہو جانا جو حرام طریقوں سے حاصل ہو۔ ہر اس نقصان اور رنج اور اذیت کو انگیز کر جانا جو حق پرستی کی وجہ سے پہنچے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر اعتماد کرتے ہوئے کرنا کہ اس نیک رویے کے ثمرات اس دنیا میں نہیں' مرنے کے بعد دوسری زندگی میں ملیں گے۔ ایک ایسا طرز عمل ہے جو مومن کی پوری زندگی کو صبر کی زندگی بنا دیتا ہے۔ یہ ہر وقت کا صبر ہے' دائمی صبر ہے' ہمہ گیر صبر ہے اور عمر بھر کا صبر ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۶' صفحہ ۱۹۸)

رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر ایک نظر ڈالیں تو آپ صبر و استقامت کے ایک ایسے پیکرِ جمیل دکھائی دیں گے جس کے کسی بھی پہلو کو کماحقہٗ احاطہ تحریر میں لانا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ ہم یہاں اس کی چند جھلکیاں ہی پیش کر سکتے ہیں۔

(۱)

صبر علی الطاعات

اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے صبر اور استقامت

marfat.com

Marfat.com

کے بارے میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کلام اللہ کی عملی تفسیر تھی۔ کسی نے اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ توانہوں نے برجستہ جواب دیا: کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی آپ ﷺ کا خُلق سراسر قرآنی سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ سردی ہو یا گرمی' آندھی ہو یا بارش' دن ہو یا رات' امن ہو یا جنگ' تنگ دستی ہو یا آسودہ حالی' خَلوت ہو یا جَلوت' بیماری ہو یا صحت' گھر ہو یا مسجد' تجارت ہو یا سیاست' سفر ہو یا قیام ہر حالت میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرتے تھے۔ اس میں آپ کو خواہ کتنی ہی زحمت یا تکلیف اٹھانی پڑے' آپ ﷺ اسے بخوشی اٹھاتے یا برداشت کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ جس چیز کو آسان سمجھا وہ کرلی اور جس چیز میں کچھ محنت کرنی پڑی یا کچھ مشکل پیش آئی' اسے چھوڑ دیا بلکہ مداومتِ عمل آپ ﷺ کی فطرت ثانیہ تھی۔ جو نیک عمل ایک دفعہ آپ نے اختیار کرلیا' عمر بھر اس کی پابندی کی۔ خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ عمل ہے جس پر سب سے زیادہ انسان مداومت کرے۔ (صحیح بخاری' کتاب الادب)

(۲)

صبر عَنِ المعاصی

یہ صبر تو انبیاء علیہم السلام کی طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے جن چیزوں اور کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے' کسی نبی کا اُن کے قریب بھی جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جہاں تک دُنیوی لذائذ اور مرغوب خاطر اشیاء (مال و دولت وغیرہ) کا تعلق ہے' اگر یہ راہِ حق سے بھٹکانے یا اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے کا سبب ہوں تو خاصانِ خدا اُن کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔

کفّارِ قریش نے رسولِ اکرم ﷺ کو دعوت توحید سے روکنے کے لیے دوسرے حربوں کے علاوہ ترغیب وتحریص کے حربے کا بھی بھرپور استعمال کیا یعنی آپ ﷺ کو مختلف لذائذ دُنیوی اور

marfat.com

Marfat.com

جاہ وحشم کی پیشکش اس مقصد کے لیے کی کہ آپ ﷺ حق کی تبلیغ اور ان کے معبودوں (بتوں اور دیوی دیوتاؤں) کی برائی کرنا چھوڑ دیں۔ (حضور ﷺ مشرکین کو اللہ کی طرف بلاتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ یہ بت اور دیوی دیوتا تمہیں کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی کو وہ اپنے معبودوں کی برائی قرار دیتے تھے۔)

ایک مرتبہ انہوں نے مکّہ کے سربرآوردہ رئیس اور بنو عبد شمس کے سردار عُتبہ بن رُبیعہ کو اپنا نمائندہ بنا کر اس پیشکش کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ اے بھتیجے! اگر دعوتِ توحید (یا دعوت اسلام) سے تمہارا مقصد مال و دولت کا حصول ہے تو ہم تمہارے لیے اتنا مال و دولت جمع کیے دیتے ہیں کہ تم ہم میں سب سے بڑے امیر بن جاؤ' اگر اس سے تم اپنی بڑائی چاہتے ہو تو ہم سب تمہیں اپنا سردار تسلیم کر لیں گے اور کسی معاملے کا فیصلہ تمہاری مرضی کے بغیر نہیں کریں گے' اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیں گے' اگر تم پر کوئی جن آتا ہے جس پر تم قابو نہیں پا سکتے تو ہم اپنے خرچ پر تمہارا علاج کرانے کے لیے تیار ہیں۔''

آنحضور ﷺ نے عُتبہ کی پیشکش کے جواب میں سورہ حٰمٓ السَّجدہ کی تلاوت شروع کر دی اور آیتِ سجدہ (آیت: ۳۸) پر سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا: ابوالید! (عُتبہ کی کنیت) یہی تمہاری پیشکش کا جواب ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ عتبہ سمجھ گیا کہ حضور ﷺ نے اس کی پیشکش کو رَدّ کر دیا ہے۔

ایک اور موقع پر قریش کے مشرک سرداروں نے یہی پیشکش کی تو حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''مجھ پر نہ کوئی جِنّ آتا ہے اور نہ میں اپنی بڑائی چاہتا ہوں' مجھے بادشاہ یا امیر کبیر بننے کی خواہش بھی نہیں ہے۔ میں جس چیز کی تمہیں دعوت دیتا ہوں' اس کا مقصد کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے صلہ میں تمہیں اللہ کی رحمت اور خوشنودی کی بشارت دوں اور ایمان نہ

marfat.com
Marfat.com

لانے پر تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈراؤں۔ اگر تم دین حق کو قبول کر لو تو بہتر اور اگر تم اسے قبول نہیں کرتے تو میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ (سیرت ابنِ ہشام، البدایہ والنہایہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ مشرکین نے مال و دولت، امارت اور بادشاہت کے علاوہ حضور ﷺ کو یہ پیشکش بھی کی کہ آپ جس عورت کو پسند کریں وہ اس سے آپ ﷺ کی شادی کرا دیں گے لیکن آپ ﷺ نے یہ پیشکش بھی رد کر دی۔ یوں مشرکین کے ترغیب و تحریص کے تمام حربے بری طرح ناکام ہو گئے۔

ایسی پُرکشش ترغیبات کو محض اللہ کے دین کی خاطر ٹھکرا کر آپ ﷺ نے جو نمونہ اُمّت کے سامنے پیش کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

(۴)

صبر علی المصائب

رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ حضور ﷺ کو سالہا سال تک تسلسل کے ساتھ جن غیر معمولی شدائد و مصائب اور آلام و حوادث کا سامنا کرنا پڑا، ان کو صبر و استقامت اور عزم و استقلال کے ساتھ برداشت کرنا آپ ﷺ ہی کا کام تھا، کوئی اور ایسی بلاکشی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے دریافت کیا:

"یا رسول اللہ! سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "پیغمبروں پر پھر اسی طرح درجہ بدرجہ لوگوں پر۔"

(سیرۃ النبی بحوالہ ابنِ ماجہ)

چونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین تھے اور صبر و استقامت اور عزم و استقلال کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ آپ کی ذاتِ اطہر میں ودیعت کیے تھے اس لیے سب سے زیادہ مصائب و شدائد کا سامنا بھی آپ ﷺ ہی کو کرنا پڑا۔ ذرا اندازہ کیجیے کہ:

marfat.com
Marfat.com

۱- ابھی آپ دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور آپ نے یتیمی کی حالت میں اس دارالحزن میں آنکھیں کھولیں۔

۲- زمانۂ طفلی میں والدہ ماجدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

۳- دو سال بعد (آٹھ سال کی عمر میں) شفیق دادا بھی داغِ جدائی دے گئے۔

۴- بعثت کے بعد مخالفت کا ہولناک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ مشرکین آپ ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ تحقیر و تمسخر، سب و شتم، معاشرتی مقاطعہ اور ایذا رسانی غرض کوئی شیطانی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے آپ ﷺ کی ذاتِ پاک اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والے سعادت مند نفوس کے خلاف استعمال نہ کیا ہو غمگسار زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور شفیق چچا جناب ابو طالب داغِ مفارقت دے جاتے ہیں تو مشرکین کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں میں اور شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ دعوت توحید کے لیے طائف تشریف لے جاتے ہیں تو دعوت کا جواب استہزا اور سنگ باری کی صورت میں ملتا ہے۔ واپس مکہ تشریف لاتے ہیں تو مشرکین ایک پل کے لیے بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ سب شیطان مل کر آپ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ حکمِ الٰہی کے مطابق آپ ﷺ کو گھر بار اور وطن چھوڑنا پڑتا ہے۔ تین سو میل دور مدینہ منورہ میں بھی اہلِ حق کا امن سے رہنا کفّار کو ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ ان کے خلاف مسلسل سازشوں اور جنگی کارروائیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

۵- آپ ﷺ کو اولاد (تین صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں نیز بعض نواسوں اور نواسیوں کی وفات کے صدمے پے بہ پے سہنے پڑتے ہیں اور یہ صدمے ایسے ہوتے ہیں جن کے زخم عمر بھر مندمل نہیں ہوتے۔ ان کے علاوہ حضور ﷺ کو اپنے ایسے جاں نثاروں کی مفارقت کے زخم بھی کھانے پڑتے ہیں جن سے ان کے بعض اوصاف کی بنا پر آپ کو بے انتہا محبت تھی مثلاً حضرت حمزہ (آپ کے عمِ محترم)، حضرت سعد بن معاذ انصاری، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت زید بن حارثہؓ

marfat.com

Marfat.com

حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہم اور متعدد دوسرے۔

ان تمام آلام و مصائب کو حضور ﷺ نے بڑے صبر و ضبط اور عزیمت و استقامت کے ساتھ جھیلا اور ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہے۔ اگر کسی صدمے کا بہت زیادہ اثر ہوا تو وہ صرف آنکھیں اشک آلود ہونے تک ہی محدود رہا اور زبان اپنے خالق کی تحمید و تقدیس اور شکر ہی میں مشغول رہی۔

مصابرت یا استقامت

لڑائیوں میں آپؐ کی استقامت اور عزم و استقلال کا یہ عالم ہوتا تھا کہ تیروں تلواروں نیزوں اور پتھروں کا آپ پر مینہ برس رہا ہوتا تھا اور دشمن کا ریلے پہ ریلا آپ ﷺ کی طرف بڑھتا تھا لیکن آپ میدان میں اس طرح قدم جما کر کھڑے ہوتے تھے کہ شجاعت اور مردانگی بھی آفرین پکار اٹھتی تھی۔

مردانِ حق کی سب سے بڑی آزمائش اس وقت ہوتی ہے جب ان کے سامنے راہِ حق کو ترک کرنے کے بدلے میں تخت و تاج، زر و جوہر اور دولتِ حُسن کی پیشکش کی جائے۔ یہ چیزیں بہادر سے بہادر انسان کے قدم ڈگمگا دینے کے لیے کافی ہوتی ہیں لیکن حضور ﷺ کی شان صبر و استقامت دیکھیے کہ ان پر نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کیا اور ان چیزوں کی پیشکش کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا۔

marfat.com
Marfat.com

اجازت طلبی

(استیذان)

رسولِ اکرم ﷺ کا ہمیشہ یہ معمول اور اصول رہا کہ بغیر سلام کیے اور اجازت لیے کسی کے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔ اپنے صحابہ ؓ کو بھی آپ ﷺ یہی طرزِ عمل اختیار کرنے کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ اس سلسلے میں کُتُبِ حدیث میں متعدّد احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے کچھ اس کتاب میں بھی پیش کر دی گئی ہیں۔ عہدِ رسالت ﷺ سے متعلق ذیل کے تین واقعات سے بھی اسلامی معاشرے میں اجازت طلبی یا ''استیذان'' کی اہمیّت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱)

ایک دفعہ ایک صاحب رسولِ اکرم ﷺ کے کاشانۂ اقدس کے دروازے پر آئے۔ وہ آنحضور ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن اجازت طلبی کے بارے میں انہیں حضور ﷺ کی ہدایات کا علم نہیں تھا اس لیے دروازے پر کھڑے کھڑے عرض کیا:

''أَأَلِجُ'' (اس کا مطلب ہے کیا میں اندر آ سکتا ہوں)

رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا صحیح طریقہ بتاؤ، اس سے کہو کہ وہ یوں کہے۔

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَأَدْخُلُ''

ان صاحب نے آپ ﷺ کا ارشاد خود سن لیا اور عرض کیا:

marfat.com
Marfat.com

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ

(السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں)

اب حضور ﷺ نے ان کو بلا تامل اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ (سنن ابی داؤد عن ربعی بن خراشؒ تابعی)

(۲)

فتحِ مکّہ (رمضان ۸ ہجری) کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے چند دن مکّہ کے بالائی حصے معلیٰ میں قیام فرمایا: انہی ایام کا ذکر ہے کہ بنو جمح کے رئیس صفوان بن اُمیّہ نے اپنے اخیافی بھائی کلدہ بن حنبل کو دودھ، ہرنی کا ایک بچہ اور کچھ کھیرے (بروایتِ دیگر ککڑیاں) دے کر اس سے کہا کہ یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرنے کے لیے ہیں، تم حضورؐ کی خدمت میں جاؤ اور میری طرف سے یہ چیزیں پیش کرو۔[۱]

کلدہ بن حنبل کا بیان ہے کہ میں یہ چیزیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا نہ

۱۔ صفوان اُمیّہ بن خَلَف کے بیٹے تھے جو اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ امیّہ تو غزوۂ بدر میں مارا گیا لیکن صفوان محاصرۂ طائف تک اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے۔ فتح مکّہ کے بعد وہ مکّہ سے بھاگ کر جدّہ چلے گئے۔ ان کے ابنِ عم حضرت عمیر بن وہب ؓ کی سفارش پر حضور ﷺ نے ان کی جان بخشی کا وعدہ فرما لیا۔ اس پر وہ جدّہ سے مکّہ واپس آ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی درخواست پر انہیں چار مہینے کی مہلت دی کہ اس عرصے میں اچھی طرح غور کر کے قبول اسلام کے بارے میں فیصلہ کریں۔ انہوں نے غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی اسلحہ سے مدد کی اور خود بھی اسلامی لشکر کے ساتھ ہو کر لڑائی میں حصہ لیا۔

محاصرۂ طائف کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس پر تا دمِ آخر قائم رہے۔ عہدِ فاروقی میں شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ امیر معاویہ ؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ صفوان ؓ بنو جمح کے رئیس تھے۔ بڑے فیّاض اور سیر چشم تھے۔ خطابت اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بلغائے عرب میں شمار ہوتے تھے۔ (ان کے تفصیلی حالات راقم الحروف کی تالیف ''فوز و سعادت کے ایک سو پچاس چراغ'' میں پڑھیے۔ طالب الہاشمی) علامہ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ کلدہ بن حنبل بھی صفوان بن امیّہ کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے۔ اوپر جو واقعہ بیان کیا گیا ہے بظاہر یہ اس وقت کا ہے جب صفوان اور کلدہ دونوں اپنے آبائی مذہب پر قائم تھے لیکن دونوں نے حضور ﷺ کی اطاعت اختیار کر لی تھی۔

(اُسدُ الغابہ، سِیَرُ الصّحابہ ؓ ج ۷)

marfat.com

Marfat.com

میں نے سلام کیا اور نہ حاضری کی اجازت چاہی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

تم واپس جاؤ اور (قاعدہ کے مطابق)

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَأَدْخُلُ کہہ کر اجازت مانگو اور جب اجازت ملے تو اندر آؤ۔

(چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا)

(جامع ترمذی' سنن ابی داؤد)

(۳)

سید الخزرج حضرت سعد بن عبادہ ساعدی رضی اللہ عنہ کے فرزندِ سعید حضرت قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور (اپنے معمول کے مطابق) آپ ﷺ نے باہر سے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ تو میرے والد نے بہت ہلکی آواز سے صرف سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا' آپ رسول اللہ ﷺ کو گھر کے اندر تشریف لانے کے لیے کیوں نہیں کہتے؟ میرے والد نے کہا' بولو مت' ایسے ہی رہنے دو تا کہ حضور ﷺ بار بار ہمارے لیے سلام کریں تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پھر بہت ہلکی آواز سے جواب دیا۔ (جس کو پہلے کی طرح حضور ﷺ نے نہیں سنا) تو پھر (تیسری مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ اس کا جواب بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اتنی ہلکی آواز میں دیا کہ حضور ﷺ نے نہیں سنا۔ اب حضور ﷺ واپس جانے کے لیے مڑے۔ (یہ دیکھتے ہی) حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کا سلام سنتا تھا اور (دانستہ) اس کا جواب ہلکی آواز میں دیتا تھا تا کہ آپ ہمارے لیے بار بار سلام کہیں (اور ہم اس کی برکتوں سے بہرہ مند ہوں)۔ (ان کی بات سن کر) رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر لوٹ آئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ حضور ﷺ کے لیے غسل کا انتظام کیا جائے چنانچہ حضور ﷺ نے غسل فرمایا: پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک چادر پیش کی جو زعفران یا ورس سے رنگی ہوئی تھی۔ اسے آپ نے اپنے اوپر لپیٹ لیا۔ (اشتمال کے طریقے پر باندھ لیا) پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! اپنی نوازشیں اور

marfat.com

Marfat.com

رحمتیں فرما سعد کے گھر والوں پر۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ کھانا تناول فرمایا: پھر جب آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سواری کے لیے اپنا گدھا پیش کیا جس کی پیٹھ پر چادر کا گدا بنا کر رکھ دیا گیا تھا اور مجھ (قیس) سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بھی میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں نے (از راہِ ادب) معذرت کر دی اور سوار نہیں ہوا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: یا تو تم میرے ساتھ سوار ہو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ۔ (مجھے یعنی قیس کو حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھنے کا حوصلہ نہ پڑا اس لیے) جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو میں واپس آ گیا۔

(سنن ابی داؤد)

marfat.com
Marfat.com

ہدیہ یا تحفہ دینا لینا

یہ عام مشاہدہ بھی ہے اور انسانی فطرت کا تقاضا بھی کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ یا ہدیہ دینے سے دلوں میں محبت اور تعلقات میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اس کی بڑی ترغیب دی ہے اور اس عمل کو دلوں کے کینے دور کرنے اور باہمی الفت و محبت پیدا کرنے (یا اس میں اضافہ کرنے) کا ذریعہ بتایا ہے۔

''ہدیہ'' کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس کے ذریعے اپنی محبت اور اپنے تعلق خاطر کا اظہار مقصود ہو۔ اگر کسی حاجت مند کو اللہ کے واسطے اور ثواب کی نیت سے دیا جائے تو یہ ہدیہ نہیں بلکہ صدقہ ہوگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے تحفے اور ہدایا قبول فرما لیتے تھے اور دوسروں کو بھی تحفے اور ہدایا یا ان کا صلہ عنایت فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول و دستور تھا کہ آپ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور اس کے جواب میں خود بھی عطا فرماتے تھے۔ سُنَن ابی داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو ہدیہ/تحفہ دیا جائے تو اگر اس کے پاس اس ہدیہ یا تحفہ کے بدلہ میں دینے کے لیے کچھ موجود ہو تو وہ اس کو دے اور جس کے پاس بدلہ میں دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ (بطور شکریہ) اس کی تعریف کرے اور اس کے حق میں کلمۂ خیر کہے۔ جس نے ایسا کیا' اُس نے شکر گزاری کا حق ادا کر دیا اور جس نے ایسا نہیں کیا اور احسان کے معاملے کو چھپایا تو

marfat.com
Marfat.com

اس نے ناشکری کی۔

ایک اور حدیث میں جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ جس آدمی پر کسی نے کوئی احسان کیا (یعنی اس کو کوئی ہدیہ یا تحفہ پیش کیا یا اس کے ساتھ کوئی اور نیکی کی) اور اس نے اس محسن کے لیے یہ کہہ کر دعا کی کہ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا یعنی اللہ تم کو اس کا بہتر بدلہ اور صلہ عطا فرمائے تو اس نے (اس دعائیہ کلمہ ہی کے ذریعہ) اس کی پوری تعریف کر دی۔ (معارف الحدیث جلد ۷ بحوالہ جامع ترمذی)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ہدایا و تحائف کے لینے دینے کی ترغیب دی ہے وہاں دو باتوں کی سختی سے ممانعت بھی فرمائی ہے، ایک یہ کہ کسی کو ہدیہ دے کر واپس لیا جائے دوسری یہ کہ حاکم یا فرمانروا کسی غرض مند سے ہدیہ قبول کریں (کہ یہ رشوت سمجھا جائے گا)۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کو کوئی چیز عطیہ کے طور پر دے اور پھر اس کو واپس لے ہاں اگر باپ اپنی اولاد کو کچھ دے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اولاد پر باپ کا ہر طرح کا حق ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جو شخص عطیہ (ہدیہ) دے کر واپس لے اس کی مثال اس کتے کی سی ہے کہ اس نے ایک چیز کھائی یہاں تک کہ جب خوب پیٹ بھر گیا تو اس کو قے کر کے نکال دیا اور پھر اپنی اس قے ہی کو کھانے لگا (معارف الحدیث۔ ج۔ ۷ بحوالہ جامع ترمذی، سُنَنِ ابنِ ماجہ، سُنَنِ ابی داوٗد، سُنَنِ نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امامِ وقت (حاکم یا فرمانروا) کو (دیے جانے والے) ہدیے غلول (یعنی ایک طرح کی خیانت و رشوت اور ناجائز استحصال) کے قبیل سے ہیں۔

(معارف الحدیث۔ ج ہفتم بحوالہ معجم اوسط للطبرانی)

marfat.com
Marfat.com

تحیۂ اسلام' سلام

حضرت عمران بن حُصینؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ اسلام سے پہلے ملاقات کے وقت آپس میں اَنۡعَمَ اللّٰہُ بِكَ عَیۡنًا ۔ (اللہ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کرے) اور اَنۡعِمۡ صَبَاحًا ۔ (تمہاری صبح خوشگوار ہو) کہا کرتے تھے۔ جب ہم لوگ جاہلیت ترک کر کے اسلام کے شرف سے بہرہ ور ہوئے تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور اس کے بجائے ہمیں ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ'' کہنے کی تعلیم دی گئی۔ (سنن ابی داؤد)

رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو تاکید فرماتے رہتے تھے کہ آپس میں سلام کو خوب پھیلاؤ اور آپ ﷺ خود بھی اسی پر عمل پیرا تھے۔ (جامع ترمذی)

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے جب تک دوسرا (ملاقاتی) خود دستِ مبارک نہ چھوڑتا' آپ ﷺ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصافحہ کو سلام کا تکملہ (مکمّل کرنے والا) قرار دیا ہے۔ (سنن ابی داؤد و ترمذی)

اگر رسولِ اکرم ﷺ خود کسی سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو عادتِ مبارکہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے صاحبِ خانہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب فرماتے۔ اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد)

حضرت مِقداد بن اَسْوَدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اگر رات کے وقت گھر تشریف

marfat.com

Marfat.com

لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سونے والے کی نیند نہ اچٹے اور جاگتا ہوا اسے سن لے۔
(ادب المفرد)

ایک روایت میں ہے کہ سلام کی ابتدا کے وقت رسول اللہ ﷺ اس طرح سلام کرتے تھے۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ (زادالمعاد)

رسول اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ ہاتھ' انگلی یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ (زادالمعاد)

حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص نے (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر) کہا' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ (ادب المفرد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں سلام کیا۔ جب آپ ﷺ پیشاب کے لیے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (جامع ترمذی)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ تَشَبُّہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔ (پھر آپ نے تَشَبُّہ کرنے کی وضاحت فرمائی کہ) نہ یہودیوں کی مشابہت اختیار کرو اور نہ نصاریٰ کی کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ (خاص) حق بتائے ہیں۔ ان میں پہلا حق یہ ہے کہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ملاقات ہو تو وہ ایک دوسرے کو سلام کریں۔ دوسرے پانچ حق یہ ہیں۔ جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی عُذر مانع نہ ہو) جب وہ مشورہ مانگے تو اس سے گریز نہ کرے' جب وہ چھینک مارتے وقت اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہے تو اس کے جواب میں "يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ" کہے جب وہ بیمار ہو تو اس کی

marfat.com
Marfat.com

عیادت کرے، جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کی اپنے مسلمانوں بھائی سے ملاقات ہو تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے، اگر اس کے بعد کوئی درخت یا کوئی دیوار یا کوئی پتھر ان دونوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اس کے بعد پھر سامنا ہو تو پھر سلام کرے۔ (سُنَن ابی داؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لیے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔ (سُنَن ابی داؤد)

marfat.com
Marfat.com

خوش کلامی اور نرم خُوئی

جس ذاتِ اقدس کو خود اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے رحمۃ للعلمین (الانبیاء) صاحبِ خُلقِ عظیم (القلم) رؤف و رحیم (التوبہ) اور پیکرِ لینت (ال عمران) کے القاب سے پکارا ہو اس کی خوش کلامی اور نرم خوئی میں کیا کلام ہو سکتا ہے تاہم اس سلسلے میں کلامِ الٰہی کے اجمال کی تفصیل حضور ﷺ کی حیاتِ اطہر پر نظر ڈالنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے کیونکہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ قرآنی حیاتِ مبارکہ تھی اور آپ کا خُلق قرآنی خُلق تھا جیسا کہ اُمّت کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے۔ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ۔ حضور ﷺ کے خُلقِ عظیم کے مختلف پہلوؤں کی جھلکیاں اس کتاب کے دوسرے ابواب میں بھی پیش کی گئی ہیں اور اس باب میں بھی آپ ﷺ کے خُلقِ عظیم (بشمول خوش کلامی و نرم خوئی) کی چند جھلکیاں اُن نُفُوسِ قُدسی کی زبانی پیش کی جا رہی ہیں جو سالہا سال تک آنحضور ﷺ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے رہے اور جو آسمانِ صداقت کے وہ روشن ستارے ہیں جن کے واسطے سے کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول ﷺ ہم تک پہنچی ہے۔

(۱)

شہیدِ کربلا سیّدنا حضرت حسین ؓ نے ایک دفعہ اپنے پدرِ بزرگوار حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ سے اپنے نانا رسولِ اکرم ﷺ کے اخلاق و عادات کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کُشادہ رُو رہتے تھے۔ آپ ﷺ نرم مزاج اور مہربان طبع تھے۔ سخت خُو اور درشت گو نہ تھے۔ نہ چیخ کر بولتے تھے اور نہ کوئی نامناسب بات آپ کی زبان پر

marfat.com

Marfat.com

آتی تھی، نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح کرتے، کوئی ایسی بات جو آپ ﷺ کو ناپسند ہوتی تو اس سے اغماض فرماتے تھے، کوئی آپ سے اس کی امید رکھتا تو نہ اس کو مایوس فرماتے اور نہ منظوری ظاہر فرماتے بلکہ خاموش ہو جاتے تھے، مزاج شناس اصحاب آپؐ کے تیور سے آپ کا مقصد سمجھ جاتے تھے۔

اپنے نفس سے تین چیزیں آپ نے بالکل دُور کر دی تھیں۔ (یعنی ان سے اپنے آپ کو قطعی طور پر بچا رکھا تھا) ریا (ظاہرداری) کثرتِ کلام اور بے سود (یعنی ضرورت سے زیادہ) بات اور دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز فرماتے تھے، کسی کی مذمت نہ فرماتے، کسی کا عیب تلاش نہ فرماتے اور نہ کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ لگاتے۔ کوئی دفعۃً آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا، آپ کا والہ و شیدا ہو جاتا۔

(شمائل ترمذی، سیرۃ النبی ﷺ)

(۲)

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے (پہلے شوہر سے) فرزند اور رسولِ اکرم ﷺ کے ربیب حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نرم مزاج تھے۔ نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ کسی کی اہانت فرماتے تھے۔ بلاضرورت کلام نہ فرماتے تھے۔ گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی۔ ارشادات جامع ہوتے، (مختصر مگر پُرمغز) انسان تو انسان کسی چیز کو بُرا نہیں کہتے تھے۔ کھانا جس قسم کا سامنے آ جاتا، تناول فرما لیتے اس میں مین میخ ہرگز نہ نکالتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہار شکر فرماتے تھے۔ ذاتی معاملات میں آپ نے کبھی غصہ نہیں کیا البتہ اگر کوئی امرِ حق کی مخالفت کرتا تو آپ کو غصہ آ جاتا اور جب تک حق کو غالب نہ کر لیتے، مطمئن نہ ہوتے۔

(شمائل ترمذی، نشر الطیب)

(۳)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیز تیز بات نہ کرتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ اگر کوئی گننے والا آپ کی زبان مبارک

marfat.com
Marfat.com

سے نکلے ہوئے جملوں اور الفاظ کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔ ایک ایک بات کی آپ تین مرتبہ تکرار فرماتے تاکہ اسے سمجھ لیا جائے۔ آپ ﷺ کی گفتگو کا ایک ایک جملہ اس طرح الگ الگ صاف اور واضح ہوتا کہ سننے والے کے دل و دماغ پر نقش ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کا بدلہ نہیں لیتے تھے بلکہ درگزر اور عفو سے کام لیتے تھے۔ کسی کی جائز درخواست کبھی رَدّ نہیں فرمائی۔

(صحیحین، ابوداؤد، شمائل ترمذی، سیرۃ النبی ﷺ)

(۴)

حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ ہر ایسے شخص (سچے مسلمان) پر حرام ہے جو تیز مزاج نہ ہو، نرم ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا (ملنسار) ہو اور نرم خو ہو۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(۵)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے (کاشانۂ نبوی کے اندر آنے کی) اجازت چاہی۔ آپ نے ہم لوگوں (اہل خانہ) سے فرمایا کہ یہ شخص (اپنی تند مزاجی اور تلخ کلامی کی وجہ سے) اپنے قبیلے کا ناپسندیدہ آدمی ہے (یعنی لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے)

پھر آپ نے فرمایا، اس کو اندر آنے دو۔ جب وہ اندر آ گیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے تو اس شخص سے بڑی نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی حالانکہ اس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اپنے قبیلے کا ناپسندیدہ آدمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا آدمی وہ ہو گا جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

marfat.com

Marfat.com

(۶)

رسولِ اکرم ﷺ عامۃ المسلمین کے علاوہ دشمنوں کے ساتھ بھی خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور ان کے درشت یا گستاخانہ رویے کے باوجود ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو فرماتے تھے۔ ایک دفعہ چند بدطینت یہودی کاشانۂ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے مخاطب ہو کر ازراہِ خباثت ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کے بجائے اَلسَّامُ علیکم کہا (اس کا مطلب ہے تم کو موت آئے۔) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قریب ہی موجود تھیں۔ ان کو یہودیوں کی اس شرارت پر سخت غصہ آیا اور رانہوں نے ان کے جواب میں فرمایا: ''علیکم السَّامُ وَاللَّعنۃ'' یعنی تم ہی کو موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت بھی ہو۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے عائشہ! (رکو) اللہ نرمی کرنے والا ہے اور تمام امور میں نرمی پسند کرتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا؟

فرمایا: میں نے (ان کے جواب میں) علیکم (تم پر بھی) کہہ دیا تھا۔ (بس اتنا ہی جواب کافی تھا)

(صحیح بخاری)

(۷)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک خاتون کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ (جزع فزع کر رہی تھی) آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: بی بی! اللہ سے ڈر اور صبر کر' اس نے کہا کہ یہاں سے ہٹ جا' تجھے میرے جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس خاتون نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ کسی نے اسے بتایا کہ یہ رسول اللہ تھے۔ یہ سن کر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں (عفو تقصیر کے لیے) حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ (میری گستاخی معاف فرمائیے۔) آپ ﷺ نے (بڑی نرمی سے) فرمایا: (میرے کہنے کا مقصد تمہیں یہ بتانا تھا) کہ صبر (باعثِ اجر) وہی ہوتا ہے جو وقت پر کیا جائے۔ (یعنی جب صدمہ تازہ ہو۔)

(صحیح بخاری)

marfat.com
Marfat.com

(۸)

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی شخص نے نماز میں چھینک ماری۔ میں نے اس کے جواب میں کہا: یَرْحَمُکَ اللہ (یعنی اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔) دوسرے نمازی مجھے گھورنے لگے۔ میں نے ان سے مخاطب ہوکر کہا' لوگو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ مجھے گھورتے ہو؟ نمازیوں نے اپنے ہاتھ رانوں پر مارے۔ میں سمجھا' مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں۔ میں خاموش ہوگیا پھر جب رسول اللہ (ﷺ) نماز پڑھا چکے' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے آپ جیسے عمدگی سے تعلیم دینے والے کبھی کوئی اور معلم نہیں دیکھے' اللہ کی قسم نہ تو آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا' نہ مارا نہ برا بھلا کہا بس صرف اتنا فرمایا کہ دیکھو نماز میں کسی قسم کی بات چیت نہیں کرنی چاہیے۔ اس میں تو اللہ کی تسبیح' تکبیر اور قرآن پڑھنا چاہیے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حال ہی میں مسلمان ہوا ہوں' جاہلیت کے دور سے نیا نیا نکلا ہوں (اس لیے مجھ سے یہ لغزش ہوئی) یارسول اللہ! ہماری قوم کے لوگ کاہنوں (نجومیوں) کے پاس قسمت کا حال پوچھنے جاتے ہیں (اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرنا پھر میں نے عرض کیا' ہم لوگ شگون و بدشگونی لیا کرتے تھے۔ (آپ کا کیا حکم ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ محض ان کے دماغ کا وہم ہے تم ایسا نہ کرنا۔ (صحیح مسلم)

marfat.com
Marfat.com

حُسنِ معاملہ

رسولِ اکرم ﷺ جس طرح دوسرے تمام اوصافِ حَسَنہ کے پیکرِ جمیل تھے اُسی طرح لین دین کے معاملات میں بھی اتنے کھرے سچے اور کشادہ دل تھے کہ ہر کہ دمہ کو خواہ وہ مسلم ہوتا یا غیر مسلم آپ ﷺ کے حُسنِ معاملہ کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔ حضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کے بے شمار واقعات اس کے شاہدِ عادل ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۱)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ نے کسی شخص سے ایک اونٹ بطور قرض لیا۔ اس شخص نے (جو ایک اکھڑ دیہاتی تھا) حضور ﷺ سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور گستاخانہ لب و لہجے میں سخت کلامی کی۔ اس پر صحابہ ؓ نے جو اس وقت وہاں موجود تھے اس شخص پر سختی کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو ڈانٹنے لگے۔

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا' اس کو چھوڑ دو' کچھ نہ کہو کیونکہ صاحب حق کو اپنا حق مانگنے کا حق ہے' تم اس کا قرض ادا کرنے کے لیے ایک اونٹ خرید لاؤ اور اس کو دے دو۔ صحابۂ کرام ؓ گئے اور پھر واپس آ کر عرض کیا' یا رسول اللہ! (اس شخص کا اونٹ جس حیثیت کا تھا ویسا اونٹ نہیں مل رہا) صرف ایسا اونٹ ملتا ہے جو اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اور اس سے بہتر بھی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا' وہی خرید لاؤ اور اس کو دے دو کیونکہ وہ آدمی اچھا ہے جو بہتر اور برتر ادا کرے۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث ج۔ ۷)

marfat.com

Marfat.com

(۲)

حضرت جابر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میرا رسول اللہ ﷺ پر کچھ قرض تھا۔ آپ ﷺ نے جب یہ قرض واپس کیا تو اصل رقم کے علاوہ کچھ رقم بطورِ احسان زیادہ عطا فرمائی۔
(سُنَنِ ابی داود)

نوٹ: چونکہ یہ زائد رقم کسی شرط یا معاہدہ کی بنیاد پر نہیں دی گئی اس لیے اس پر سُود کا اطلاق نہیں ہوتا۔

(۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید ہونے والے مردِ مومن کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں سوائے قرض واپس نہ کرنے کے گناہ کے۔ (صحیح مسلم)

(۴)

ایک دفعہ حضور ﷺ نے کسی سے ایک پیالہ عاریتاً لیا لیکن اتفاق سے وہ کہیں کھو گیا آپ ﷺ نے اس کا تاوان ادا فرمایا۔ (ترمذی)

(۵)

ایک دفعہ ایک بدّو اونٹ کا گوشت بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک وَسق چھوہاروں پر اس سے اونٹ کا گوشت خرید لیا۔ آپ کا خیال تھا کہ گھر میں اتنی مقدار میں چھوہارے موجود ہیں مگر گھر جا کر معلوم ہوا کہ چھوہارے موجود نہیں تھے۔ باہر تشریف لا کر بدو کو بتایا کہ گھر میں چھوہارے نہیں ملے۔ اس نے شور مچا دیا کہ ہائے بددیانتی۔ لوگوں نے اس کو ڈانٹا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر بددیانتی کا الزام لگا رہے ہو؟ حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اسے کچھ نہ کہو جو کہتا ہے کہنے دو یہ اس کا حق ہے۔ پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ تم پہلے کہہ رہے تھے وہی کہو۔ اس نے پھر ہائے بددیانتی کے الفاظ دہرائے اور لوگوں نے پھر منع کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے کہنے دو، یہ کہنے کا حق رکھتا ہے اور یہ جملہ بار بار دہراتے رہے۔ اس کے بعد

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ نے بدّو کو ایک انصاریہ کے ہاں یہ کہہ کر بھیج دیا کہ ایک وَسق چھوہارے (میری طرف سے) اس سے لے لے۔ وہ چھوہارے وصول کر کے واپس آیا تو حضور ﷺ صحابہ ؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ وہ حضور ﷺ کے حلم و تحمل اور حُسنِ معاملہ سے بہت متاثر تھا۔ آتے ہی بے ساختہ بولا۔

''محمدؐ! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے قیمت پوری پوری دی اور اچھی دی۔''

(شمائلِ کبریٰ بحوالہ مُسندِ احمد)

نوٹ: وَسق تقریباً ساڑھے تین من (۱۳۰ کلو ۵۰ گرام) کے برابر ہوتا تھا۔

(۶)

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار درہم قرض لیا، پھر آپ ﷺ کے پاس سرمایہ آ گیا تو آپ ﷺ نے وہ قرض واپس عطا فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اہل و عیال اور مال میں برکت دے، قرض کا بدلہ یہ ہے کہ ادا کیا جائے اور قرض خواہ کی تعریف اور شکریہ ادا کیا جائے

(معارف الحدیث ج۔ ۷ بحوالہ سنن نسائی)

(۷)

حضور ﷺ کے قبلِ بعثت سائب نامی ایک صاحب سے کاروباری تعلقات تھے۔ سائبؓ قبولِ اسلام کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بعض صحابہؓ نے تعریفی الفاظ میں حضور ﷺ سے ان کا تعارف کرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ سائب کو جانتا ہوں۔ سائبؓ نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ﷺ میرے شریکِ کاروبار (ساجھی) تھے لیکن معاملہ ہمیشہ صاف رکھا۔ (سیرۃ النبی ﷺ بحوالہ ابوداؤد)

(۸)

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ کوئی جنازہ لایا جاتا تو پہلے دریافت فرماتے کہ میّت پر کچھ قرض تو نہیں ہے۔ اگر معلوم ہوتا کہ مرنے والا مقروض تھا تو صحابہ ؓ سے فرماتے کہ تم جنازہ کی نماز

marfat.com

Marfat.com

پڑھادو۔ خود شریک نہ ہوتے البتہ کوئی شخص میت کا قرض ادا کر دیتا تو آپ ﷺ جنازہ کی نماز پڑھادیتے۔

(صحیح بخاری)

(۹)

غزوۂ حُنَین کے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ کو مجاہدین کے لیے زرہوں کی شدید ضرورت پیش آگئی۔ اُس وقت فتحِ مکّہ کے بعد آپ ﷺ مکّہ میں مقیم تھے حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ بنوں کے سردار صفوان بن امیہ کے پاس کثیر تعداد میں زِرہیں موجود ہیں۔ اگرچہ دوسرے اہلِ مکّہ کی طرح صفوان کو بھی حضور ﷺ نے معاف فرمادیا تھا لیکن انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا تاہم حضور ﷺ نے لڑائی میں استعمال کے لیے ان سے چند زِرہیں طلب کیں۔ انہوں نے کہا' کیا آپ میری زرہیں غصب کے طور پر لینا چاہتے ہیں؟ (یعنی چونکہ آپ ﷺ فاتح اور طاقتور ہیں اس لیے زِرہوں پر زبردستی قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں بلکہ عاریتاً (قرضے کے طور پر) لینا چاہتا ہوں ان کی واپسی میرے ذِمّہ ہوگی۔ چنانچہ صفوان ؓ نے چالیس زرہیں حضور ﷺ کو دے دیں۔ غزوۂ حنین سے واپسی کے بعد اسلحہ اور دوسرے سامان کا جائزہ لیا گیا تو چند زرہیں کم نکلیں۔ حضور ﷺ نے صفوان سے کہا کہ تمہاری چند زرہیں کم ہیں' ان کا تاوان (معاوضہ) لے لو۔ صفوان نے عرض کیا' نہیں' یارسول اللہ ﷺ! اب میرے دل کی حالت بدل گئی ہے' پہلے جیسی نہیں رہی (اس وقت حضرت صفوان ؓ نے اسلام قبول کرلیا تھا) (ابوداؤد)

(۱۰)

حُسنِ معاملہ کے ضمن میں رحمتِ عالم ﷺ نے چار اصول مقرر فرمادیے تھے۔

۱۔ عاریتاً لی جانے والی چیز لازماً اصل مالک کو واپس کرنی ہوگی۔

۲۔ جو شے (اونٹ گائے بکری وغیرہ) عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کے لیے (یعنی سواری کے لیے یا اس کا دودھ پینے کے لیے) لی گئی ہو وہ بھی فائدہ اٹھا کر مالک کو واپس کرنی

marfat.com

Marfat.com

ہوگی۔ عرب میں اس شے کو منحہ کہتے تھے۔

۳- قرض وعدہ کے مطابق لازماً واپس کرنا ہوگا (ہاں اگر قرض دینے والا کچھ مہلت دے دے یا قرض معاف کر دے تو وہ الگ بات ہے)

۴- جو شخص قرض لینے والے کا ضامن اور کفیل بن جائے تو مدیون (مقروض) کے قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں ضامن یا کفیل کو قرض ادا کرنا پڑے گا۔

حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ جو چیز عاریتاً کسی سے لی جائے' وہ لازماً اس کو واپس کرنی ہوگی۔ منحہ بھی مالک کو فائدہ اٹھانے کے بعد لازماً مالک کو لوٹائی جائے گی۔ قرض وعدہ کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے اگر قرض دار ادا نہ کرے تو ضامن یا کفیل کو ادا کرنا ہوگا۔

(سُنَنِ ابی داؤد' جامع ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

صلۂ رحمی

(اہلِ قرابت سے حُسنِ سُلوک)

اسلام میں والدین کے علاوہ دوسرے اہلِ قرابت یعنی رشتہ داروں کے ساتھ بھی حُسنِ سُلُوک کی بے حد تاکید کی گئی ہے۔ نہ صرف قرآنِ حکیم میں بلکہ متعدد احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی صلۂ رحمی یا قرابت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک اور ان کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ والدین کی اطاعت کے موضوع پر اس کتاب میں الگ گفتگو کی گئی ہے۔ یہاں صلۂ رحمی یا قرابت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کے ضمن میں رحمتِ عَالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات اور نمونۂ عمل کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)

حضرت ابو اُسَید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ بنوسلمہ کے ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! کیا ماں باپ سے حُسنِ سُلوک کا فرض ادا کرنے کے بعد کچھ اور باقی رہ گیا ہے جو میں ان کی وفات کے بعد ان کے لیے کرسکوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ ان کے لیے دعا کرنا' ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرنا' ان کے رشتہ داروں سے نیک سلوک (یعنی صلۂ رحمی) کرنا (کہ تمہاری رشتہ داری انہی کی وجہ سے ہے۔) اور ان (والدین) کے دوستوں کا اِکرام کرنا۔

(ابوداؤد' کتاب الادب)

marfat.com
Marfat.com

(۲)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن حضرت جمانہؓ بنتِ ابی طالب کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے خیبر کی پیداوار سے ان کے لیے تیس وَسق کھجور مستقلاً مقرر فرمادی (ہر فصل پر)

(ایک وَسق تقریباً ساڑھے تین من کے برابر ہوتا تھا۔)

۸ھ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو حضور ﷺ کی دوسری چچازاد بہن حضرت اُمِ ہانی بنتِ ابی طالب نے قریش کے ایک یا دو مشرکوں کو اپنے ہاں پناہ دی پھر انہوں نے حضور ﷺ سے بھی ان کے لیے پناہ کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس کو تم نے پناہ دی اس کو میں نے بھی پناہ دی۔ حضور ﷺ کی اس شانِ رحیمی کا پناہ لینے والوں پر ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئے۔

(الشاہد)

(۳)

ایک دن رسولِ اکرم ﷺ کے چچا حضرتِ عباس بن عبدالمُطّلِب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس غصہ میں بھرے ہوئے آئے۔ رسول اکرم ﷺ کو ان کا چہرہ دیکھ کر معلوم ہو گیا کہ وہ غُصّے میں ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا' چچا جان کیا بات ہے' آپ رنجیدہ کیوں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں نے محسوس کیا ہے کہ قریش کے لوگ آپس میں ملتے ہیں تو بہت خوش خوش ملتے ہیں لیکن جب وہ ہم سے ملنے آتے ہیں تو ان کی وہ خوش دلی باقی نہیں رہتی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی یہ شکایت سن کر حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس بھی غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: واللہ کسی آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ آپ سے اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے محبت نہ کرے۔ پھر فرمایا: لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس لیے کہ چچا باپ جیسا ہوتا ہے۔

(ترمذی باب المناقب)

marfat.com

Marfat.com

(۴)

حضرتِ نوفل بن حارث (بن عبدالمطّلب) رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ انہوں نے غزوۂ بدر تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ غزوۂ بدر میں کفار کے لشکر میں شامل تھے۔ کفار کو شکست ہوئی تو نوفل جنگی قیدی بنا لیے گئے۔ ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فدیہ دے کر انہیں آزاد کرایا۔ (بروایتِ دیگر انہوں نے ایک ہزار تیر فدیہ میں دے کر رہائی حاصل کی۔ یہ تیر انہوں نے جدہ میں کہیں چھپا رکھے تھے۔) آزاد ہونے کے انہوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر یا اس سے کچھ پہلے اسلام قبول کر لیا اور اخلاص کے ساتھ آخری دم تک اس پر قائم رہے۔ ان کی معاشی حالت کمزور تھی اس لیے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً ان کی مدد کرتے رہتے تھے ان کی شادی کا اہتمام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ ایک دفعہ ان کے افلاس کی یہ کیفیت ہوئی کہ گھر میں خورونوش کی کوئی چیز نہ رہی۔ اتفاق سے اس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ان کی مدد کے لیے کچھ نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابورافع اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما کی وساطت سے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھوائی اور اس کے عوض تیس صاع جَو لے کر حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کو دیے۔

(اُسدُ الغابہ ج ۹ - مستدرکِ حاکم)

(۵)

ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سال پہلے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مکّہ اور اس کے نواحی علاقوں میں سخت قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے قریش سخت تنگ حالی میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق چچا جناب ابوطالب کثیر العیال بزرگ تھے۔ اس قحط نے ان پر بہت برا اثر ڈالا اور دوسرے لوگوں کی طرح بڑی مصیبت سے دوچار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفیق چچا اور ان کے اہلِ خاندان کے حالات دیکھے تو وہ اپنے دوسرے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جو قریش کے خوشحال لوگوں میں سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چچا جان' آپ کے بھائی ابوطالب پر بھاری کنبے کا بوجھ ہے اور آپ

marfat.com
Marfat.com

جانتے ہیں کہ آج کل اُن کو کن مصائب کا سامنا ہے۔ ہمیں ان کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔ حضرت عباس ﷛ نے حضور ﷺ کی تجویز سے اتفاق کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم جناب ابوطالب کے بچوں میں سے کچھ کی کفالت اپنے ذِمّہ لے لیں۔

حضرت عباس ﷛ نے کہا کہ یہ بالکل مناسب تجویز ہے چنانچہ حضور ﷺ حضرت عباس ﷛ کے ساتھ جناب ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ قحط کی سختیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کا ہاتھ بٹائیں۔ اس مقصد کے لیے ہم آپ کے بچوں میں سے کچھ کی کفالت اپنے ذِمّہ لینا چاہتے ہیں۔ جناب ابوطالب نے کہا کہ عقیل کو تم لوگ میرے پاس چھوڑ دو اور میرے دوسرے فرزندوں کے بارے میں تمہیں اختیار ہے جو مناسب سمجھو کرو۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی ﷛ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور حضرت عباس ﷛ حضرت جعفر ﷛ کے کفیل بن گئے۔ حضرت علی ﷛ اس وقت کم سِن تھے۔ (ایک روایت کے مطابق اس وقت ان کی عمر چار پانچ سال کی تھی۔) حضور ﷺ اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ حقیقی اولاد کی طرح ان کی پرورش اور تربیت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئے اسی طرح حضرت عباس ﷛، حضرت جعفر ﷛ کی کفالت کرتے رہے یہاں تک کہ کفالت کی ضرورت نہ رہی۔

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۱۳)

marfat.com
Marfat.com

اولاد سے محبت

اولاد سے محبت کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے لیکن بعض لوگ اولاد کی محبت میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ اولاد کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں اور اس پر سختی کرنا ہی اپنا مستقل شعار بنا لیتے ہیں۔ یہ دونوں طریقے ہی صحیح نہیں۔ اولاد سے محبت میں اعتدال اور توازن ہونا چاہیے۔ رسولِ اکرم ﷺ کو اولاد سے بہت حد تک محبت تھی لیکن یہ محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ تھی۔ اولاد سے محبت کے معاملے میں یہ ارشاد ربانی آپ ﷺ کے پیش نظر رہتا تھا۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج

(المنٰفقون:۹)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

آنحضور ﷺ لوگوں کو بھی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر اس کی قدر کرو، اس سے رحم و کرم کا برتاؤ کرو، اپنی استطاعت کے مطابق اس کی جائز ضروریات پوری کرو۔ اس کے لیے اچھی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرو۔ (بالخصوص اخلاقی و دینی تعلیم و تربیت کا) جامع ترمذی میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حُسنِ ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔ ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

marfat.com
Marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کا اکرام کرو اور (اچھی تعلیم و تربیت کے ذریعے) ان کو حُسنِ ادب سے آراستہ کرو۔

(معارف الحدیث ج: ۷ بحوالہ ابن ماجہ)

آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے یہ بھی پوچھے گا کہ انہوں نے اپنے مخصوص اہلِ خاندان (بیوی اور اولاد) کو دین سکھانے اور دیندار بنانے کے لیے کیا کیا۔

(مُسندِ احمد عن ابنِ عمرؓ)

اب اولاد سے حضور ﷺ کی محبت اور شفقت کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

خادمِ رسول اللہ ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مسلسل دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اپنے خاندان سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر آپ ﷺ کرتے تھے۔

(سیرۃ النبیؐ بحوالہ صحیح مسلم)

(۲)

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسولِ اکرم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام عوالی میں پرورش پاتے تھے جو خاص مدینہ شہر سے تین چار میل کی مسافت پر ہے۔ (آج کل تو یہ جگہ مدینہ مُنوّرہ کی حدود میں آ گئی ہے۔ عہدِ رسالت میں یہ مدینہ کا ایک نواحی محلّہ یا گاؤں تھا۔) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انّا (دودھ پلانے والی) ایک انصاریہ خاتون اُمِّ سیف رضی اللہ عنہا ان کی سکونت عوالی میں تھی۔ آنحضور ﷺ وقتاً فوقتاً اپنے ننھے فرزند ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے پیادہ پا مدینہ مُنوّرہ سے حضرت اُمِّ سیف رضی اللہ عنہا کے گھر عوالی تشریف لے جاتے تھے۔ ان کے شوہر لوہار تھے اس لیے ان کا گھر دھوئیں سے بھرا رہتا تھا لیکن حضور ﷺ نظافتِ طبع کے باوجود (ننھے ابراہیمؑ کی خاطر) یہ دھواں برداشت فرماتے تھے۔ گھر میں داخل ہو کر حضور ﷺ ننھے ابراہیم علیہ السلام کو انّا کے ہاتھ سے لیتے اور ان کا منہ چومتے، پھر مدینہ کو مراجعت فرماتے۔

(سیرۃ النبیؐ ج ۲، تذکارِ صحابیات)

marfat.com

Marfat.com

(۳)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ﷺ (جوشِ محبت سے) کھڑے ہوکر ان کی طرف بڑھتے ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیتے اور (پیار سے) اس کو چومتے (بروایتِ دیگر ان کی پیشانی کو چومتے) اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے۔ جب آپ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں۔ آپ ﷺ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیتیں، اس کو چومتیں اور اپنی جگہ پر آپ ﷺ کو بٹھاتیں۔

(معارف الحدیث ج ۶ بحوالہ سنن ابی داؤد)

(۴)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

(مدارج النبوۃ)

(۵)

حضرت مسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا، اس نے مجھ کو غضبناک کیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اضطراب میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہ کو مضطرب کرتی ہے اور تکلیف میں ڈالتی ہے وہ چیز جو فاطمہ کو تکلیف دیتی ہے۔

(مشکوٰۃ جلد دوم)

(۶)

آنحضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی جب عرصہ تک حضور ﷺ کو ان کی خیریت کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی تو آپ ﷺ بہت فکر مند ہوئے۔ اتفاق سے ایک عورت حبشہ سے آئی

marfat.com
Marfat.com

اس کی زبانی معلوم ہوا کہ دونوں میاں بیوی خیریت سے ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ کو اطمینان ہوا۔

(۷)

رسولِ اکرم ﷺ کو اپنی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی بیٹی حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاص ؓ سے اس قدر محبت تھی کہ جب وہ ننھی بچی تھیں تو آپ ان کو بعض اوقات نماز ادا کرتے ہوئے بھی اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوقتادہ ؓ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجدِ نبوی میں حاضر تھے کہ رسول اللہ ﷺ (ننھی) اُمامہ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی۔ جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے پھر کھڑے ہوتے تو کندھے پر چڑھا لیتے اسی طرح پوری نماز ادا کی۔

شارحینِ حدیث نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس وقت نماز میں اس قسم کے طرزِ عمل کی ممانعت نہیں آئی ہوگی۔ (صحیح بخاری، اُسد الغابہ، طبقات ابنِ سعد، سیرت النبی ﷺ)

(۸)

آنحضور ﷺ کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بے انتہا محبت تھی۔ فرماتے تھے کہ یہ میرے گلدستے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو فرماتے۔ میرے بچوں کو لاؤ، وہ صاحبزادوں کو لاتیں آپ اُن کو سونگھتے اور سینے سے لپٹاتے۔ (سیرۃ النبیؐ جلد دوم)

(۹)

حضرت ابوبکر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف اور فرماتے جاتے "یہ میرا بیٹا سید (سردار) ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے فریقوں کا اختلاف دور کرا دے۔ (یعنی ان کے درمیان صلح کرا دے۔) (مشکوٰۃ شریف جلد دوم بحوالہ بخاری)

marfat.com
Marfat.com

(۱۰)

حضرت براء ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے کاندھے پر تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم بحوالہ بخاری و مسلم)

(۱۱)

حضرت یعلیٰ العامری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں حضور ﷺ کو حضرت حسین ﷺ نظر آئے جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلا کر ان کو پکڑنا چاہا لیکن وہ ادھر ادھر چھپ جاتے تھے۔ بالآخر آپ ﷺ نے انہیں پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ ان کے سر پر (بروایتِ دیگر ان کی گردن پر) اور دوسرا ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر سینے سے لپٹا لیا' دہنِ مبارک حضرت حسین ﷺ کے منہ پر رکھا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا: حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں جو حسین سے محبت کرے' اللہ اس سے محبت کرے۔ (ادب المفرد بخاری' صحیح مسلم' سیرۃ النبی ﷺ)

(۱۲)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے۔ اتفاق سے حضرت حسن ﷺ اور حضرت حسین ﷺ آپ ﷺ کے دونوں کم سن نواسے سرخ کُرتوں میں ملبوس لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے۔ آپ ﷺ ان کو دیکھ کر منبر سے اتر آئے' فرطِ محبت سے پہلے دونوں کو گود میں اٹھا لیا پھر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے:

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۔

بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔

میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ چلتے چلتے گر پڑتے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے اپنی بات کو قطع کر دیا۔ (ترمذی باب المناقب الحسن ﷺ والحسین ﷺ)

marfat.com

Marfat.com

(۱۳)

خادمِ رسول اللہ ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (بعض اوقات) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ (کھیلتے کھیلتے) آ جاتے۔ حضور ﷺ جب سجدہ میں جاتے تو وہ دونوں آپ ﷺ کی پشت (مبارک) پر سوار ہو جاتے۔ آپ ﷺ سجدہ کو طویل کر دیتے (تا کہ وہ گر نہ پڑیں) آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے سجدے کو بہت طویل کر دیا۔ ارشاد ہوا' مجھ پر دونوں بچے سوار ہو گئے تھے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ سجدہ سے سر اٹھانے میں جلدی کروں۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ بحوالہ ابو یعلیٰ وہیثمی)

(۱۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میری دنیا کے دو پھول ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الادب)

(۱۵)

مولانا شاہ معین الدین ندوی مرحوم "سیر الصحابہ جلد ششم" میں رقم طراز ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو غیر معمولی محبت تھی' وہ بہت کم خوش قسمتوں کے حصہ میں آئی ہوگی۔ آپ نے بڑے ناز و نعم سے ان کی پرورش فرمائی۔ کبھی آغوشِ شفقت میں لیے ہوئے نکلتے' کبھی دوشِ مبارک پر سوار کیے ہوئے برآمد ہوتے۔ ان کی ادنیٰ ادنیٰ تکلیف پر بے قرار ہو جاتے۔ بغیر حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھے ہوئے رہا نہ جاتا تھا۔ ان کو دیکھنے کے لیے روزانہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بے حد مانوس ہو گئے تھے۔ کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ جاتے۔ کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے' کبھی ریش مبارک سے کھیلتے' غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے۔ جاں نثار نانا ﷺ نہایت پیار اور محبت سے ان طفلانہ شوخیوں کو برداشت کرتے اور کبھی تادیباً بھی نہ جھڑکتے بلکہ ہنس دیا کرتے تھے۔"

(ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ)

marfat.com
Marfat.com

لطفِ طبع یا شگفتہ مزاجی

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو جہاں وقار و متانت اور رعب و جلالت کا پیکرِ جلیل بنایا تھا، وہاں انکسار و تواضع، رحم و کرم، نرم خوئی اور شگفتہ مزاجی کے اوصافِ حمیدہ بھی آپ ﷺ کو بدرجہ کمال عطا فرمائے تھے۔ ان میں سے ہر وصف کے ذکر کے لیے ایک الگ باب مختص کیا گیا ہے۔ یہاں ہم حضور ﷺ کی شگفتہ مزاجی کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔ ان کو لطفِ طبع یا زندہ دلی بھی کہا جا سکتا ہے۔[1]

(۱)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے ایک سادہ مزاج صحابی سے پوچھا:

بتاؤ! تمہارے ماموں کی بہن کا تم سے کیا رشتہ ہے؟

انہوں نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگے۔

آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی، وہی تو تیرے ماموں کی بہن ہے۔ (رہبرِ کامل)

---

(۱) ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ!
آپ ہم لوگوں سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں حق بات کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتا۔
(یعنی مزاح میں بھی حق بات کہتا ہوں۔) (ادب المفرد بخاری، شمائل ترمذی)

marfat.com

Marfat.com

(۲)

رسولِ کریم ﷺ نے ایک دن ازراہِ مزاح اپنی زوجۂ مطہرہؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اے عائشہ! اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو اس میں تمہارا کیا حرج ہے؟ فائدہ ہی فائدہ ہے' میں تم کو اپنے ہاتھوں سے غسل دوں گا' کفناؤں گا' جنازہ کی نماز پڑھاؤں گا اور پھر اپنے ہاتھوں سے دفن کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے مذاق کو نہ سمجھ سکیں' قدرے ناراضی (یا ناز) کے لہجے میں کہا' جی ہاں' یہ سب کچھ تو آپ کریں گے مگر اسی دن میرے حجرے میں کسی دوسری حرم کے ساتھ آرام فرمائیں گے' یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں؟

حضور ﷺ ان کا جواب سن کر یک دم ہنسنے لگے۔

(اخلاقِ رسول ص ۷۰)

(۳)

حضرت ابو عمر نعیمان بن عمرو انصاری ؓ کا شمار اصحابِ بدر میں ہوتا ہے۔ ان کو بیعت لیلۃ العقبہ (۱۳ نبوت) میں بھی شریک ہونے کا شرف حاصل تھا۔ علامہ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ وہ بدر کے بعد عہدِ رسالت کے دوسرے غزوات میں بھی شریک رہے۔ ان کی طبیعت میں مزاح تھا اور حضور ﷺ ان کی باتیں سن کر محظوظ ہوتے تھے۔ بعض اربابِ سیر کا بیان ہے کہ جب کوئی نیا پھل مدینہ منورہ میں آتا تو حضرت نعیمان ؓ اسے دکاندار سے ادھار خرید لاتے اور رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے کہتے' یہ ہدیہ ہے پھر جب دکاندار قیمت کا مطالبہ کرتا تو وہ اسے حضور ﷺ کے پاس لے آتے اور عرض کرتے' یا رسول اللہ! فلاں دن جو پھل میں نے آپ کی نذر کیا تھا' اس کی (اتنی) قیمت اس دکاندار کو ادا کر دیجیے۔

marfat.com
Marfat.com

حضور ﷺ ہنس کر فرماتے: بھئی وہ تو ہدیہ تھا۔

نعیمان ؓ عرض کرتے' یارسول اللہ! نیا پھل دیکھ کر میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ سب سے پہلے یہ پھل حضورؐ کھائیں اس لیے میں ادھار لے آیا لیکن قیمت ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت نہیں۔

حضور ﷺ ہنس پڑتے اور قیمت ادا کر دیتے۔ اس طرح حضور ﷺ پر مالی بوجھ پڑتا تھا لیکن آپ ﷺ نے کبھی ناراضی کا اظہار نہ فرمایا اور اس بوجھ کو ہمیشہ خوش دلی سے برداشت کیا۔ (اُسدالغابہ' رہبر کامل)

(۴)

حضرت زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ عنہ مدینہ مُنوّرہ کے کسی نواحی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ اور ان کے درمیان دوستی کا رشتہ قائم ہو گیا تھا۔ حضرت زاہر ؓ جب کبھی مدینہ منورہ آتے دیہات کی کوئی نہ کوئی سوغات (سبزی وغیرہ) حضور ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کرتے۔ ان کا خلوص دیکھ کر حضور ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ (ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ بھی شہر میں ملنے والی بعض اشیاء ان کو بطور ہدیہ دیا کرتے تھے) ایک دن حضرت زاہر ؓ گاؤں کی چند چیزیں مدینہ منورہ لائے اور انہیں بازار میں فروخت کرنے لگے۔ اتفاقاً حضور ﷺ ادھر سے گزرے۔ آپ ﷺ نے حضرت زاہر ؓ کو دیکھا تو ان کے پیچھے جا کر ان کو اپنی گود میں دبا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے۔ حضرت زاہر ؓ نے کہا' کون ہے چھوڑو لیکن حضور ﷺ نے نہ چھوڑا اور فرمایا: کون ہے' جو اس غلام کو خریدتا ہے؟ حضرت زاہر ؓ نے آپ کی آواز پہچان لی تو فرطِ محبت سے اپنی پیٹھ اور بھی زور سے حضور ﷺ کے سینۂ مبارک سے چمٹا دی اور بولے' یارسول اللہ! کون مجھ جیسے کھوٹے مال کو خریدے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

نہیں ایسا نہیں اللہ کے نزدیک تم بہت قیمتی ہو۔

(اُسدالغابہ' سیرۃ النبیؐ ج ۲)

marfat.com

Marfat.com

(۵)

ایک دفعہ ایک صحابیہ آنحضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! میرا شوہر بیمار ہے دعا فرمائیں کہ وہ صحت یاب ہو جائے۔"

حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور ان (خاتون) سے فرمایا:

"تمہارا شوہر وہی ہے نا جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔"

وہ خاتون کچھ حیران سی ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں گھر جا کر دیکھتی ہوں' پھر وہ گھر پہنچیں اور اپنے شوہر کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر غور سے دیکھنے لگیں۔

شوہر نے پوچھا' کیا بات ہے؟

بولیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہارے خاوند کی آنکھ میں سفیدی ہے' وہی دیکھ رہی ہوں۔

شوہر ہنس پڑے اور کہنے لگے' کیا کوئی ایسا انسان بھی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو؟

اب وہ حضور ﷺ کے پاکیزہ مذاق کو سمجھیں' اس کا مقصد ان کے شوہر کو خوش کرنا اور ان کی پژمردگی دور کرنا تھا۔ (رہبرِ کامل)

(۶)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں گئی اس وقت میں نوجوان تھی اور میرا جسم بھاری (فربہ) نہیں ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

تم آگے چلو' لوگ آگے چلے گئے اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

آ! میں تجھ سے دوڑ میں مقابلہ کروں' دیکھیں کس کی جیت ہوتی ہے اور کس کی ہار۔

چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ دوڑی اور آپ ﷺ سے آگے نکل گئی۔ آپ ﷺ کچھ عرصہ خاموش رہے یہاں تک کہ میرا جسم بھاری ہو گیا (یعنی مجھ پر مٹاپا آ گیا)۔ اسی زمانے میں آپ ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ ایک جگہ آپ نے لوگوں

marfat.com

Marfat.com

(یعنی شریک سفر صحابہ ؓ) سے فرمایا: تم آگے چلو۔ لوگ آگے چلے گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: آؤ دوڑ میں مقابلہ کریں چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ دوڑی۔ (آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے اور یوں) آپ ﷺ نے مجھے ہرا دیا۔ اب آپ ہنس رہے تھے اور فرما رہے تھے' یہ اُس دن کا بدلہ ہے۔ (مُسندِ احمد)

(۷)

ایک دفعہ حضرت علی ؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کسی معاملے میں کچھ تلخ کلامی ہوگئی۔ حضرت علی ؓ قدرے آزردہ ہو کر مسجد میں جا کر سو گئے۔ اتفاق سے رسول اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور یہ قصہ سن کر مسجد میں گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ چادر حضرت علی ؓ کی پُشت سے اُتر گئی ہے اور پیٹھ میں مٹی لگ گئی ہے۔ حضور ﷺ اپنے دستِ مبارک سے ان کی پُشت پر لگی ہوئی مٹی کو صاف کرنے لگے اور ساتھ ہی ان سے (ازراہِ مذاق' دلار یا شفقت) فرمایا: اے ابوتُراب (اٹھ کر بیٹھ جاؤ'' ابوتُراب کا مطلب مٹی کا باپ بھی کیا جا سکتا ہے اور خاک آلود بھی۔ اس واقعہ کا لوگوں کو علم ہوا تو! ''ابوالحسن'' کے علاوہ ''ابوتُراب'' بھی حضرت علی ؓ کی کنیت مشہور ہوگئی۔ (صحیح بخاری' المرتضیٰ)

(۸)

ایک دفعہ ایک بوڑھی خاتون رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جَنّت میں داخل فرمائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جَنّت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی۔ یہ سن کر وہ خاتون رونے لگیں اور پھر روتے روتے واپس چلیں۔

حضور ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جَنّت میں جوان ہو کر جائیں گی۔ (یعنی جَنّت میں داخلے سے پہلے ان کا بڑھاپا جوانی اور دوشیزگی میں بدل جائے گا)

marfat.com

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ یہ بوڑھی خاتون رسولِ اکرم ﷺ کی پھوپھی اُمّ زبیر حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب تھیں۔ جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگیں اور رنجیدہ ہو کر واپس جانے لگیں۔ اس پر حضور ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا، میری پھوپھی جان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والی بڑھیا کو جوان بنا کر جنت میں داخل کرے گا جیسا کہ اس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ (الواقعہ: ۳۵، ۳۶)

اُن (دائیں بازو والوں یعنی جنتیوں) کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ (کنواری) بنا دیں گے۔

(شمائل ترمذی، سیرۃ النبیؐ ج ۲، اخلاقِ رسول)

(۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، مجھ کو کوئی سواری مرحمت فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ (یا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر بٹھاؤں گا)

انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی تو ہوتے ہیں۔

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی شریف)

ایک اور روایت میں جو حضرت محمد بن قیسؓ سے مروی ہے، بیان کیا گیا ہے کہ اونٹ مانگنے والی آنحضور ﷺ کی کھلائی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ (ہو سکتا ہے۔ یہ الگ واقعہ ہو) حضور ﷺ نے ان کے ساتھ بھی ایسا پاکیزہ مذاق کیا تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۲۴)

marfat.com

Marfat.com

(۱۰)

رسولِ اکرم ﷺ کو اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت تھی۔ ان کے والد بھی حضور ﷺ کے محبوب صحابی تھے اور والدہ اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی کھلائی (بمنزلہ ماں کے) تھیں۔ اس لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے رسولِ اکرم ﷺ کی محبوبیت کا شرف ورثہ میں ملا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک دن ننھے اُسامہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خانۂ اقدس میں بیٹھے تھے۔ قریب ہی اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور رسولِ اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔

حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر محبت بھری نگاہ ڈالی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر (از راہِ مزاح) فرمایا:

''عائشہ! اُسامہ اگر لڑکی ہوتا تو میں اس کو خوب زیور پہناتا اور بناؤ سنگار کرتا تاکہ اس کے حسن و جمال کا چرچا ہوتا اور ہر جگہ سے (اس کے رشتے کے) پیام آتے۔ (طبقات ابنِ سعد)

(۱۱)

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے دس سال کی عمر میں آنحضور ﷺ کا خادم بننے کی سعادت حاصل کی اور مسلسل دس برس تک حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ اپنی خدمت اور مستعدی کی بنا پر ان کو بھی درجۂ محبوبیت حاصل ہو گیا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ وقتاً فوقتاً (او دو کانوں والے) کہہ کر ان سے مذاق فرمایا کرتے تھے۔ (یَا ذَا الْاُذُنَیْن)
وہ بھی لسانِ رسالت سے یہ الفاظ سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ (صحیح مسلم)

(۱۲)

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عید کے دن انصار کی کچھ لڑکیاں میرے پاس بیٹھی دَف بجا کر گا رہی تھیں۔ ان میں سے کوئی لڑکی باقاعدہ

marfat.com

Marfat.com

مغنیہ نہیں تھی بس وہ خوش الحانی سے جنگِ بُعاث میں (بعض) انصار کے کارنامے بیان کر رہی تھیں۔ (یہ جنگ اوس اور خزرج کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہوئی تھی۔ غالباً یہ لڑکیاں اس جنگ میں شریک ان لوگوں کے کارنامے یا رجزیہ اشعار بیان کر رہی تھیں جو اب شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تھے) اتنے میں حضرت ابوبکر ؓ تشریف لائے اور فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں یہ شیطانی آواز؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ چادر اوڑھ کر استراحت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کی آواز سنی تو فرمایا: ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔ (یعنی ان کو گانے دیں)

ایک روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ آئے ہیں۔

''ابوبکر! ان بچیوں کو چھوڑ دو (گانے دو) یہ عید کا دن ہے۔

(بخاری کتاب العیدین، مسلم کتاب العیدین)

(۱۳)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن کچھ حبشی لوگ ڈھالوں اور بھالوں (چھوٹے نیزوں) کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے اس طرح کھڑا کیا کہ میرا رُخسار آپ ﷺ کے رُخسارِ مبارک سے چھو رہا تھا۔ جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا جی بھر گیا؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو جاؤ۔ (بخاری کتاب العیدین)

(۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک پروردہ انصاری لڑکی کی شادی نہایت سادگی سے کر دی۔ رسول اللہ ﷺ

marfat.com

Marfat.com

تشریف لائے تو فرمایا: دلہن کو تم نے روانہ کر دیا؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں
آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ کسی ایسی لڑکی کو بھیجتے جو یہ گاتی

اَتَيْنَا كُمْ اَتَيْنَا كُمْ فَحَيَّانَا فَحَيَّاكُمْ

(ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے اللہ ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں بھی)
تو کیا اچھا ہوتا

(مُسندِ احمد، ابنِ ماجہ)

marfat.com
Marfat.com

تعزیت

تعزیت کا مطلب ہے ماتم پُرسی' پُرسا' دنیا سے رخصت ہو جانے والے انسان کے پسماندگان (اولاد' والدین' بہن بھائی اور دوسرے اقربا) سے اظہارِ ہمدردی' ان کو صبر اور حوصلے کی تلقین کرنا۔ یہ اَخلاقِ حَسَنہ کی ایک باعثِ اجر شاخ ہے۔ کسی فوت ہو جانے والے مسلمان (خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بچہ ہو بوڑھا ہو یا جوان ہو) کی تجہیز و تکفین' جنازہ اور تدفین میں شریک ہونا بہت بڑا کارِ ثواب ہے اور اسلامی معاشرے میں اس کو بڑی اہمیّت حاصل ہے۔ اگرچہ غیر مسلم معاشروں میں بھی ماتم پُرسی کا عام دستور ہے لیکن اسلامی معاشرے میں اسے ایک ایسا فریضہ سمجھا جاتا ہے جس کے ادا کرنے کی ہادیِ اعظم ﷺ نے بے حد تاکید بھی فرمائی ہے اور بے انتہا اجر و ثواب بھی بتایا ہے۔ اس معاملے میں آپ ﷺ نے جو نمونۂ عمل اُمّت کے سامنے پیش کیا۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

رسولِ اکرم ﷺ مکہّ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو یہ عام دستور ہو گیا کہ دمِ نزع میّت کے اعزّہ و اقارب آپ ﷺ کو اطلاع دیتے۔ آپ ﷺ اُن کے پاس آ کر اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے۔

(سیرۃُ النّبیؐ ج ۲)

(۲)

آنحضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ ہر مسلمان

marfat.com
Marfat.com

کے جنازے میں شریک ہوتے اور خود ہی نمازِ جنازہ بھی پڑھاتے بشرطیکہ اس پر کوئی قرض نہ ہوتا۔ اگر فوت ہو جانے والے کے ورثاء یا کوئی اور صاحب ان کی طرف سے یہ قرض ادا کر دیتے تو نمازِ جنازہ پڑھا دیتے تھے۔ (مختلف کُتُبِ سیرت)

(۳)

اگر آنحضور ﷺ کسی وجہ سے کسی جنازے میں شریک نہ ہوتے تو پھر بھی کوئی جنازہ آپ کے سامنے سے گزرتا تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ جنازہ جاتا ہو تو اس کے ساتھ جاؤ یا کم از کم کھڑے ہو جاؤ اور جب تک وہ سامنے سے نکل نہ جائے کھڑے رہو۔ (سیرۃ النبیؐ ج ۲ بحوالہ بخاری کتاب الجنائز)

(۴)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو ربیع عبداللہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو بلند آواز سے پکارا مگر جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو حضور صلی اللہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا پھر (اس وقت حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ میں زندگی کی رمق باقی تھی اور حضور ﷺ جان گئے تھے کہ یہ ان کا آخری وقت ہے اس لیے) آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابو ربیع! ہم لوگ اب تمہارے بارے میں بے اختیار ہیں۔"

اس پر عورتوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عورتوں کو رونے سے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابو عبدالرحمٰن! (حضرت جابرؓ بن عتیک کی کنیت) جب تک یہ (عبداللہ) زندہ ہیں انہیں رونے دو۔ آخر حضرت عبداللہؓ بن ثابت وفات پا گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے کُرتے میں کفنایا۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ عورتوں کو

marfat.com

Marfat.com

اس وقت رونے دو مرنے کے بعد البتہ رونا نہیں چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن ثابت ﷺ کی صاحبزادی نے عرض کیا: مجھ کو ان کی شہادت کی امید تھی کیونکہ انہوں نے جہاد میں شریک ہونے کے لیے پوری تیاری کر لی تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ان کو نیّت کا ثواب مل چکا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو جہاد میں شریک ہونے کا ثواب عطا کر دیا ہے۔ حضور ﷺ کا یہ فرمانا تعزیت ہی کی ایک صورت تھی۔)

(اُسدُ الغابہ ج ۵ ترجمہ عبداللہؓ بن ثابت' ابوداؤد' کتاب الجنائز)

(۵)

رسولِ اکرم ﷺ کے ایک صحابی بیمار ہوئے۔ آپ ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے کئی دفعہ تشریف لے گئے لیکن (ان کا آخری وقت آ چکا تھا) اس بیماری سے فوت ہو گئے۔ تدفین رات کے وقت ہوئی تھی اس لیے لوگوں نے اس خیال سے حضور ﷺ کو اطلاع نہ دی کہ اندھیری رات میں جنازہ میں شریک ہونا آپ کے لیے تکلیف کا باعث ہوگا۔ خود ہی رات کو متوفی کو دفن کر دیا۔ صبح کو حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے گلہ کیا کہ مجھے کیوں خبر نہ کی پھر ان کی قبر پر جا کر نماز پڑھی۔ (یہ بھی تعزیت کی ایک صورت تھی۔)

(صحیح بخاری' کتاب الجنائز)

(۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری ؓ نے غزوۂ اُحُد (شوّال ۳ ہجری) میں مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک فرزند (حضرت جابرؓ) کے علاوہ نو لڑکیاں چھوڑیں جن میں چھ نہایت خردسال تھیں۔

غزوے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمروؓ شہید کے فرزند سخت غمگین اور پریشان ہیں۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا:

جابر! کیا بات ہے' اتنے غمگین اور پریشان کیوں ہو؟

marfat.com

Marfat.com

انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! والد قتل ہوئے اور بہت سے بچے پیچھے چھوڑ گئے انہی کے لیے فکر مند ہوں۔

حضور ﷺ نے ان سے ان کے شہید والد کی تعزیت اس طرح فرمائی۔

''ایک خوشخبری سنو' اللہ تعالیٰ کسی سے بے پردہ گفتگو نہیں کرتا لیکن تمہارے والد سے اس (ذات پاک) نے بالمشافہ گفتگو کی اور ان سے فرمایا: جو مانگو دیا جائے گا۔

انہوں نے عرض کیا: الٰہی! میری یہ تمنا ہے کہ ایک مرتبہ دنیا میں جا کر پھر شہادت پاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا (کہ یہ میرے قانونِ قدرت کے خلاف ہے) جو دنیا سے آتا ہے وہ واپس نہیں جا سکتا۔ اس پر تمہارے والد نے عرض کیا تو پھر میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا جائے اس وقت رسول اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ (آلِ عمران:۱۶۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ حقیقت میں زندہ ہیں' اپنے رُبّ کے پاس سے رزق پا رہے ہیں۔ (سیر انصار حصہ دوم بحوالہ جامع ترمذی)

(۷)

معرکہ مُوتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ شہید ہوئے تو آنحضور ﷺ کو اپنے ان جاں نثار چچازاد بھائی کی دائمی جدائی سے سخت صدمہ ہوا۔ آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور آبدیدہ ہو کر ان کے بچوں کو پیار کیا پھر ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو حضرت جعفر ؓ کی شہادت کی اطلاع دے کر گھر واپس تشریف لائے اور ازواجِ مطہرات ؓ سے فرمایا کہ آلِ جعفر کا خیال رکھنا آج وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں۔

حضور ﷺ کے محبوب صحابی اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ ؓ نے بھی مُوتہ کی لڑائی میں شہادت پائی تھی۔ آپ ﷺ تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے تو

marfat.com

Marfat.com

حضرت زید ﷛ کی ایک صاحبزادی شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ان کو دیکھ کر حضور ﷺ بھی اس قدر روئے کہ گلوگرفتہ ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ ﷛ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جذبہ محبت ہے۔ (مستدرکِ حاکم وطبقات ابنِ سعد)

(۸)

حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری ﷛ نے غزوۂ بدر میں شہادت پائی۔ وہ اپنی والدہ حضرت رُبیّع بنت نضر رضی اللہ عنہا کے نہایت اطاعت گزار فرزند تھے۔ وہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا شہید فرزند اب کس حال میں ہے' اگر جنّت میں ہے تو خیر ورنہ آپ دیکھیں گے کہ میرا کیا حال ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جَنّت کیا' حارثہ کو تو اللہ تعالیٰ نے جَنّتَ الفردوس عطا کی ہے۔ یہ سن کر غمزدہ والدہ خوش ہو گئیں اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا۔ واہ واہ اے حارثہ۔ (اُسدُ الغابہ)

(۹)

رسولِ اکرم ﷺ ایک دفعہ ایک نئی قبر کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ ﷟ نے عرض کیا: یہ اُمِّ مِحجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے جو مسجدِ نبوی کی صفائی میں بڑی دلچسپی لیتی تھی۔ (مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں) حضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے مجھے اس کی وفات کی خبر کیوں نہ کی؟ صحابہ ﷟ نے عرض کیا: آپ آرام فرما رہے تھے ہم نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کیا کرو کیونکہ میری دعا سے فوت ہونے والوں کی اندھیری قبر میں نور جگمگا اٹھتا ہے۔ اس کے بعد صحابہ ﷟ نے صف باندھی اور حضور ﷺ نے قبر پر نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ (اُسدُ الغابہ ج ۱۰ ذکر اُمِّ مِحجن)

marfat.com

Marfat.com

عیادت

(بیمار پُرسی)

بیماروں کی عیادت یا بیمار پُرسی خدمتِ خَلق کی ایک اہم شاخ ہے اور اس کا بے حد اجر و ثواب ہے۔ نیکی کے دوسرے کاموں کی طرح اسے بھی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ اس کی اہمیت' اس کے آداب اور اجر و ثواب کے بارے میں رحمتِ عَالَم ﷺ کے متعدد ارشادات کُتُبِ حدیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے کچھ ارشادات اس کتاب کے دوسرے حصے میں اسی عنوان کے تحت دیکھے جا سکتے ہیں۔ حضور ﷺ نے زبانی تلقین ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس ضمن میں خود بھی عمل کر کے اُمّت کو دکھایا۔ آپ ﷺ کی "عیادتِ مَرضیٰ" کی چند جھلکیاں لاحظہ ہوں:

(۱)

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دردِ شکم کی وجہ سے بیمار ہو گئے۔ رسولِ اکرم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! کیا تمہیں دردِ شکم کا عارضہ ہے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو نماز پڑھو' کیونکہ نماز میں شفا ہے۔ (سنن ابنِ ماجہ)

(۲)

حضرت اُمّ العلا انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں بیمار تھی۔ رسول اللہ ﷺ میری

marfat.com

Marfat.com

عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے یہ فرما کر میری دلجوئی (عیادت) کی۔

''اے ام العلا! تمہیں بشارت ہو کہ جب کوئی مسلمان بیمار پڑتا ہے تو اللہ اس کی خطائیں اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ سے سونے چاندی کا میل (کھوٹ) دور ہو جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

(۳)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ اپنے گھر والوں کی (بیماری میں ان کی) عیادت کرتے۔ اپنے دائیں دست مبارک سے (بیمار کے سر کو) سہلاتے (بروایت دیگر بیمار پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

ترجمہ: دور کر تکلیف اے پروردگار خلقت کے اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے، نہیں ہے شفا مگر تیری ہی طرف سے، ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔

(مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

(۴)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ احزاب میں سید الاوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ ان کے ہاتھ میں دشمن کا ایسا تیر لگا کہ زخم سے خون بند ہونے ہی میں نہیں آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرایا تا کہ قریب سے ان کی بیمار پرسی کرتے رہیں۔ (سنن ابی داؤد)

(۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ جَلَّ شَانُہٗ فرمائے گا:

''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔''

marfat.com

Marfat.com

• بندہ عرض کرے گا۔

''اے میرے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو سارے جہانوں کا رب ہے۔)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

''تجھے علم تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے' تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ (صحیح مسلم)

(۶)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ ان کا گھر کاشانہ نبویؐ سے کافی فاصلے پر تھا مگر رسولِ اکرم ﷺ پیادہ پا ان کی عیادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ (یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو گئے۔)

ایک مرتبہ حضرت جابر ؓ بیمار ہوئے تو آنحضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ساتھ لے کر پیادہ پا ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ بے ہوش پڑے تھے۔ حضور ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور بچے ہوئے پانی کو ان کے منہ پر چھڑکا۔ وہ ہوش میں آ گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اپنا ترکہ کس کو دوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ**...... (النساء آیت: ۱۱)

(سیرۃ النبیؐ ج ۲ بحوالہ صحیح بخاری)

(۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رئیس الخزرج حضرت سعد بن عبادہ انصاری ؓ بیمار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ دس سے زیادہ اصحاب کے ساتھ ان کی بیمار پرسی کے لیے (کسی سواری کے بغیر) پاپیادہ روانہ ہوئے۔ حضرت سعد ؓ کے گھر کے باہر پہنچے تو ان کے اہلِ خانہ ان کے پاس سے ہٹ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور ہم ان کے قریب گئے اور بیمار پرسی کی۔

(صحیح مسلم)

marfat.com

Marfat.com

(۸)

فاتحِ عراق عرب حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ حَجَّۃُ الوَدَاع (۱۰ ہجری) میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ وہ مکہ پہنچ کر بہت بیمار ہو گئے۔ ان کی علالت نے طول پکڑا تو حضور ﷺ ان کی عیادت کے لیے کئی بار تشریف لے گئے۔ ایک بار جب حضور ﷺ ان کے پاس تشریف فرما تھے' حضرت سعد ﷛ نے زندگی سے مایوسی کا اظہار کیا اور حضور ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مالدار آدمی ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے' میں چاہتا ہوں کہ اپنا دو تہائی مال راہِ حق میں صدقہ کر دوں اور ایک تہائی بیٹی کے لیے چھوڑ دوں۔ حضور ﷺ نے انہیں اتنا زیادہ صدقہ کرنے سے منع فرمایا اور کم از کم دو تہائی بیٹی کے لیے چھوڑنے کی تلقین فرمائی۔ پھر حضرت سعد ﷛ نے اس دکھ کا اظہار کیا کہ میں اس سرزمین (مکہ) میں مر رہا ہوں جسے میں اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ چکا ہوں۔ (یعنی جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں) حضور ﷺ نے ان کو دلاسا دیتے ہوئے فرمایا: اے سعد! تم اس وقت تک زندہ رہو گے جب تک تم سے ایک قوم کو نقصان اور ایک دوسری قوم کو نفع نہ پہنچ جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سعدؓ کی پیشانی پر رکھا' پھر اسے ان کے چہرے اور پیٹ پر پھیرا اور دعا فرمائی۔ (ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ) کہ اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو کامل کر (بعد میں حضرت سعد ﷛ کہا کرتے تھے کہ حضور ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک میں آج تک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور حضرت سعد ﷛ جلد صحت یاب ہو گئے۔
(صحیح مسلم' صحیح بخاری' سیر الصحابہؓ)

ایک اور روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد ﷛ کے علاج کے لیے اُس دَور کے نامور طبیب حارث بن کلدہ کو بلا بھیجا۔ اس نے ان کے لیے ایک حریرہ تجویز کیا جس سے ان کو بہت فائدہ ہوا۔ حضور ﷺ کی پیشگوئی حضرت سعد ﷛ کے حق میں یوں پوری ہوئی کہ انہوں نے عراقِ عرب فتح کر کے اس پر پرچمِ اسلام بلند کر دیا اور مجوسی ایرانیوں کو وہاں سے نکال دیا۔

marfat.com

Marfat.com

مُشَاوَرَت

مُشَاوَرَت کا مطلب ہے آپس میں مل کر مشورہ کرنا' باہم صلاح کرنا' مشورہ کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے کی طرف رائے کو پھیر کر حتمی رائے نکالنا یا حاصل کرنا۔ قرآن حکیم میں مشاورت کو اہل ایمان کی بہترین صفات میں شمار کیا گیا ہے اور اس کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ ایک سورۃ کا نام ہی الشوریٰ ہے۔ اس میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے نیک بندے اپنے معاملات باہمی مشورے سے چلاتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں رسولِ اکرم ﷺ کو براہِ راست خطاب کر کے فرمایا گیا ہے۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ (اور دین کے کاموں میں لوگوں کو شریک مشورہ رکھیں) حضور ﷺ کو دینی و دنیوی ہر اعتبار سے بلند ترین مقام و مرتبہ حاصل تھا' آپ ﷺ اہلِ ایمان کے مخدوم و مُطاع تھے' مہبط وحی تھے' محبوبِ رَبِّ العَالَمِینْ تھے' انسانی رائے و مشورہ کے محتاج نہیں تھے لیکن حکم الٰہی کے مطابق تمام دینی اور اہم دنیوی معاملات میں آپ صحابۂ کرام ﷺ کو شریکِ مشورہ رکھتے تھے۔ غزوۂ بدر سے پہلے آپ نے اثنائے راہ میں صحابۂ کرام ﷺ سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر صِدّیق' حضرت عُمرِ فاروق' حضرت مِقداد بن عمرو اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم نے ایسی پُرجوش تقریریں کیں اور حضور ﷺ کو کثیر التعداد لشکرِ کُفّار سے آخری دم تک لڑنے کا اس طرح یقین دلایا کہ آپ ﷺ کا روئے انور فرطِ مَسَرّت سے چمک اٹھا۔

غزوۂ اُحُد میں حضور ﷺ نے نوجوان انصاری صحابہ ﷺ کے مشورے ہی سے شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا۔

marfat.com

Marfat.com

غزوۂ احزاب کے موقع پر صحابہ ؓ سے مشورہ ہی کے بعد آپ ﷺ نے خندق کھودنے کا فیصلہ کیا۔ حدیبیہ میں بیعتِ رضوان سے پہلے حضور ﷺ نے صحابہ ؓ سے باقاعدہ مشورہ کیا۔ افک کے افسوناک واقعہ میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بے جا تہمت طرازی کی گئی تھی۔ یہ دراصل آپ ﷺ کی عزت وناموس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش تھی لیکن آپ ﷺ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے صحابہؓ وصحابیاتؓ سے مشورہ کرتے رہے یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے اُمّ المؤمنین کی پاکبازی اور بے گناہی کی تصدیق کر دی۔ غرض مشاورت آنحضور ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کا ایک ایسا پہلو ہے جس کی تقلید خیر و برکت کا باعث ہے اور جس سے انحراف یا پہلوتہی کرنے میں سراسر خُسران ہی خُسران ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عدل وانصاف

عدل وانصاف کسی بھی معاشرے اور حکومت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس معاشرے میں عدل وانصاف مفقود ہو بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا چلن ہو اور حکومت بھی عدل و انصاف کو کوئی اہمیّت نہ دیتی ہو تو جلد یا بدیر تباہی اور بربادی اس معاشرے اور حکومت کا مقدّر بن جاتی ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اس لیے اس نے عدل وانصاف پر غیر معمولی زور دیا ہے۔ قرآن حکیم میں عدل کو تقویٰ کی نزدیک ترین راہ بتایا گیا ہے۔ تقوی سے مراد پرہیزگاری یا نفس کی وہ کیفیت ہے جو خوفِ خدا، احساسِ ذمہ داری اور آخرت کی جواب دہی کے احساس سے عبارت ہو۔ رحمتِ عالم ﷺ نے عدل وانصاف کو جس معراجِ کمال پر پہنچایا اور اس کے جو پیمانے مقرر فرمائے۔ ان کے نتیجے میں ایسا نظام برپا ہوا جس کی رحمتوں اور برکتوں سے ایک دنیا معمور ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لیے آنحضور ﷺ کو قاضی (یا جج) مقرر فرمایا جیسا کہ سورۃ النّسَاء میں ارشاد ہوا ہے۔

(۱) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

(آیت ۶۵)

(اے نبی! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو

marfat.com
Marfat.com

فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ کامل طور پر تسلیم کر لیں۔

(ب) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ط

(النساء: ۱۰۵)

(اے نبی! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ جو راہ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔)

آنحضور ﷺ مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور دوسرے معاملات میں تو فیصلے کرتے ہی تھے، سربراہِ مملکت ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تنازعات اور بعض دوسرے امور کے فیصلے بھی کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے عدل وانصاف کے لیے جن اصولوں کی پابندی کو ضروری قرار دیا۔ وہ یہ ہیں:

۱- فیصلہ کرتے وقت مسلم اور غیر مسلم، امیر اور غریب، دوست اور دشمن، آقا اور ملازم اپنے اور بیگانے سب سے یکساں سلوک کیا جائے اور ان کے درمیان کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔

۲- فریقین کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کیا جائے۔

۳- غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کیا جائے۔

۴- قاضی (جج) کے سامنے بیٹھنے یا کھڑا ہونے کے معاملہ میں فریقین میں سے کسی سے امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔

۵- عدالت میں کسی ایک فریق کو بلند آواز سے نہ پکارا جائے۔

۶- قاضی (جج) مقدمہ کے کسی فریق کو اپنے ہاں بطور مہمان نہیں ٹھہرا سکتا۔

۷- شدید بھوک اور پیاس کی حالت میں فیصلہ نہ کیا جائے۔

اب رحمتِ عالم ﷺ کے عدل وانصاف (فیصلوں) کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

Marfat.com

(۱)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص (مسلمان) نے دوسرے (مسلمان) کا ہاتھ کاٹ کھایا۔ (یعنی دوسرے آدمی کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑ دیے) جب دوسرے نے اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو کاٹنے والے کے اگلے دو دانت گر گئے۔ یہ معاملہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ دانتوں سے محروم ہونے والے شخص نے مطالبہ کیا کہ اس کو دوسرے شخص سے دِیت دلائی جائے (یعنی دانتوں کے بدلے میں جرمانہ دلایا جائے) حضور ﷺ نے فریقین کے بیانات سننے کے بعد فرمایا' تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو یوں کاٹتا ہے جیسے اونٹ کاٹ کھاتا ہے اس کے لیے کوئی دیت نہیں۔ (صحیحین)

(۲)

ایک دفعہ ایک صحرائی قبیلے بنو ثعلبہ کے چند غیر مسلم افراد اپنے کسی کام سے مدینہ منورہ آئے۔ آنحضور ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ ایک انصاری صحابی نے بنو ثعلبہ کے لوگوں کو دیکھا تو اٹھ کر کہنے لگے' یا رسول اللہ! یہ بنو ثعلبہ کے لوگ ہیں ان کے مورثِ اعلیٰ نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا' آپ اجازت دیں کہ ہم اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ہرگز نہیں' باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا۔ (دار قطنی)

(۳)

ایک دفعہ خادمِ رسول اللہ ﷺ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی حضرت رُبیّع بنتِ نضر رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے ایک کنیز کے دو اگلے دانت ٹوٹ گئے۔ اس کے ورثاء نے دِیت طلب کی جس کے دینے سے حضرت رُبیّع رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے بارگاہِ رسالت میں قصاص کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت رُبیّع رضی اللہ عنہا بڑی مخلص صحابیہ تھیں اور ان کے فرزند سراقہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ حضور ﷺ کو ان کا بڑا پاس اور لحاظ تھا لیکن جب یہ مقدمہ آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے مطابق قِصاص کا فیصلہ صادر فرمایا (یعنی دانت کے بدلے دانت اور جان کے بدلے جان

marfat.com
Marfat.com

ہی خدائی قانون ہے۔) حضرت رُبیّع کے بھائی حضرت انس بن نضر ﷛ نے بہن کی محبت کے جوش میں عرض کیا' یارسول اللہ! کیا رُبیّع کے بھی دانت توڑے جائیں گے' اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اس کے دانت ہرگز نہیں توڑے جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے انس! قصاص کا حکم تو کتاب اللہ میں آیا ہے (ہاں اگر مدعی دیت قبول کرلیں تو قصاص ٹل سکتا ہے) اللہ کی قدرت مضروب کنیز کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ یوں حضرت ربیع قصاص سے بچ گئیں۔ اس موقع پر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا' اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ کسی سلسلے میں قسم کھالیں تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴)

عہدِ رسالت کا ذکر ہے کہ ایک خاتون کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی اور ساتھ ہی وہ ان سے (کم سن) بچہ بھی چھین لینا چاہتا تھا۔ وہ خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور گزارش کی کہ یارسول اللہ! یہ بچہ میرے پیٹ میں رہا' اس نے میری چھاتیوں سے دودھ پیا اور میری گود اس کے لیے گہوارہ راحت بنی رہی اور اب یہ شخص اسے (میرے لختِ جگر کو) مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تک تو دوسری شادی نہ کرے' تو اس کی زیادہ حق دار ہے۔ (گویا حضور ﷺ نے بچہ ماں کے پاس رہنے کا حکم دیا۔) (مُسندِ احمد و ابوداؤد)

(۵)

اسی طرح کے ایک اور مقدمے میں ایک لڑکے کے ماں باپ اس کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ باپ نے لڑکے کی ماں کو طلاق دے دی تھی۔ ماں اور باپ دونوں لڑکے کو اپنی تحویل میں لینے کا حق جتلا رہے تھے۔ ماں کہتی تھی کہ شوہر مجھے طلاق دے کر میرا لڑکا بھی مجھ سے چھیننا چاہتا ہے حالانکہ وہ ابوعنبہ کے کنوئیں سے میرے لیے پانی بھی لاتا ہے اور میرے دوسرے کام بھی کرتا ہے۔ باپ کہتا تھا کہ یہ میرا بیٹا اور میرا وارث ہے۔

marfat.com

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے دونوں کے بیان سن کر لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے لڑکے! یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو۔'' لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حضور ﷺ نے اسے ماں کے سپرد کر دیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی۔ (اقضیۃ الرسولؐ)

(۶)

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ارد گرد بہت سے لوگ جمع تھے اور مال غنیمت سے اپنا اپنا حصہ وصول کر رہے تھے۔ ایک صاحب نے حضور ﷺ کے قریب جا کر آپ ﷺ پر اپنا بوجھ ڈال دیا (یعنی حضور ﷺ پر اوندھے ہو کر گرنے لگے) آپ کے دستِ مبارک میں پتلی سی چھڑی تھی اس سے آپ ﷺ نے ان صاحب کو ٹھوکا دیا تا کہ پیچھے ہٹ جائیں اتفاق سے چھڑی کا سرا ان کے چہرے پر لگ گیا اور اس پر خراش آ گئی۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھ سے بدلہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں نے معاف کر دیا۔

(ابوداؤد)

(۷)

خیبر کی فتح کے کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کھجوروں کی بٹائی کے لیے خیبر گئے۔ ان کے چچازاد بھائی حضرت محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ کسی نے ان کو شہید کر کے لاش ایک گڑھے (یا کنوئیں) میں ڈال دی۔ حضرتِ مُحیّصہ کو ان کی شہادت کا علم ہوا تو وہ یہودیوں کے پاس گئے اور ان سے کہا' واللہ تم نے عبداللہ کو قتل کیا ہے۔ یہود نے بھی قسم کھا کر کہا کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ حضرتِ مُحیّصہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ واپس آ کر اپنے بڑے (حقیقی) بھائی حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ شہید کے حقیقی بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہود خیبر کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا کیونکہ خیبر میں یہود کے سوا کوئی اور قوم آباد نہ تھی اور قرائن سے یہ بات یقینی

marfat.com

Marfat.com

تھی کہ عبداللہ ﷺ یہودیوں ہی کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے ان تینوں سے فرمایا: کیا تم قسم کھا سکتے ہو کہ عبداللہ کو یہودیوں نے قتل کیا؟ حضرت مُحَیِّصہ ﷺ نے (جو حضرت عبداللہ شہید ﷺ کے ساتھ خیبر گئے تھے) عرض کیا:

''یارسول اللہ! میں نے اپنی آنکھوں سے عبداللہ کو یہود کے ہاتھوں شہید ہوتے نہیں دیکھا۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہودیوں سے حلف لیا جائے کہ انہوں نے عبداللہ کو قتل نہیں کیا۔

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہودیوں کے حلف کا کیا اعتبار' وہ تو سَو دفعہ جھوٹا حلف اٹھالیں گے۔

چونکہ واقعہ قتل کی کوئی عینی شہادت موجود نہ تھی' حضور ﷺ نے یہودیوں سے باز پُرس نہ فرمائی اور دِیت (خون بہا) کے سَو اونٹ بیت المال سے دلوا دیے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۸)

عہدِ رسالت کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سینگ تھا۔ اس نے وہ مار کر دوسرے شخص کا پاؤں زخمی کر دیا۔ زخمی آدمی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر قصاص کا تقاضا کیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا' زخم مندمل ہونے تک انتظار کرو۔ وہ اس پر راضی نہ ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے قِصاص دلا دیا (یعنی اس نے بھی زخمی کرنے والے کا پاؤں زخمی کر دیا) اللہ کی شان جس شخص سے قِصاص لیا گیا اس کا زخم جلد ٹھیک ہو گیا لیکن پہلے والا مجروح بدستور لنگڑا رہا۔ وہ دوبارہ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور شکایت کی کہ جس سے میں نے قِصاص لیا وہ تو صحت یاب ہو گیا لیکن میرا زخم ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا اور میں ابھی تک لنگڑا کر چلتا ہوں۔

اس کی بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

"کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ زخم کے مندمل ہونے تک قصاص نہ لے مگر تو نے میری بات نہ مانی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دور کر دیا۔ (یعنی صحت یابی سے دور کر دیا اور تیرا زخم ٹھیک نہ ہوا)"

اس واقعہ کے بعد حضور ﷺ نے مستقلاً یہ حکم دیا کہ زخموں کا قصاص ان کے مندمل ہونے تک موقوف رہے گا کیونکہ زخم کی صحیح نوعیت کا اندازہ اس کے اندمال کے بعد ہی ممکن ہے۔ بے کار یا لنگڑے عضو کا قصاص نہیں بلکہ خون بہا ہوگا۔

(اَقضِیَۃُ الرَّسُولؐ)

(۹)

رسولِ اکرم ﷺ جب ذیقعدہ ۷ ہجری میں جب عمرۃ القضا سے فارغ ہوئے اور قیام مکہ کی وہ مدت ختم ہوگئی جو اہلِ مکہ کے ساتھ طے کی گئی تھی تو اہل مکہ کے نمائندے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا' اے علی! اپنے ساتھی محمد (ﷺ) سے کہو کہ اب وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت حسب وعدہ مکہ سے نکل جائیں۔ حضور ﷺ پہلے ہی مکہ سے نکلنے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ جونہی آپ ﷺ مکہ سے چلنے لگے عمِ رسولؐ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید احد کی کم سن صاحبزادی اُمامہ یا عمی یا عمی (میرے چچا' میرے چچا) اور بروایت دیگر یا اخی' یا اخی (میرے بھائی میرے بھائی) کہتے ہوئے حضور ﷺ کی طرف دوڑیں (وہ اپنی والدہ سلمٰی بنتِ عُمیس کے پاس مکہ میں مقیم تھیں)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے چچا بھی تھے اور خالہ زاد و رضاعی بھائی بھی' خالہ زاد اس اعتبار سے کہ حضور ﷺ کی والدہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ آپس میں چچا زاد بہنیں تھیں اور رضاعی اس اعتبار سے کہ دونوں نے بی بی ثویبہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ ان رشتوں سے اُمامہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی چچا زاد بہن بھی تھیں اور بھتیجی بھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ننھی امامہ کو اٹھا لیا اور لا کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا۔ اب ایک عجیب صورت حال پیدا ہوئی۔ حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

نے بھی بارگاہِ رسالت میں ننھی اُمامہ کو اپنی سرپرستی لینے کا دعویٰ کر دیا۔

حضرت علی ﷺ کا دعویٰ اس بنیاد پر تھا کہ اُمامہ میری بنتِ عَم ہے اور میری اہلیہ سے بھی اس کا دوہرا رشتہ ہے۔ حضرت جعفر ﷺ کے دعوے کی بنیاد یہ تھی کہ اُمامہ نہ صرف میری بنتِ عَم ہے بلکہ میری اہلیہ اسماءؓ بنتِ عمیس کی حقیقی بھانجی بھی ہے۔ حضرت زید ﷺ کا دعویٰ اس بنیاد پر تھا کہ حمزہ میرے دینی (مواخاتی) بھائی تھے اس لیے اُمامہ کی پرورش اور تربیت میرے ذمہ ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے تینوں کا مؤقف سننے کے بعد یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ اُمامہؓ کی سرپرستی کے حق دار جعفر ہیں کیونکہ ان کی اہلیہ بچی کی حقیقی خالہ ہیں اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے چنانچہ حضرت جعفر ﷺ اُمامہ کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (اُمامہؓ کی خالہ) کے سپرد کر دیا۔ (صحیحین)

(۱۰)

فتحِ مکہ (رمضان ۸ ہجری) کے موقع پر بنو مخزوم کی ایک معزز خاتون فاطمہ بنتِ اَسود سے چوری کی لغزش سرزد ہوگئی اور وہ پکڑی گئیں۔ کتاب اللہ کے مطابق ان کے اس جرم کی سزا قطع ید تھی۔ بنو مخزوم کے لوگ گھبرائے ہوئے حضور ﷺ کے محبوب صحابی حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس خاتون کے لیے رعایت کی سفارش کریں۔ حضرت اُسامہ ﷺ نے ان کی بات مان کر حضور ﷺ سے سفارش کی تو آپ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: کیا تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟

حضور ﷺ کا ارشاد سن کر حضرت اُسامہؓ پر کپکپی طاری ہوگئی اور انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ! میرے لیے اللہ سے مغفرت طلب فرمایئے۔"

شام ہوئی تو حضور ﷺ نے صحابہ کے سامنے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

''پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف (معزز یا امیر) آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی کم زور (معمولی) آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (صحیح بخاری)

(۱۱)

فتحِ مکّہ کے بعد طائف کے سوا قریب قریب سارے عرب نے آنحضور ﷺ کی سیادت کے سامنے گردنِ تسلیم خم کر لی لیکن طائف کے بنو ثقیف نے بعض دوسرے سرکش قبائل کو ساتھ ملا کر سرکشی پر کمر باندھی۔ ان کی شرانگیزی کے نتیجے میں غزوۂ حنین پیش آیا جس میں شکست کھا کر ان کی بڑی تعداد نے طائف میں پناہ لی۔ ان کو یقین تھا کہ مسلمان ان کا تعاقب ضرور کریں گے چنانچہ پیش بندی کے طور پر انہوں نے شہر طائف کے دروازے بند کر لیے اور قلعے کے اندر سال بھر کی اشیائے خورونوش اور اسلحہ وغیرہ کا وافر مقدار میں ذخیرہ کر لیا۔ آنحضور ﷺ نے حنین سے حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت کو الجعِرّانہ بھیج کر طائف کا محاصرہ کیا تو قلعہ بند اہلِ طائف باختلافِ روایت پندرہ، اٹھارہ، بیس، تیس یا چالیس دن تک مسلمانوں پر تیر یا پتھر پھینک کر مقابلہ کرتے رہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ بوجوہ طائف کا محاصرہ اٹھا کر جعِرّانہ تشریف لے آئے اور مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد مدینہ منوّرہ کو مراجعت فرمائی۔ (اربابِ سیر نے طائف کا محاصرہ اٹھائے جانے کی مختلف وجوہ بیان کی ہیں انہیں کُتُبِ سِیَر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لشکرِ اسلام کے طائف سے چلے جانے کے بعد بنو احمس کے رئیس حضرت صخر بن عیلہ رضی اللہ عنہ نے (جو مشرف باسلام ہو چکے تھے) طائف کا محاصرہ کر لیا اور اہلِ طائف پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ مصالحت پر مجبور ہو گئے۔ حضرت صخر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ اہلِ طائف ہتھیار ڈال کر مصالحت پر راضی ہو گئے ہیں تو آپ بہت مسرور ہوئے اور نماز کے بعد حضرت صخر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ احمس کے حق میں دس مرتبہ دعا کی کہ الٰہی بنو احمس اور ان کے

marfat.com

Marfat.com

گھوڑوں میں برکت دے۔ اسی اثنا میں حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی ﷺ حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت صخر ﷺ کے خلاف شکایت کی کہ یارسول اللہ! صخر نے مالِ غنیمت میں میری پھوپھی کو لونڈی بنا لیا تھا اور باوجود یکہ وہ مسلمان ہو چکی ہے' انہوں نے اس کو اب تک آزاد نہیں کیا۔ یہ شکایت جائز تھی اس لیے حضور ﷺ نے حضرت صخر ﷺ کو بلا بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ مغیرہ کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو۔ انہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اس کے بعد بنو سُلیم کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض پیرا ہوا کہ اے اللہ کے رسول! جس زمانے میں ہم کافر تھے' صخر نے ہمارے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا' اب ہم حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے ہیں' ہمارا چشمہ ہمیں واپس دلایا جائے۔

آنحضور ﷺ نے حضرت صخر ﷺ کو پھر بلا بھیجا اور جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے فرمایا:

"اے صخر! جب کوئی قوم اسلام قبول کر لیتی ہے تو وہ دوسرے مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیتی ہے' بنو سلیم نے اسلام قبول کر لیا ہے اس لیے ان کا چشمہ ان کو واپس دے دو۔"

حضرت صخر ﷺ نے تعمیلِ ارشاد کی۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا تو آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر شرم سے سرخی آ گئی کہ صخر کو دونوں معاملوں میں اپنے ہاتھ سے کچھ دینا پڑا اور تسخیرِ طائف کا ان کو کوئی انعام نہ ملا۔

یہ تھا رسولِ اکرم ﷺ کا عدل کہ فتحِ طائف کا کارنامہ انجام دینے کے باوجود دونوں مرتبہ دربارِ رسالت ﷺ سے صخر ہی کے خلاف فیصلہ ہوا۔

(ابوداؤد' اسد الغابہ)

(۱۲)

ہجرتِ نبوی ﷺ کے وقت یثرب (مدینہ) میں بنو نضیر اور بنو قریظہ دو یہودی قبیلے مدت سے آباد تھے۔ ان میں بنو نضیر زیادہ با اثر اور معزز مانے جاتے تھے اس لیے اگر بنو قریظہ کے کسی آدمی کے ہاتھ سے بنو نضیر کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا تو بنو نضیر اپنے مقتول کے

marfat.com
Marfat.com

قصاص میں بنوقریظہ کے آدمی (قاتل) کو قتل کر دیتا تھا اور اگر بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو چھوہاروں کے سو وسق (یا بارِ شتر) بطور خون بہا دے کر اس کی جان چھوٹ جاتی۔ جب ہجرت کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کو مدینہ میں اقتدار حاصل ہوا تو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس میں بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کا ایک شخص قتل کر ڈالا تھا۔ بنوقریظہ نے آنحضور ﷺ کے سامنے مقدمہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ توریت کے آئین کے مطابق جان کا بدلہ جان ہے اس لیے دونوں قبیلوں میں برابر کا قصاص ہوگا۔

(ابوداؤد)

(۱۳)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں سخت بھوکے تھے۔ اتنے میں ہمیں چند اونٹنیاں نظر آئیں جو خاردار درختوں میں چر رہی تھیں۔ ان اونٹنیوں کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا تھا۔ چند نومسلم لشکری جن کے دلوں میں ابھی اسلام راسخ نہیں ہوا تھا' ان اونٹنیوں کی طرف لپکے تاکہ ان کا دودھ دوہ کر اپنی بھوک مٹائیں۔ نبی ﷺ نے انہیں آواز دی کہ واپس آؤ جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ان اونٹنیوں کے مالکوں کی روزی کا مدار انہی کے دودھ پر ہے۔ اللہ کے بعد اسی پر ان کا سہارا ہے کیا تم یہ بات پسند کرو گے کہ اپنا توشہ دان ایک جگہ رکھ کر کہیں جاؤ اور واپس آؤ تو دیکھو کہ کوئی شخص توشہ دان میں سے کھانے کا سامان چرا کر لے گیا ہے۔ کیا اس شخص کی یہ حرکت تمہارے نزدیک مبنی بر انصاف ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا ''نہیں یا رسول اللہ!'' آپ ﷺ نے فرمایا' ان اونٹنیوں کا دودھ بھی اپنے توشے پر قیاس کر لو (اور بھوک مٹانے کے لیے کوئی اور تدبیر سوچو)

(ابنِ ماجہ)

(۱۴)

وفات سے پہلے اپنے آخری ایام علالت میں آنحضور ﷺ نے ایک دن مجمعِ عام میں اعلان فرمایا: اگر میرے ذمہ کسی کا قرض یا مالی مطالبہ ہو تو وہ مجھ سے لے لے' اگر میں نے کسی

marfat.com
Marfat.com

کی جان یا آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو میری جان و آبرو حاضر ہے۔ وہ اسی دنیا میں مجھ سے بدلہ لے لے میری دلی خواہش ہے کہ جس کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو وہ اپنا حق مجھ سے وصول کرے یا معاف کر دے۔

ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میرے تین درہم آپ کے ذِمّہ ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں اور نہ اسے قسم دیتا ہوں لیکن یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تین درہم کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ایک دن ایک سائل آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے اس کو مجھ سے تین درہم دلوائے تھے۔ حضور ﷺ نے اسی وقت اپنے ابنِ عَمّ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کو تین درہم دلوا دیے۔

(شمائلِ کبریٰ بحوالہ طبرانی)

marfat.com
Marfat.com

نظافت پسندی

نظافت کا مطلب ہے صفائی' پاکیزگی' طہارت۔ اسلام نے صفائی' طہارت اور پاکیزگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ قرآن حکیم (التوبہ) میں ارشاد ہوا ہے۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ (آیت:۱۰۸)

(اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں)

سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ (آیت:۴'۵)

(اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو)

پاکیزگی اختیار کرنے' کپڑے پاک رکھنے اور گندگی سے دور رہنے کے مفہوم میں نجاست سے پاک صاف ستھرے لباس کے ساتھ جسم' عقائد اور اخلاق واعمال کی پاکیزگی بھی شامل ہے۔ روح کی پاکیزگی کا انحصار بھی انہی باتوں پر ہے کیونکہ ایک پاکیزہ روح گندے جسم اور ناپاک لباس میں نہیں رہ سکتی۔ رسولِ اکرم ﷺ جس معاشرے میں مبعوث ہوئے' وہ نظافت وطہارت کے ابتدائی تصور سے بھی عاری تھا۔ آنحضور ﷺ نے اپنی ظاہری زندگی میں بھی نظافت اور طہارت کا نہایت اعلیٰ معیار قائم فرمایا اور اُمّت کو بھی اس کی ایسی مفصّل تعلیم دی جو زمانۂ حاضر کی اُن قوموں کو بھی نصیب نہیں ہے جو مہذّب ترین ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو جس طرح بے مثال حسن و جمال اور وجاہت ووقار سے

marfat.com

Marfat.com

نوازا تھا اسی طرح آپ کی طبعِ مبارک میں ایسی نظافت اور نفاست ودیعت فرمائی تھی کہ کسی دوسرے کو اس کی برابری کرنے کا یارا نہ تھا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ طہارت (پاک صاف رہنا) جزوِ ایمان ہے۔ (صحیح مسلم) آپ ﷺ جس طرح لباس اور بدن کی پاکیزگی کا خاص خیال رکھتے تھے اسی طرح دانتوں اور بالوں کی صفائی اور نگہداشت کا بھی خاص اہتمام فرماتے تھے۔ نظافت پسندی کے حوالے سے سیرتِ طیبہؐ کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو ایک مسجد میں امامِ نماز مقرر فرمایا۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ دیکھا (یا آپ کو کسی نے بتایا) کہ انہوں نے نماز پڑھاتے ہوئے مسجد کی دیوار پر قبلہ رُخ ہو کر تھوک دیا۔ حضور ﷺ نے ان کی اس حرکت کو سخت ناپسند کیا اور حکم دیا کہ اب یہ شخص نماز نہ پڑھائے (یعنی ان کو منصبِ امامت سے معزول فرما دیا) ان صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا

''یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے حکم دیا ہے کہ میں اب نماز نہ پڑھاؤں؟
آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں (اس لیے کہ) تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔

(ترغیب وترہیب' قرآنی دستورِ حیات)

(۲)

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں (اس طرح بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ انسان وحشی معلوم ہوتا ہے) حضور ﷺ نے اس کی اس ہیئت کذائی کو پسند نہ کیا اور فرمایا: اس شخص سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ بالوں کو درست کر لے۔

(مُسندِ احمد عن جابرؓ)

(۳)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سر میں اکثر تیل ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی میں بہت کنگھی کیا کرتے تھے۔

(مشکوۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

(۴)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پرہیز کرو لعنت کے دو کاموں سے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے دو کام ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کی گزرگاہ (شارع عام) پر یا سایہ میں نجاست پھیلانا (رفع حاجت کرنا) ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایسا کرنے والے پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (ریاض الصالحین' مُسنَد' بیہقی)

(۵)

رسولِ اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پا سکتا تھا جس سے یہ اپنے کپڑے دھو کر صاف کر لیتا۔ (مشکوٰۃ)

(۶)

حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب اس حالت میں مسجد میں آئے کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے ان کو ہدایت کی کہ اپنے بالوں کو درست کر کے آؤ وہ واپس گئے اور بالوں کو درست کر کے دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ (تمہارا سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو سنوار کر آنا) اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی کے بال اس طرح بکھرے ہوئے ہوں گویا وہ شیطان ہے۔ (موطا امام مالکؒ)

(۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ (دیوار پر) ایک جگہ بلغم لگا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے لکڑی سے کھرچ دیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لے (یعنی دیواروں پر یا جا بجا تھوکنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے) پھر

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: عبیر (ایک قسم کی خوشبو) لاؤ۔ ایک انصاری نوجوان دوڑ کر گھر گئے اور خوشبو لے آئے۔ حضور ﷺ نے یہ خوشبو لکڑی کے سرے پر لگائی اور جس جگہ سے بلغم کو کھرچا تھا وہاں لگا دی۔
(ابوداؤد)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مسجد کی دیواروں پر جا بجا تھوک کے دھبے دیکھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ٹہنی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے کھرچ کھرچ کر تمام دھبے مٹا دیے پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر غصے کے لہجے میں فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آ کر تمہارے منہ پر تھوک دے (یعنی مسجد کی دیوار پر تھوکنا ایسا ہے جیسے کوئی دوسرا آدمی ایسا کرنے والے کے منہ پر تھوک رہا ہے)۔

(سیرۃ النبی ﷺ بحوالہ ترغیب وترہیب)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ تھوک کا دھبہ دیوار پر دیکھا تو آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک انصاری خاتون نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے یہ دھبہ مٹا دیا اور خوشبو لا کر اس جگہ ملی۔ حضور ﷺ نہایت خوش ہوئے اور ان کی تحسین فرمائی۔
(سیرۃ النبی ﷺ بحوالہ نسائی)

(۸)

رسول اکرم ﷺ لوگوں کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں دو قبریں نظر آئیں آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے ایک قبر میں مدفون شخص پر اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کو پیشاب سے محفوظ نہیں رکھتا تھا۔
(صحیح بخاری)

(۹)

ایک دن نماز جمعہ کے لیے بہت سے کاروباری لوگ بغیر نہائے مسجد میں آ گئے ان لوگوں کے کپڑے بھی میلے تھے اور مسجد میں جگہ بھی تنگ تھی۔ ان کو پسینہ جو آیا تو ساری مسجد

marfat.com
Marfat.com

میں بد بو پھیل گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا اگر یہ لوگ نہا کر آتے۔ (صحیح بخاری)

(۱۰)

حضرت عبید بن السباق تابعیؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ ایک جمعہ کو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے اس دن کو عید بنایا ہے لہٰذا اس دن غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ خوشبو لگائے اور مسواک اس دن ضرور کیا کرو۔

(معارف الحدیث ج۔۳ بحوالہ مؤطا امام مالکؒ)

ان کے علاوہ اور متعدد احادیث بھی ہیں جن میں غسلِ جمعہ کی تاکید کی گئی ہے اور اس کا بہت ثواب بتایا گیا ہے۔

(۱۱)

آنحضور ﷺ نے غسل، وضو اور پاکیزگی کو تو طہارت اور عبادت کا لازمہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دانتوں کی صفائی پر بھی بے حد زور دیا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے۔ بالخصوص ہر نیند سے جاگنے کے بعد باہر سے گھر میں تشریف لاتے وقت فوراً اور تہجد کے لیے اٹھنے کے وقت آپ ﷺ لازماً مسواک فرماتے تھے۔ صحیح بخاری، مسندِ احمد اور سُننِ نسائی میں بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ مسواک منہ کو بہت زیادہ پاک صاف کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوش کرنے والی چیز ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمّت پر بہت بوجھ پڑ جائے گا (یا میری اُمّت پر یہ کام شاق نہ ہوتا) تو میں ہر نماز کے وقت ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

marfat.com
Marfat.com

معمولاتِ ملاقات

لوگوں سے میل جول کے سلسلے میں رسولِ اکرم ﷺ جن آدابِ ملاقات کو ملحوظِ خاطر رکھتے، اُن میں سرِفہرست سلام تھا۔ جو لوگ آپ سے ملنے آتے آپ بالعموم ان کو پہلے خود سلام کرتے اور ان سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات فرماتے۔ اگر آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوتے تو ہر شخص بلا تکلف آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تھا البتہ جو شخص گھر یا مجلس میں آنا چاہتا اس کے لیے لازم تھا کہ سلام کے بعد (گھر یا مجلس میں) داخل ہونے کی اجازت طلب کرے، اجازت مل جائے تو پھر داخل ہو۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ سلام کے بعد ملاقاتی سے مصافحہ کرتے یعنی اس سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود اپنا ہاتھ پیچھے نہ کھینچے آپ اس کا ہاتھ تھامے رہتے پھر اس کو بڑی محبت اور عزت کے ساتھ اچھی جگہ بٹھاتے۔ اگر کوئی ملاقاتی آپ کے کان میں کوئی بات کہتا تو جب تک وہ اپنی بات پوری طرح نہ کہہ لیتا، اس کی طرف سے رخ نہ پھیرتے۔ آپ ﷺ خود بھی کسی سے ملاقات کے لیے جاتے تو سلام اور اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل نہ ہوتے۔ اگر کسی عزیز دوست یا کسی ایسے فرد سے ملاقات ہوتی جس سے احترام اور محبت کا تعلق ہوتا تو اس سے معانقہ بھی فرماتے یعنی اسے گلے لگاتے۔ بعض اوقات اس کی پیشانی یا ہاتھ کو چوم بھی لیتے۔ ملاقات کے ضمن میں آپ ﷺ کے طرزِ عمل کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)

عرب کے کونے کونے سے عرب قبائل کے وفود بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے

marfat.com
Marfat.com

رہتے تھے۔ (کوئی قبولِ اسلام کے لیے' کوئی دینی مسائل پوچھنے کے لیے' کوئی حضور ﷺ کی زیارت کے لیے' کوئی معاہدۂ صلح وامن کے لیے' کوئی مفاخرت کے لیے) رسولِ اکرم ﷺ ان سب کے ساتھ بڑی خندہ پیشانی سے ملاقات فرماتے' بڑے اہتمام سے ان کی مہمانداری فرماتے اور جب وہ واپس جانے لگتے تو ان کو کچھ دے دلا کر رخصت فرماتے۔ بعض وفود کا رویہ بڑا درشت اور گستاخانہ ہوتا لیکن آپ ﷺ اس کو مسکراتے ہنستے برداشت کرتے اور بڑی نرمی اور ملائمت سے ان کو جواب دیتے۔ یوں یہ وفود آپ ﷺ کے حُسنِ اَخلاق سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتے۔ اگر کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوتی تو وہ اسلامی حکومت کی اطاعت ضرور قبول کر لیتا۔ (مختلف کُتُبِ سیرت)

(۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سلام کا تکملہ مصافحہ ہے۔ (جامع ترمذی)

(۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لیے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔ (سننِ ابی داؤد)

(۴)

رسولِ اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۶ نبوّت میں مکّہ سے ہجرت کر کے حبش چلے گئے تھے۔ ۷ ہجری میں وہ حبش سے مدینہ واپس آئے اور خیبر پہنچ کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور دونوں آنکھوں کے بیچ میں ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

(۵)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں جب بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

marfat.com
Marfat.com

حاضر ہوا' آپ ﷺ نے ہمیشہ میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے مجھے گھر سے بلوایا۔ اس وقت میں گھر سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپس گھر آیا اور مجھے بتایا گیا کہ حضور ﷺ نے مجھے بلایا تھا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اپنی نشست گاہ سے اٹھ کر مجھ سے لپٹ گئے اور مجھے گلے لگایا۔ آپ ﷺ کا یہ معانقہ خوب بلکہ بہت خوب تھا۔

(ابوداؤد)

(۶)

رسولِ اکرم ﷺ جب خود کسی سے ملنے اس کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور "السلام علیکم" کہہ کر اِذن طلب کرتے۔ (عین دروازے کے سامنے اس لیے کھڑے نہ ہوتے کہ اس وقت تک دروازوں پر پردہ ڈالنے کا رواج نہ تھا) اگر صاحبِ خانہ اِذن نہ دیتے یا خاموش رہتے (یعنی کوئی جواب نہ ملتا) تو پلٹ آتے۔ (سیرۃ النبی ﷺ ج:۲)

marfat.com
Marfat.com

اکل وشرب (کھانے پینے) کے معمولات

رسولِ اکرم ﷺ کھانے سے پہلے لازماً دونوں ہاتھ دھوتے اور کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھتے۔ پھر سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے۔

(زاد المعاد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں بِسمِ اللہ اَوَّلہٗ وآخرہٗ پڑھ لے۔ (زاد المعاد و شمائل ترمذی)

آنحضور ﷺ مُسنَد یا تکیہ پر ٹیک لگا کر کبھی کھانا نہ کھاتے۔ آپ ﷺ نے کبھی میز یا خوان (زمین سے قدرے اونچی میز) پر بھی کھانا نہیں کھایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تکیہ پر ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

حضرت ابوحجیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹیک لگا کر کھانا نہ کھاؤ۔

حضور ﷺ چمڑے کے دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تھے۔

(مشکوۃ المصابیح، شمائل ترمذی، زاد المعاد)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں (یعنی انگوٹھا، شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ کی انگلی) سے کھانا کھاتے اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔ (صحیح مسلم)

marfat.com

Marfat.com

رسولِ اکرم ﷺ جب کھانا تناول فرما چکتے تو فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

(شمائل ترمذی)

آنحضور ﷺ کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اس کو ہاتھوں چہرے اور سر مبارک پر مل کر خشک کر لیتے۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کو آپ ﷺ نے برکت کا سبب بتایا ہے۔ (ابن ماجہ ابوداؤد)

رسولِ اکرم ﷺ کو (آپ کے سامنے دسترخوان پر رکھا گیا) کوئی کھانا ناپسند ہوتا تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے لیکن اس کو بُرا نہ کہتے اور نہ اس میں کوئی عیب نکالتے۔ (مدارج النبوۃ)

آنحضور ﷺ کم (بھوک رکھ کر) کھانے کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ معدے کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی حصہ خود معدے کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ (زاد المعاد)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو جوتے اتار ڈالو اس لیے کہ جوتوں کو اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اُس کو اُس وقت تک ڈھانپ کر رکھتے جب تک اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا (یعنی اس کی شدید حرارت ختم نہ ہو جاتی)۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ سرد (یعنی ٹھنڈا کر کے) کھانے میں بڑی برکت ہے۔ (مُسندِ دارمی، مدارج النبوۃ)

رسولِ اکرم ﷺ رات کا کھانا (ضرور) تناول فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رات کا کھانا چھوڑ دینا

marfat.com

Marfat.com

بڑھاپا (جلد) لاتا ہے۔ (جامع ترمذی)

رسولِ اکرم ﷺ نے (رات کا) کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا ہے۔

(زادالمعاد)

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا مسنون ہے۔ (زادالمعاد)

رسولِ اکرم ﷺ نے زہد وقناعت کی وجہ سے لذیذ اور پرتکلّف کھانے کبھی کبھار ہی تناول فرمائے ہیں ورنہ عام طور پر آپ کا کھانا بہت سادہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اکثر موٹی روٹی جو بغیر چھنے ہوئے آٹے کی ہوتی تھی' کھاتے تھے۔ یہ جَو کی ہوتی تھی اور کبھی کبھی گندم کی۔ چپاتی آپ ﷺ نے کبھی نہیں کھائی البتہ بعض کھانے آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھے۔ روغن زیتون' شہد' سرکہ' حلوا اور کدو آپ بہت شوق سے کھاتے تھے۔ سالن میں کدو ہوتا تو اس کی قاشیں چُن چُن کر تناول فرماتے۔

بُھنا ہوا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں بھیڑ' بکری' دنبہ' مرغ' اونٹ' بٹیر' گورخر' خرگوش اور مچھلی کا گوشت کھایا ہے۔ بکری کے شانے کا گوشت آپ ﷺ بہت پسند کرتے تھے کیونکہ یہ بہت جلد گل جاتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق پُٹھ کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح' اسوۂ رسولِ اکرم' سیرۃُ النّبی ﷺ ج:۲)

حضور ﷺ ترتوز کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ کبھی کبھی روٹی کے ساتھ کھجور تناول فرماتے تھے۔ پتلی ککڑیاں بہت پسند تھیں۔ ستّو بھی رغبت سے کھاتے تھے۔

(سیرۃُ النّبی ﷺ ج:۲)

کچی پیاز اور لہسن کو ان کی بُو کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے تھے۔ (سراپائے رسول)

آنحضور ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی نہایت مرغوب تھا۔ دودھ کبھی خالص اور کبھی پانی ملا کر پیتے تھے۔ کشمش' کھجور اور انگور کو پانی میں بھگو دیا جاتا' کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ وہ پانی نوش جان فرماتے تھے۔ (سیرۃ النبی' ج:۲)

marfat.com

Marfat.com

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طریقے سے پانی پینے میں جی بھی بھر جاتا ہے اور مزہ بھی آتا ہے۔

(ابوداؤد)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے (بلکہ برتن کے باہر لے)۔ (صحیحین)

حضور ﷺ اپنے احباب (حاضرینِ مجلس) کو کوئی چیز پلاتے تو آپ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے' ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

آپ ﷺ کی عادتِ مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی البتہ آبِ زم زم آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا ہے۔ (شمائل ترمذی' زادالمعاد)

marfat.com
Marfat.com

رسولِ اکرم ﷺ کا چلنا پھرنا اور بیٹھنا

رسولِ اکرم ﷺ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اونچائی سے نیچے کی طرف جا رہے ہیں یعنی ڈھلوان زمین کی طرف اتر رہے ہیں۔ قدم جما کر رکھتے۔ رفتار بہت تیز ہوتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر تیز رفتار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ چلتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین آپ کے لیے لپیٹ دی جا رہی ہے۔ چلتے وقت نگاہ بالعموم نیچی رکھتے۔ کبھی کبھی سر مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے۔ ہم سب آپ کے ساتھ چل کر تھک جاتے تھے۔ اگر ارد گرد کسی چیز کو دیکھنا چاہتے تو اچھی طرح اس طرف کا رُخ کر کے دیکھتے، کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی۔ جب کبھی بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچے کی جانب اترتے تو تسبیح کہتے۔

(اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ زاد المعاد)

رسولِ اکرم ﷺ چار زانو (آلتی پالتی مار کر) بھی بیٹھتے تھے۔ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے اور دونوں ہاتھوں سے ان کو گھیر کر بھی بیٹھتے تھے اور بعض اوقات اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر بھی بیٹھ جاتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنی جگہ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے رہتے تھے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا تھا۔

(شمائل ترمذی، سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کے صحن میں گوٹ مارے بیٹھے دیکھا ہے (یعنی دونوں گھٹنے کھڑے کر کے ان کو دونوں ہاتھوں

marfat.com
Marfat.com

سے گھیر کر بیٹھے تھے۔) (صحیح بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ فجر کی نماز کے بعد آپ اپنی اسی جگہ پر چہار زانو بیٹھے رہتے تھے یہاں تک کہ سورج کی روشنی خوب پھیل جاتی تھی۔
(سنن ابی داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات ہو یا دن جب بھی سو کر بیدار ہوتے تو (اٹھ کر) مسواک ضرور کرتے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت ابنِ عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک اپنے سرہانے رکھ لیتے پھر جب بیدار ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔

(معارف الحدیث: ج: ٦، بحوالہ مُسندِ احمد)

رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو ایسی چھت پر سوتے سے منع فرماتے تھے جس پر پردہ اور رکاوٹ کی دیوار نہ ہو (یعنی جو دیواروں اور منڈیروں سے گھری ہوئی نہ ہو۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی چت لیٹنے کی حالت میں اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر دوسری ٹانگ پر رکھے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے پیٹ کے بل اوندھا لیٹنے کو دوزخیوں کا طریقہ بتایا ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ عن ابوذر غفاری ﷺ)

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے کہ پیٹ کے بل اوندھا لیٹنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (جامع ترمذی عن ابو ہریرہ)

بسترِ مبارک

آنحضور ﷺ کا بچھونا (بسترِ مبارک) کبھی چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوتی تھی اور کبھی ٹاٹ یا معمولی کپڑے کا جسے دہرا کر کے آپ ﷺ کے نیچے

marfat.com
Marfat.com

بچھا دیا جاتا تھا۔ آپ چٹائی' بوریے اور خالی زمین پر بھی آرام فرما لیتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق کمبل کو بھی آپ نے بستر کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔ بعض موقعوں پر آپ ﷺ نے بان کی چارپائی پر بھی استراحت فرمائی ہے جس سے بدن مبارک پر بدھیاں پڑ گئی تھیں۔ صحابہ کرام ﷺ نے کئی بار چاہا کہ آپ کے لیے عمدہ نرم بستر تیار کریں لیکن آپ نے اس کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میری مثال تو ایک ایسے مسافر کی ہے جو راستے میں ستانے کے لیے کسی درخت کے سائے میں بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر کے بعد چل دیا ہو۔

(زاد المعاد' سیرتِ جامع' اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ)

نعلین مبارک

رسولِ اکرم ﷺ کے نعلین مبارک (جوتے یا پاپوش) اس قسم کے ہوتے تھے جن کو ہمارے ملک میں چپل' چپلی یا کھڑاؤں کہا جاتا ہے۔ ان کا صرف ایک تلا ہوتا تھا۔ جس میں دو دو تسمے لگے ہوتے تھے۔ حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد تھا کہ کوئی شخص ایک جوتی پہن کر نہ چلے' دونوں پہن کر چلے یا دونوں نکال دے۔ آپ ﷺ ہمیشہ پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنتے تھے۔

(شمائل ترمذی)

دائیں اور بائیں ہاتھ سے کام لینا

ایسے تمام کام جن میں کسی گندی یا ناپسندیدہ چیز کو دور کرنا یا ہاتھ میں نجاست لگنے کا اندیشہ ہوتا وہ سب حضور ﷺ بائیں ہاتھ سے انجام دیتے مثلاً آبدست لینا (استنجا کرنا) طہارت کرنا' ناک صاف کرنا' جوتا اٹھانا وغیرہ' باقی تمام کام آپ دائیں ہاتھ سے انجام دیتے۔ کسی کو کوئی چیز دینے یا کسی سے کوئی چیز لینے میں بھی آپ دائیں ہاتھ ہی سے کام لیتے تھے۔

(شمائل ترمذی' زاد المعاد)

marfat.com
Marfat.com

رسولِ اکرم ﷺ کا لیٹنا اور سونا

رسولِ اکرم ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ اوّل وقت نمازِ عشا پڑھ کر آرام فرماتے تھے۔ (سیرۃ النبی ﷺ جلد دوم)

حضور ﷺ سوتے وقت قرآن مجید کی کوئی سورہ (بنی اسرائیل، الزمر، الحدید، الحشر، الصف، التغابن، الجمعہ) پڑھ لیا کرتے تھے۔ (سیرۃ النبیؐ ج:۲)

صحیح بخاری میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا

(اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ مرنا چاہتا ہوں اور تیرے ہی نام کے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔)

اور پھر جب آپ جاگتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

(اس اللہ کا شکر جس نے (ایک طرح کی) موت دینے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے)

دوسری روایتوں میں حضور ﷺ کے سونے اور جاگنے کے وقت کی اور دعائیں بھی مذکور ہیں۔ اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ رات کو سوتے وقت دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر ان پر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۃ النّاس پڑھ کر دَم

marfat.com
Marfat.com

کرتے اور سارے بدن پر جہاں جہاں ہاتھ جاتا پھیر لیتے۔ تین دفعہ ایسا کرتے۔ سر سے ہاتھ پھیرنا شروع کرتے پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر سارے بدن پر ہاتھ پھیرتے۔

(شمائل ترمذی عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

رسولِ اکرم ﷺ جب سونے کے لیے لیٹتے تو اکثر دائیں کروٹ پر دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر سوتے۔ (شمائل ترمذی)

سفر میں حضور ﷺ کا معمول تھا کہ اگر رات کے وقت پڑاؤ کرتے تو داہنی کروٹ پر آرام فرماتے اور جب صبح سے کچھ پہلے (رات کے آخری پہر) پڑاؤ کرتے تو اپنی کلائی کھڑی کر لیتے اور سر مبارک اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کچھ دیر آرام کر لیتے۔ بروایتِ دیگر دایاں ہاتھ اونچا کر کے چہرہ اس پر ٹیک کر سو جاتے۔

(سیرۃ النبی ﷺ ج:۲' معارف الحدیث ج:۶)

marfat.com
Marfat.com

خندہ وتبسم

ہنسی (ضحک) کے موقع پر ہنسنا یا مسکرانا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ بھی ایسے موقعوں پر ہنستے بھی تھے اور مسکراتے بھی تھے لیکن آپ ﷺ کا ہنسنا معتدل قسم کا ہوتا تھا، کھلکھلا کر یا قہقہہ لگا کر آپ ﷺ نہیں ہنستے تھے البتہ آپ ﷺ اکثر متبسم رہتے تھے اور اپنے ملنے والوں سے ہمیشہ مسکرا کر ملتے تھے۔ آپ ﷺ کے خندہ وتبسم کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں

(۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو کبھی اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا دہن مبارک کھل جاتا اور اس کا اندرونی حصہ (تالو) نظر آجاتا بلکہ آپ اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

(۲)

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی ﷺ نے مجھے (اپنی خدمت میں) حاضر ہونے سے روکا ہو اور جب بھی آپ ﷺ نے مجھے دیکھا، آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ (صحیحین)

حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس جگہ فجر کی نماز پڑھتے تھے اس جگہ سے اس وقت تک نہ اٹھتے تھے جب تک آفتاب خوب روشن نہ ہو جاتا تھا۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے اور اس عرصہ میں آپ ﷺ کے صحابہ ؓ

marfat.com
Marfat.com

(زمانۂ جاہلیت کی باتیں بھی) کیا کرتے تھے اور ان کا ذکر کرتے ہوئے خوب ہنستے البتہ رسول اللہ ﷺ بس مسکراتے رہتے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

(۴)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

(۵)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کبھی مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو آپ آنکھیں نیچی کر لیتے، ہنستے بہت کم تھے ہنسی آتی تو مسکرا دیتے اور یہی آپ ﷺ کی ہنسی تھی۔ (سیرۃ النبیؐ ج۔۲ بحوالہ شمائل ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

چھینک اور جمائی

چھینک اور جمائی (جمائی یا جمہائی) کا انسانی زندگی کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جسے ان کے ساتھ واسطہ نہ پڑتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی انسان کے لیے چھینک اور جمائی پر قابو پانا یا ان کو روکنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے لیکن اس فعل کو دوسروں کے لیے کراہت یا اذیت کا باعث نہیں بننا چاہیے۔ (اسی لیے خیرالخلائق ﷺ) نے چھینک اور جمائی کے کچھ آداب مقرر فرمائے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے جو نمونۂ عمل اُمت کے سامنے پیش کیا اور اہلِ ایمان کو جو ہدایات دیں ان کی تفصیل ذیل کی احادیث سے معلوم ہوسکتی ہے۔

(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو آپ ﷺ اپنے چہرے (منہ) کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لیتے تھے اور چھینک کی آواز کو پست رکھتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ج:۲ بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو برا سمجھتا ہے۔ تم میں سے جس شخص کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہے تو ہر اس مسلمان کا، جو چھینک اور الحمد للہ کو سنے، یہ فرض ہے کہ وہ جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ کہے اور جمائی شیطان کا فعل ہے تم میں سے جس کو جمائی آئے وہ جس حد تک ممکن ہو اس

marfat.com
Marfat.com

کورو کے اس لیے کہ جب کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان اس کو دیکھ کر ہنستا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ج۔۲ بحوالہ صحیح بخاری)

(۳)

حضرت ابو سعید خُدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے اس لیے کہ شیطان منہ کو کھلا ہوا پاتا ہے تو اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ج۔۲ بحوالہ مسلم)

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس حدیث کی شرح یوں کی ہے کہ شیطان کھلے منہ میں مکھی مچھر جیسی کسی چیز کو کھلے منہ میں داخل کر دیتا ہے۔

(۴)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا مسلمان بھائی (یا ساتھی جو اس کے پاس ہو) اس کے جواب میں کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ تم پر اللہ کی رحمت) اور جب یہ بھائی ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہے تو چاہیے کہ چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَكُم (اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات کو درست فرمائے۔)

(معارف الحدیث ج:۶ بحوالہ صحیح بخاری)

(۵)

حضرت ابو موسیٰ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو تم بھی اس کو یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہہ کر جواب دو اور جو شخص چھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے اس کو جواب نہ دو (یعنی یَرْحَمُكَ اللّٰہ نہ کہو)۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ صحیح مسلم)

(۶)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے چھینک آئی۔

marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ نے ایک کو یَرْحَمُکَ اللہ کہہ کر جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ دوسرے نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کو جواب دیا اور مجھ کو جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس نے الحمد للہ کہا تھا تو نے نہیں کہا۔ (صحیحین)

(۷)

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ چھینکنے والے کو تین بار جواب دو (یعنی اگر کسی شخص کو تین مرتبہ چھینکیں آئیں اور وہ تینوں مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو تینوں مرتبہ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر اس کو جواب دو) اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو اختیار ہے چاہے جواب دو چاہے نہ دو۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ابوداؤد و ترمذی)

(۸)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا پھر اس کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا، اس کو زکام ہے۔ (صحیح مسلم) اور جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص کی تیسری چھینک پر فرمایا کہ اس کو زکام ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ج۔۲)

marfat.com
Marfat.com

رسولِ اکرم ﷺ کا لباس

رسولِ اکرم ﷺ کا لباس عام طور پر کُرتے، تہمد (تہبند) اور چادر پر مشتمل ہوتا تھا۔ حضور ﷺ کو یمنی دھاری دار چادر بہت پسند تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی چادر میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ پاجامہ کے استعمال کے بارے میں محدثین میں اختلاف ہے بعض کا بیان ہے کہ پاجامہ آپ نے کبھی استعمال نہیں فرمایا لیکن بعض (امام محمدؒ اور اصحاب سنن اربعہ) نے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک دفعہ منیٰ کے بازار میں پاجامہ خریدا تھا۔ اس سے قیاس کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی استعمال بھی فرمایا ہوگا۔ موزوں کی عادت نہ تھی لیکن نجاشی (شاہ حبشہ) نے ایک مرتبہ سیاہ رنگ کے موزے ہدیۃً بھیجے تھے انہیں آپ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ علامہ شبلیؒ نے سیرۃ النبی ﷺ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ نجاشی نے جو موزے بھیجے تھے وہ چرمی تھے۔ آپ کا عمامہ یا صافہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ اس کے نیچے سرِ اقدس سے لپٹی ہوئی ٹوپی ضرور ہوتی تھی۔ اونچی ٹوپی آپ ﷺ نے کبھی استعمال نہیں فرمائی۔ عمامہ کا شملہ کبھی دوش مبارک پر اور کبھی دونوں شانوں کے درمیان پیچھے کی طرف لٹکا لیتے تھے۔

حضور ﷺ نے کبھی کبھار رومی جُبہ بھی پہنا ہے۔ بعض موقعوں پر شامی اور نوشیروانی قَبا بھی استعمال کی ہے۔ نوشیروانی قَبا کی جیب اور آستینوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔

آپ ﷺ کا لباس سادہ مگر نہایت صاف ستھرا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی آپ ﷺ نے قیمتی کپڑے کا لباس بھی پہنا ہے لیکن بالعموم یہ سوتی اور موٹے کپڑے کا ہوتا تھا۔ کتان، صوف اور پشمینہ بھی آپ نے پہنا ہے۔ زرد، سبز یا سفید رنگ کا لباس آپ کو بہت پسند تھا۔ سرخ

marfat.com

Marfat.com

رنگ پسند نہیں تھا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا۔ (یعنی ایک وقت میں ایک ہی جوڑا ہوتا تھا' کرتا' تہبند چادر ہر شے ایک ایک ہی ہوتی تھی' اور آپ ﷺ کا کوئی کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا گیا۔

آنحضور ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی اور ایک خاص قسم کی خوشبو ہمیشہ آپ کے استعمال میں رہتی تھی۔ کوئی خوشبو کی چیز ہدیتہً بھیجتا تو اس کو لازماً قبول فرما لیتے۔ اکثر فرمایا کرتے کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نظر نہ آئے مگر یہ پھیلتی ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نظر آئے مگر یہ پھیلے نہیں۔

(شمائل ترمذی' سنن ابی داؤد' زاد المعاد' سیرۃ النبی ﷺ ج:۲)

❁❁

marfat.com
Marfat.com

صدقہ سے پرہیز

رسولِ اکرم ﷺ اپنے اور اپنے خاندان کے لیے صدقہ وزکوٰۃ لینے کو سخت موجبِ ننگ وعار سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے جب کوئی شخص کوئی چیز لے کر آتا تو دریافت فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ‘ اگر ہدیہ کہتا تو قبول فرماتے اور اگر یہ کہتا کہ صدقہ تو آپ ہاتھ روک لیتے اور دوسرے صاحبوں کو عنایت فرمادیتے۔ (سیرۃ النبیؐ جلد دوم)

رسول اللہ ﷺ ہدیہ شکریہ اور دعا کے ساتھ قبول فرماتے اور اس کو خود بھی استعمال فرماتے تھے اور صدقہ کو بھی اگرچہ شکریہ کے ساتھ قبول فرماتے اور اس پر دعائیں بھی دیتے لیکن خود استعمال نہیں فرماتے تھے‘ دوسروں ہی کو مرحمت فرمادیتے تھے۔ (معارف الحدیث جلد ہفتم)

marfat.com
Marfat.com

بہ بارگاہِ سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پائی نہ تیرے لطف کی حد سیّد الوریٰ
تجھ پر فدا مرے اب و جد سیّد الوریٰ

تیری ثنا ورائے نگاہ و خیال ہے
ختمِ رُسل، حبیبِ صمد سیّد الوریٰ

تُو مہرِ لازوال سرِ مطلعِ ازل
تو طاقِ جاں میں شمعِ ابد سیّد الوریٰ

عرفان و علم، فہم و ذکا تیرے خانہ زاد
اے جانِ عشق، رُوحِ خرد سیّد الوریٰ

تو اِک اٹل ثبوت خُدا کے وجُود کا
تو ہر دلیلِ کفر کا رد سیّد الوریٰ

اہلِ جہاں کو ایسی نظر ہی نہیں ملی
دیکھے جو تیرا سایۂ قد سیّد الوریٰ

گزرے جو اس طرف سے وہ گردیدہ ہو ترا
یُوں عنبریں ہو میری لحد سیّد الوریٰ

درکار مرگ و زیست کے ہر موڑ پر مجھے
تیری پناہ، تیری مدد سیّد الوریٰ

تائب کی آرزو ہے کہ اُس کی بیاضِ نعت
بن جائے مغفرت کی سند سیّد الوریٰ

○

marfat.com
Marfat.com

خُلقِ خیرِ الخلائق ﷺ

حصہ دوم

حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے تقریباً تین سو ارشادات کا ایمان افروز مجموعہ

اس حصے کی ترتیب وتدوین کا بیشتر حصہ میر ولی اللہ مرحوم (ایڈووکیٹ ایبٹ آباد) کی تالیف ''خُلقِ عظیم'' کا مرہونِ منّت ہے۔ میر صاحب مرحوم کی یہ تالیف جو ۱۹۲۶ء میں چھپی تھی، صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی نو دوسری معتبر کتابوں سے لی گئی ۱۲۷۶ احادیث پر مشتمل تھی۔ ہر موضوع سے متعلق قرآنی احکام ان کے علاوہ تھے۔

میر ولی اللہ مرحوم نے ان احادیث کے جمع و انتخاب اور ترتیب و ترجمہ میں (اپنے ایک دوست چودھری محمد علی خان وکیل ایبٹ آباد کی معاونت سے) غیر معمولی محنت کی تھی۔ اس حوالے سے میں خُلقِ خیر الخلائق کے اس حصے کا انتساب میر ولی اللہ مرحوم کے اسمِ گرامی سے کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

طالب الہاشمی

marfat.com
Marfat.com

آپس میں سلام کو رواج دو

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا۔ (النسآء:۸۶)

ترجمہ: اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو (جواب میں) اس سے بہتر سلام کہو یا (کم از کم) ویسے ہی الفاظ سے سلام کا جواب دو۔

احادیثِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ" قَالَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَلَمْ تَعْرِفْ۔

(بخاری، السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ اسلام میں کون سی صفت اچھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کہ تو ہر ایک آدمی کو خواہ تو اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو، سلام کہے۔

(۲)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے بیٹے جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو

marfat.com

Marfat.com

فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ۔ (ترمذی)

سلام کہہ اس سے تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر برکت ہوگی۔

(۳)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا وَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَىْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ عَلَيْكُمْ۔

(ابن ماجہ باب افشاء السلام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک تم ایمان نہ لاؤ گے بہشت میں داخل نہ ہوسکو گے اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے ایمان کامل نہ ہوسکے گا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون سی چیز ہے جو آپس میں محبت پیدا کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔

(۴)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَ بِالسَّلَامِ۔

(ابوداؤد فی فضل من بدا بالسلام)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کہتا ہے۔

(۵)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِّنَ الْكِبْرِ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پہلے سلام کہے وہ تکبر سے پاک ہوتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

(بخاری باب تسلیم القلیل علی الکثیر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کہے۔

(۷)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ۔

(بخاری تسلیم الراکب علی الماشی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سواری پر بیٹھا ہو یعنی سوار ہو اسے چاہیے کہ پیادہ پا (پیدل) چلنے والے کو پہلے سلام کرے۔

(۸)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا۔

(ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سب لڑکے تھے آپ نے ہمیں سلام کہا۔

(۹)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا۔

(ابن ماجہ باب السلام علی الصبیان والنساء)

حضرت اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم عورتوں کی جماعت میں بیٹھی تھیں۔ آپ نے ہم کو (یعنی عورتوں کی جماعت کو) سلام کہا۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۰)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان مشرک بت پرست اور یہودی ملے جلے تھے۔ آپ نے ان کو سلام کہا۔

(بخاری)

(۱۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ کو پہلے سلام نہ کہو۔

(مسلم)

(۱۲)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَقُوْلُوْ وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی اہل کتاب تم کو سلام کہے تو جواب میں (صرف) وعلیکم کہو۔

(ابن ماجہ باب رد السلام علیٰ اہل الذمۃ)

(۱۳)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ

حضرات عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا السلام علیکم! آپ نے

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ۔

(ترمذی باب فضل السلام)

سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا' اس کی دس نیکیاں لکھی گئیں پھر ایک اور آدمی آیا اور کہا 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا اور آپ نے فرمایا کہ اس کی بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور آدمی آیا اور کہا 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ نے جواب دیا' وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی تیس نیکیاں لکھی گئیں۔

marfat.com
Marfat.com

ایک دوسرے کو تحفے بھیجو (دو)

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الضَّغَائِنَ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفے بھیجا کرو کیونکہ اس طرح دلوں سے کینے دور ہوتے ہیں۔

(۲)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْ فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارِتِهَا وَلَوْشِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں تحفے بھیجا کرو کیونکہ اس طرح سینوں کی کدورت دور ہوتی ہے اور اگر ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کو بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا بھی بھیجے تو اسے حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔

(۳)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهُ فَاِنَّهُ خَفِيْفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو خوشبودار پھول دیا جائے تو اسے واپس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں احسان کم ہے اور خوشبو زیادہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

صُلح میں بھلائی ہے

فرمودہ ربّانی

(۱)

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا (الحجرات:۹)

ترجمہ: اور اگر اہلِ ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔

(۲)

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النّساء:۱۲۸) ترجمہ: اور صلح (ہی) بہتر ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کا درجہ نماز' روزے اور صدقہ کے درجے سے افضل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ ضرور فرمائیے۔ (بتائیے) آپ ﷺ نے فرمایا: وہ چیز دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان فساد ڈالنا دین میں خلل پیدا کرتا ہے۔

(ابوداؤد' باب فی اصلاحِ ذاتِ البین)

marfat.com

Marfat.com

(۲)

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ الْمُزْنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا وَاَحَلَّ حَرَامًا۔ (ابن ماجہ باب الصلح)

حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے مگر ایسی صلح جو حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے جائز نہیں۔

(۳)

عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ يَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا۔ (مسلم باب تحریم الکذب)

حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ عقبہ بن ابی معیط سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور ان کو جا کر اچھی باتیں کہے اور اچھی باتیں پہنچائے۔

شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نیک نیت اور پاک ارادے سے دو (مخالف) فریقوں کے درمیان آ جائے اور ان کو ایک دوسرے کی طرف سے ایسی بھلائی کی باتیں کہے جو ان کے دلوں سے کدورت دور کرنے والی ہوں۔ (اگرچہ یہ کسی فریق نے نہ کہی ہوں) تو اس مخلص بندے کا ایسا کرنا اُس جھوٹ میں شمار نہیں ہوگا جو معصیت اور گناہِ کبیرہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عیب پوشی

ارشادِ ربّانی

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ - (اَلْهُمَزَة:١)

ترجمہ: تباہی ہے ہر عیب چین (آوازہ کسنے یا طعن کرنے) اور غیبت کرنے والے کے لیے

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(١)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی کی عیب پوشی کرتا ہے، قیامت کے دن اللہ اس کی عیب پوشی کرتا ہے۔

(مسلم باب من ستر)

(٢)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ کَشَفَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔ اللہ قیامت کے دن اس کے

marfat.com
Marfat.com

عَوْرَةَ اَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ حَتّٰى يَفْضَحَهٗ بِهَا فِيْ بَيْتِهٖ۔

عیب پر پردہ ڈالے گا اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ظاہر کرتا ہے اللہ اس کے عیب ظاہر کرے گا حتیٰ کہ اس کو گھر بیٹھے رسوا کردے گا۔ (ابنِ ماجہ)

(۳)

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى مَوْءُدَةً فَسَتَرَهَا كَانَ لِمَنْ اَحْيَا مَوْءُدَةً (ابوداود فی ستر علی المسلم)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کا عیب دیکھا اور اس پر پردہ ڈالا اس نے گویا زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو قبر سے نکالا۔

(۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ۔

(ترمذی باب فی التعظیم المؤمن)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا کہ اے لوگو! جن کی زبانیں ایمان لائی ہیں اور جن کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا مسلمانوں کو ایذا نہ دو، ان کو عار نہ دلاؤ اور ان کے عیب نہ ڈھونڈو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈتا ہے اللہ اس کے عیب ڈھونڈتا ہے اور جس شخص کے عیب اللہ ڈھونڈے وہ خواہ گھر میں چھپ کر بیٹھے رسوا ہو جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حیا ایمان کا جزو ہے

فرمودۂ باری تعالیٰ

(۱)

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام:۱۵۱)

ترجمہ: اور بے حیائی کی باتوں کے قریب تک نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

(۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط۔ (النور-۱۹)

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ۔ (صحیحین)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا یقیناً خیر کا موجب ہوتی ہے اور ایک روایت میں آیا ہے حیا سراسر بھلائی ہے یا ہر نوع کی حیا میں خیر ہی خیر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّعَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَھُوَ یَعِظُ اَخَاہُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْہُ فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو بہت حیا کرنے سے منع کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کچھ نہ کہو کیونکہ حیا ایمان کا جزو ہے۔

(۳)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ۔ (ابنِ ماجہ باب الحیا)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک دین کا ایک خاص وصف ہے اور اسلام کا خاص وصف حیا ہے۔

(۴)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَارَاٰی شَیْئًا یَکْرَھُہٗ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو سعید الخدری ﷺ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باکرہ پردہ دار لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے، جب آپ کسی بات کو دیکھتے جسے ناپسند فرماتے تو ہم یہ بات آپ کے چہرے سے معلوم کر لیتے۔

(۵)

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ

حضرت ابو بکرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا جزو ہے اور ایمان بہشت میں لے جاتا ہے

marfat.com

Marfat.com

فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔

اور بے حیائی بدکاری ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے۔

(ابن ماجہ باب الحیاء)

(۶)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان اکٹھے کیے گئے ہیں۔ جب ان میں سے ایک چلا جاتا ہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

(۷)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے کلام سے لوگوں تک یہ بات پہنچی ہے کہ اگر تو حیا نہیں کرتا تو پھر جو چاہتا ہے کر۔

(بخاری)

مطلب یہ ہے کہ حیا کے جانے سے ایمان چلا جاتا ہے۔ جب ایمان چلا گیا تو پھر کون سی قید باقی رہی جو چاہو کرو۔

(۸)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِاَصْحَابِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اللہ سے حیا کرو۔ اس طرح جیسے اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ
قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔
قَالَ لَيْسَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّ مَنِ اسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔
فَلْيَحْفَظِ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى
وَالْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى
وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى
وَمَنْ اَرَادَالْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا۔
فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔
(مشکوٰۃ، باب تمنی الموت، فصلِ ثانی، بحوالہ ترمذی)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! اللہ کا شکر ہے ہم تو اللہ سے حیا کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ان کا جواب سن کر فرمایا، اللہ سے حیا کرنے کا مطلب اتنا ہی نہیں (جتنا تم سمجھتے ہو) بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ آدمی سر کی حفاظت کرے اور دماغ میں آنے والے وسوسوں کی نگرانی کرتا رہے اور پیٹ کے اندر جانے والی غذا کی نگرانی کرے یعنی حلال کھائے اور حلال پیے نیز بدکاری سے بچے اور موت کو یاد رکھے اور موت کے بعد قبر میں گل سڑ جانے کو یاد رکھے اور جو آدمی آخرت کا طالب ہوتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے۔ پس جس نے یہ کام کر لیے اس نے گویا اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

خوش اَخلاقی

ارشادِ رَبّانی

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ O -(القلم-۴)

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں۔

یا

آپ کے اَخلاق یقیناً بہت بلند ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

(۲)

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحَاسِنَکُمْ اَخْلَاقًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

(۳)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍ قَالَ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُ مَاکُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقَ النَّاسَ بِخُلْقٍ حَسَنٍ۔ (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جہاں کہیں ہو اللہ سے ڈرتا رہ اور بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی بدی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آ۔

(۴)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَالًا وَ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔ (مُسْنَدِ احمد)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے سب سے اچھے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ضرور بتایئے آپ نے فرمایا وہ لوگ جو سب سے زیادہ عمر پاتے ہیں اور سب سے زیادہ خوش اخلاق ہیں۔

درازیٔ عمر کا مدعا یہ ہے کہ اپنی خوش اخلاقی سے بہت مدت تک لوگوں کو مسرور کر کے زیادہ ثواب کا مستحق بن سکتے۔

(۵)

عَنِ النُّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِیْ صَدْرِکَ

حضرت نواس بن سمعان ﷺ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نیکی خوش اخلاقی کو کہتے ہیں اور بدی وہ چیز ہے جو تیرے

marfat.com
Marfat.com

وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔ (مسلم باب تفسیر البر والاثم)

دل میں کھٹکے اور جس کو تو لوگوں پر ظاہر نہ کرنا چاہے۔

(۶)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ الرِّفْقَ وَحُسْنُ الْخُلُقِ يُرٰى لَمَا رُاِيَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى خَلْقٌ" اَحْسَنَ مِنْهُ وَلَوْ اَنَّ الْخُرْقَ خُلُقَ يُرىٰ لَمَّا رُاِيَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَقْبَحُ مِنْهُ۔ (مُسندِ امام اعظمؒ، کتاب الادب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نرمی اور خوش خلقی نظر آنے والی چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتی اور اگر بداخلاقی ایسی چیز ہوتی کہ دیکھی جا سکے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں اس سے زیادہ بدصورت اور کوئی چیز نظر نہ آتی۔

(۷)

عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مِنْهُ شَرًّا وَّ يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْ حَقِّهٖ خَيْرًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمَلٰئِكَةِ قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَاتِ عِبَادِيْ عَلٰى عَبْدِيْ وَغَضَرْتُ عِلْمِيْ۔ (مُسندِ امام اعظمؒ، باب الجنائز)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک آدمی مرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کے اعمال بد کا علم ہوتا ہے مگر لوگ اس کے حق میں اچھا کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ میں اپنے بندے کے متعلق اپنے دوسرے بندوں کی شہادت کو قبول کرتا ہوں اور اس کے وہ گناہ جو میرے علم میں ہیں بخش دوں گا۔

marfat.com
Marfat.com

(۸)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرُّوا الْجِنَازَةِ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ قَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔

(بخاری، ثناء الناس علی المیت)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ صحابہ ایک جنازے سے گزرے اور اس کی نیکی کی تعریف کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی پھر ایک اور جنازے سے گزرے اور اس کی بدی کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ جس کی تم نے تعریف کی، اس پر بہشت واجب ہوئی اور جسے تم نے برا کہا، اس پر دوزخ۔ کیونکہ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

(ذوقؔ)

(۹)

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ۔

(مؤطا امام مالکؒ باب حسنِ خُلق)

حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۰)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ۔ (مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نیکی کو حقیر نہ جانو خواہ وہ نیکی صرف اتنی ہو کہ تم اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی سے ملو۔

(۱۱)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ۔ (ابوداؤد باب حسن الخلق)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان اعمال میں خوش اخلاقی سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مشورہ

ارشادِ ربانی

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشّوریٰ:۳۸)

ترجمہ: وہ (لوگ جو ایمان لائے ہیں) اپنے معاملات باہمی (آپس کے) مشورے سے چلاتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَشَارَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُشِرْ عَلَيْهِ۔

(ابنِ ماجہ باب المستشار موتمن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے چاہئے کہ اسے (نیک) مشورہ دے۔

(۲)

عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔

(ابنِ ماجہ باب المستشار موتمن)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے مشورہ طلب کیا جاوے، وہ بمنزلہ امین کے ہوتا ہے۔

یعنی اگر اس نے نیک مشورہ دے دیا تو گویا امانت ادا کردی ورنہ خیانت کا مجرم ہوا۔

(۳)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَشَارَكَ فَاَشِرْهُ بِالرُّشْدِ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَقَدْ خُنْتَهٗ۔

(مسندِ امام اعظم کتاب الادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تجھ سے مشورہ لے تو اس کو نیک مشورہ دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو امانت میں خیانت کی۔

marfat.com
Marfat.com

مہمان نوازی

ارشادِ ربّانی

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ ۚ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ - (الذّٰرِيٰت: ۲۴ تا ۲۷)

ترجمہ: اے نبی کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کا قصہ سنا ہے کہ جب وہ ابراہیمؑ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے سلام' ابراہیمؑ نے بھی جواب دیا۔ سلام اور دل میں کہا کہ یہ لوگ تو کچھ نئی قسم کے معلوم ہوتے ہیں پھر اپنے گھر جا کر ایک بھنا ہوا موٹا تازہ بچھڑا لے کر آیا۔ وہ ان کے سامنے رکھا۔ (انہوں نے کھانے میں تامل کیا۔) ابراہیمؑ نے کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے مہمانوں کی خاطر داری کریں۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ خُوَيلِدِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ يَوْمٌ وَّ لَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ۔

(بخاری و مسلم)

حضرت خویلد بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے مہمانوں کی خاطر داری کریں۔ پہلے دن اور رات انعام و عطیہ کے ہیں جس میں مہمان کو عمدہ سے عمدہ کھانا کھلانا چاہیے اور مہمانی تین دن تک ہے اس کے بعد وہ جو کچھ کرے گا وہ صدقہ ہوگا اور مہمان کیلئے جائز نہیں کہ میزبان کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ وہ پریشان ہو جائے۔

(۳)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهٖ اِلٰى بَابِ الدَّارِ۔

(ابنِ ماجہ باب الضیافت)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فطرت سلیمہ کے رو سے آدمی کو چاہیے کہ اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔

(۴)

عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يَقْرِنِيْ وَلَمْ يُضِفْنِيْ ثُمَّ مَرَّبِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ اَقْرِيْهِ اَمْ اَجْزِيْهِ قَالَ بَلْ اَقْرِهٖ۔

(ترمذی)

حضرت ابوالاحوص الجشمی ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں کسی آدمی کے پاس جاؤں اور وہ میری مہمان نوازی نہ کرے تو پھر اگر وہ شخص میرے پاس آئے تو کیا میں اس کی مہمان نوازی کروں یا بدلہ لوں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مہمان نوازی کرو۔

marfat.com
Marfat.com

دعوت اور قبولِ دعوت

ارشادِ ربانی

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ۔ (الاحزاب:۵۳)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ چلے آیا کرو نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو جب بلائے جاؤ تو اس وقت ضرور جاؤ پھر کھانا کھالو تو وہاں سے چل دو اور باتوں میں نہ لگ جاؤ کیونکہ ایسا کرنے سے نبی ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے۔

احادیثِ مبارکہ

(۱)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ ...... وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ۔ (البخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں...... (جن میں سے ایک دعوت کا قبول کرنا ہے۔)

(۲)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

marfat.com

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ ......

(ابنِ ماجہ باب البراۃ من الکبر)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت بھی قبول فرمالیا کرتے تھے۔

(۳)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى وَلِيْمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ۔ (ابنِ ماجہ باب اجابت الداعی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو شادی کے کھانے پر بلایا جائے تو قبول کرلینا چاہئے۔

(۴)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ الْوَلِيْمَةُ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَآءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (ابوداؤد فی اجابۃ الدعوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برا کھانا شادی کا وہ کھانا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جو شخص دعوت قبول نہیں کرتا وہ اللہ اور اس کے رسول کا گنہگار ہے۔

(۵)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ۔

(ابوداؤد باب اجابت الدعوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو کھانے پر بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے اور حاضر ہو جائے پھر چاہے تو کھالے اور اگر نہ چاہے تو نہ کھائے۔

marfat.com

Marfat.com

(۶)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمْ عَلٰی اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ فَلْیَاْکُلْ مِنْ طَعَامِہٖ وَلَا یَسْئَلْ وَیَشْرَبْ مِنْ شَرَابِہٖ وَلَا یَسْئَلْ۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے گھر جائے تو اس کا کھانا کھالے۔ اس کا پانی پی لے اور یہ نہ پوچھے کہ یہ (کھانے پینے کی) چیزیں کیسی ہیں اور کہاں سے آئی ہیں۔

(۷)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِیَانِ لَا یُجَابَانِ وَلَا یُؤْکَلُ طَعَامُھُمَا۔ (مُسندِ امام احمدؒ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو شخص ایک دوسرے سے فخر و مقابلہ کے لیے کھانا تیار کریں تو ان کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے اور کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

بیمار پرسی (عیادت)

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوْا الْعَانِیْ۔

(بخاری، باب وجوب عیادۃ المریض)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھوکے کو روٹی کھلاؤ۔ مریض کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو دشمن کے پنجے سے چھڑاؤ

(۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ...... وَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَہٗ لَابَاسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

(بخاری باب عیادۃ الاعراب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پرسی کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو بیمار سے فرمایا کرتے تھے کہ فکر کی کچھ بات نہیں، اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری روحانی اور جسمانی پاکیزگی کا ذریعہ بنے گی۔

(۳)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

اِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيْضَ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى اِذَاقَعَدَ عِنْدَهٗ اِغْتَمَسَ فِيْهَا۔

(مؤطاامام مالک باب عیادۃ المریض)

فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی آدمی کی بیمار پرسی کرنے جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں آ جاتا ہے اور جب بیمار کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے۔

(۴)

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِيْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

(مسلم، باب فضل عیادۃ المریض)

حضرت ثوبان ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیمار پرسی کرنے والا جب تک مریض کے پاس رہتا ہے بہشت کے باغ میں ہوتا ہے۔

(۵)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَلَبَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّءْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔

(ابن ماجہ باب فی ثواب من عاد مریضاً)

حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اللہ تجھے خوش رکھے اور تیرے چلنے کو مبارک کرے اور تجھے بہشت میں ایک بلند مرتبہ نصیب ہو۔

(۶)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِيْ عِيَادَةٍ عِنْدَ الْمَرِيْضِ۔ (رزین بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس ﷜ سے روایت ہے کہ مریض کے پاس تھوڑا بیٹھنا اور تھوڑی باتیں کرنا سنت نبوی ﷺ سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۷)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ سِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے وہ دوزخ سے ساٹھ سال کی مسافت تک دور ہو جاتا ہے۔

(۸)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِىْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذَالِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيَطِيْبُ بِنَفْسِهٖ۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ اللہ تجھے شفا دے گا اور تجھے لمبی عمر عطا کرے گا۔ ایسا کہنے سے مقدر تو نہیں ٹل سکتا لیکن مریض کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

رحم

(اللہ کے بندوں پر)

فرمودۂ ربّانی

۱- رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔ (الفتح-۲۹)

ترجمہ: وہ (صحابہ) آپس میں رحم دل (رحیم) ہیں۔

۲- کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ط
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝ (البلد-۱۷-۱۸)

ترجمہ: آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (خلق خدا پر) رحم کی تلقین کی۔ یہی لوگ دائیں بازو والے ہیں۔ (یعنی یہی لوگ آخرت میں مبارک اور خوش نصیب ہوں گے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِیٍّ۔

(ترمذی باب رحمت الناس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ فرماتے سنا کہ جس شخص کے دل سے رحم ہٹایا جاتا ہے وہ یقینا بدبخت ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا اَهْلَ الْاَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ۔

(ابوداؤد باب فی الرحمت)

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے تم زمین کے رہنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(۳)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

(نسائی باب الامر بالاحتساب)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو اوروں پر رحم کرتے ہیں۔

(۴)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ (بخاری باب رحمت الناس)

☆ یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

جانوروں پر رحم

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ صرف انسانوں پر بلکہ جانوروں (چوپایوں، پرندوں وغیرہ) پر بھی رحم کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ...... سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ...... وَلَقَدْ رَاَیْتُ فِیْهَا امْرَءَۃً اَدْمَاءَ حِمْیَرِیَّۃً تُعَذَّبُ فِیْ هِرَّۃٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ وَحَشَرَاتِهَا......

(مسند امام اعظمؒ، باب صلوٰۃ الکسوف)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے دوزخ میں قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو جو گندمی رنگ کی تھی۔ دیکھا کہ عذاب دی جا رہی ہے۔ وجہ یہ تھی کہ اس نے (دنیا میں) ایک بلی کو باندھ دیا پھر اسے کھانے کو کچھ نہ دیا نہ اسے کھولا تاکہ وہ حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔ (اسی طرح اسے بھوکا تڑپا تڑپا کے مار ڈالا)

صحیحین میں ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُفِرَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک

marfat.com
Marfat.com

لِبَا مُرَاةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطْشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ قِيْلَ اِنَّ لَنَا فِى الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِىْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ۔

(بخاری و مسلم)

بدکار عورت کو خدا نے اس لیے بخش دیا کہ اس نے ایک دفعہ ایک کنوئیں کے پاس ایک کتے کو دیکھا جو زبان نکال رہا تھا اور قریب تھا کہ پیاس سے مر جائے۔ اس عورت نے اپنی جوتی نکال کر اپنی اوڑھنی سے باندھی اور کنوئیں سے پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ اس پر وہ بخشی گئی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیا جانوروں پر رحم کرنے کا بھی ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک! ہر ایک تر جگر والی چیز (یعنی ہر زندہ جانور) پر رحم کرنے سے اجر ملتا ہے۔

(۳)

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهٗ بِبَطْنِهٖ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ فِىْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد)

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک اونٹ دیکھا جس کی پشت اس کے پیٹ کے ساتھ مل چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرا کرو جب تک یہ توانا اور مضبوط ہوں، ان پر سواری کیا کرو اور ابھی توانا اور مضبوط ہی ہوں تو انہیں چھوڑ دیا کرو۔

(۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ لَاتَـتَّـخِـذُوْا شَيْـئًا فِيْـهِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاندار چیزوں کو نشانہ نہ بناؤ۔ (مسلم)

نشانہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ کسی جانور کو سامنے رکھ کر مشق کے لیے چاند ماری کی جائے۔ اس بے دردی اور ظلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

(۶)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رأىَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا قَدْ وُسِمَ وَجْهِـهٖ فَـقَـالَ لَـعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی نظر ایک گدھے پر پڑی جس کے چہرے پر داغ دے کر نشان بنایا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: اس پر اللہ کی لعنت جس نے یہ کام کیا ہے۔ (مُسندِ احمد)

marfat.com
Marfat.com

شکر گزاری

ارشادِ ربانی

وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ- (ال عمران:۱۴۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (نیک) بدلہ دے گا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ-

(ترمذی باب فی الشکر)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کا شکر (شکریہ) ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی نہیں کرتا۔

(۲)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُعْطِىَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِبِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهٖ فَمَنْ اَثْنٰى بِهٖ فَقَدْ شَكَرَهٗ وَمَنْ كَتَمَهٗ فَقَدْ كَفَرَهٗ-

(ابوداؤد باب فی شکر المعروف)

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کچھ عطیہ دیا جائے اسے چاہیے کہ اگر ہو سکے تو اس کا بدلہ دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو دینے والے کی تعریف کرے کیونکہ تعریف کر دینے سے شکر گزاری کا حق ادا ہو جاتا ہے اور جو شخص یہ دونوں باتیں نہ کرے، وہ کفرانِ نعمت کا مرتکب ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۳)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَنَعَ اِلَیْکُمْ مَعْرُوْفًا فَکَافِئُوْهُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَاتُکَافِئُوْا بِهٖ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰی تَرَوْا اَنْ قَدْ کَافَاْتُمُوْهُ۔

(ابوداؤد باب عطیہ من سال باللہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی بدلے میں احسان کرو اور اگر یہ نہ کرسکو تو اپنے محسن کے حق میں دعا کرو حتیٰ کہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تم نے احسان کا بدلہ پورا کر دیا ہے۔

(۴)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ اِلَیْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ بِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَاءِ۔

(ترمذی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص پر کچھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کو جزاک اللہ خیراً کہہ دے تو گویا اس نے اپنے محسن کی تعریف کا پورا حق ادا کر دیا۔

(جزاک اللہ خیراً۔ اللہ تجھے جزائے خیر دے) شکریہ ادا کرنے کا اسلامی طریقہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اجازت طلبی

(استیذان)

ارشادِ ربّانی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝

(النور: ۲۷تا۲۹)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنے گھروں کے سوا (پرائے) گھروں میں مت گھسو جب تک ان گھر والوں سے اجازت نہ لو اور (باہر رہ کر) گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے پھر اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ (اندر سے کچھ جواب نہ آئے) تو جب تک تم کو اجازت نہ ہو اندر مت گھسو اور اگر اندر سے تم کو یہ جواب ملے کہ واپس ہو جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ بہت پاکیزہ طریقہ ہے تمہارے لیے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ جس مکان میں تمہارا اسباب پڑا ہو اور وہاں کوئی رہتا نہ ہو اس میں بغیر اجازت کے اندر جانا کوئی

marfat.com
Marfat.com

گناہ نہیں اور جو تم کھل کر کرتے ہو اور چھپا کر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْمُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ۔

(بخاری)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا تھا۔ میں ان کے دروازے پر گیا اور تین دفعہ سلام کیا۔ جواب نہ ملا میں واپس آ گیا۔ حضرت عمر نے مجھے کہا کہ تو ہمارے پاس کیوں نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور آپ کے دروازے پر تین بار سلام کیا' جواب نہ ملا تو میں واپس آ گیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اندر آنے کی اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو اسے واپس ہو جانا چاہیے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ اس حدیث پر گواہ پیش کرو چنانچہ میں اٹھ کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس حدیث کی گواہی دی۔

(۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو بلانے

marfat.com
Marfat.com

دُعِیَ اَحَدُکُم فَجَاءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَاِنَّ ذَالِکَ لَهٗ اِذْنٌ۔ (ابوداؤد)

کے لیے کوئی آدمی بھیجا جائے اور تم اس آدمی کے ساتھ آ جاؤ تو اندر آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں، اس آدمی کا تمہارے ساتھ ہونا ہی بمنزلہ اجازت کے ہے۔

(۳)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی بَابَ قَوْمٍ لَّمْ یَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰکِنْ مِنْ رُکْنِهِ الْاَیْمَنِ اَوِالْاَیْسَرِ فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَذَالِکَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ تَکُنْ یَوْمَئِذٍ عَلَیْهَا سُتُوْرٌ۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے سامنے نہ ہوتے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں طرف رہتے اور السلام علیکم السلام علیکم کہتے وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(۴)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَئَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاذِنُ عَلٰی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاذِنْ عَلَیْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لیے بھی اجازت مانگوں۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا کہ میں ایک گھر ہی میں اس کے ساتھ رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر بھی اجازت مانگنی چاہیے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ میں اپنی ماں کی

marfat.com
Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرِيْهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَاقَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا۔

(مسندِ امام مالکؒ)

خدمت کرتا ہوں اور ہر وقت اس کے پاس آنا جانا پڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت لینی چاہیے' کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو اپنی ماں کو ننگا دیکھے۔اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اجازت ضروری ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا۔

(بخاری)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک قرضہ کے معاملے میں جو میرے باپ کے ذمہ تھا' نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا' میں ہوں۔ آپ نے فرمایا میں ہوں' میں ہوں گویا آپ نے میرے اس کہنے کو برا سمجھا۔

چاہیے تھا کہ ''کون ہے'' کے جواب میں حضرت جابرؓ اپنا نام بتاتے۔ صرف ''میں ہوں'' کہہ دینا درست نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

تَوَکُّلْ عَلَی اللّٰہ

ارشاداتِ رَبّانی

۱- وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ ؕ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ- (ھود:۱۲۳)

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ چھپا ہوا ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور ہر ایک کام کا (دارومدار) آخرکار اسی پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ پس اے نبی تو اسی کی عبادت کر اور اسی پر بھروسا رکھ اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو تیرا رب اس سے بے خبر نہیں ہے۔

۲- وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا- (النّساء:۸۱)

ترجمہ: اور اللہ پر بھروسا رکھو وہی بھروسا کے لیے کافی ہے۔

۳- وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ- (اٰلِ عمران:۱۲۲)

ترجمہ: اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں نہ تو منتر جنتر کراتے تھے اور نہ شگون بدلیتے تھے بلکہ

marfat.com

Marfat.com

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ (صحیحین)

ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے تھے۔

(۴)

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔

(ابنِ ماجہ باب التوکل)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر پورا پورا توکل کرو تو وہ تمہیں اس طرح روزی پہنچائے جس طرح پرندہ کو پہنچاتا ہے۔ دیکھو پرندے صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر گھونسلوں میں واپس جاتے ہیں۔

(۳)

عَنْ عُمَرَ وبْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهٗ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ۔

(ابنِ ماجہ باب التوکل)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسانی دل کے اندر روزی وغیرہ کے تفکرات کے کئی شعبے ہیں، پس جس شخص نے اپنے دل کو ہر قسم کے مختلف شعبوں کے پیچھے ڈالا اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتا کہ وہ کس شعبے میں ہلاک ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ان تمام مختلف شعبوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

❀❀

marfat.com
Marfat.com

انکسار و تواضع

فرمودۂ ربّانی

۱- وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ- (الحجر:۸۸)

ترجمہ: اور ایمان والوں کے لیے اپنا بازو جھکا دے۔

۲- وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا- (الفرقان:۶۳)

ترجمہ: اور اللہ کے (اصل نیک) بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں (نرم چال) چلتے ہیں۔

احادیثِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ وَمَا زَادَاللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ-

(مسلم باب استحباب العفو والتواضع)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور کسی کا قصور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ عزت بڑھاتا ہے اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے تواضع اختیار کرے تو خدا اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

(۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَاْنِفُ اَنْ يَّمْشِیَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِیَ لَهُ الْحَاجَتَ- (نسائی)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے یا ان کا کام کر دینے سے عار نہیں کیا کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

(۳)

عَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ۔

(ابنِ ماجہ باب البراۃ من الکبر)

حضرت عیاض بن حمار الجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی آدمی کسی آدمی سے مفاخرہ نہ کرے یعنی اپنے حسب ونسب یا مال و دولت وغیرہ پر فخر کر کے دوسرے پر اپنی برتری نہ جتائے۔

(۴)

عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يٰاَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے اور گو وہ اپنی نظروں میں حقیر ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہوتی ہے اور جو شخص تکبر کرتا ہے۔ وہ اگرچہ اپنے آپ کو معزز سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگ اسے کتے اور سور سے بھی بدتر سمجھنے لگتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

آدابِ مجلس

ارشادِ ربّانی

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا۔ (المجادلہ:۱۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی بخشے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔

(مسلم باب تحریم اقامت الانسان)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی کسی آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے البتہ کھل جاؤ اور آنے والے کو جگہ دو (تا کہ کسی کو اٹھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔)

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا۔

(ترمذی باب فی کراہیۃ الجلوس)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر اجازت کے دو آدمیوں کے درمیان جا کر بیٹھ جانا جائز نہیں ہے۔

(۳)

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(ترمذی باب کراہیۃ قیام الرجل للرجل)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں' اسے چاہیے کہ اپنی جگہ دوزخ میں تجویز کر لے۔

(۴)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ۔

(ترمذی باب فی کراہیۃ قیام الرجل للرجل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز کوئی شخص نہ تھا لیکن جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ ان کیلئے کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ ان کو علم تھا کہ آنحضرت ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

سخاوت

ارشادِ ربّانی

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ:۲۶۱)

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں' ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے' افزونی (بڑھوتری) عطا کرتا ہے' وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

احادیثِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے وہ اس کی ایک شاخ پکڑے گا اور وہ شاخ اسے نہیں چھوڑے گی حتیٰ کہ اسے بہشت میں داخل کرے گی اور بخل ایک درخت ہے۔ دوزخ میں جو شخص بخیل ہے وہ

marfat.com

Marfat.com

مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ۔ (بیہقی، بحوالہ مشکوٰۃ)

اس کی ایک شاخ پکڑے گا اور وہ شاخ اسے نہیں چھوڑے گی حتیٰ کہ اسے دوزخ میں داخل کر دے گی۔

(۲)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... لَاتُقْبَلُ...... وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالِ حرام سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔ (بخاری، باب فی قولہ تعالیٰ فاما من اعطیٰ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جب لوگ صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے یعنی سخی کو زیادہ مال دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کے مال کو تلف کر۔

(۴)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا۔ (رزین بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ صدقہ دینے سے بلا دور ہوتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ۔ (مسلم باب استحباب العفو)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔

(۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْكَ۔ (مسلم باب الحث علی النفقۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے آدم کے بیٹے! خرچ میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

(۷)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا (بخاری باب حسن الخلق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ نہیں

(۸)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُبْشِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ...... (نسائی باب جہد المقل)

حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نادار کا صدقہ جو وہ کوشش کر کے دے۔

(۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا' یارسول اللہ! کس شخص کا صدقہ ثواب کے

marfat.com

Marfat.com

وَسَلَّمَ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

(ابوداؤد)

لحاظ سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کا صدقہ جو تنگ دست ہے، جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہے اور بمشکل اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتا ہے (نیز آپ ﷺ نے فرمایا) اپنے صدقے کی ابتدا ان لوگوں سے کرو جن کی پرورش کے تم ذمہ دار ہو۔

(۱۰)

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

(نسائی، باب القلیل فی الصدقۃ)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرکے دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

marfat.com
Marfat.com

اطاعتِ والدین

قرآنِ حکیم میں کئی جگہ اطاعتِ والدین کی سخت تاکید کی گئی ہے ہم یہاں صرف دو مثالیں دے رہے ہیں:

۱- وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا- (سورۃ بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور ماں باپ سے نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی و رحم کے سامنے ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحم اور شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔

۲- وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا- (الاحقاف-۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اب ارشادات نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں۔

(۱)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔

(بخاری باب عقوق الوالدین)

حضرت عبدالرحمٰن بن اَبی بکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ان کو ایذا دینا۔

(۲)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا۔

(بخاری)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میری ماں جو مشرک تھی صلح قریش کے زمانے میں (مکہ سے) میرے پاس (مدینہ میں) آئی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ مشرکہ ہے کیا میں اس سے اچھا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور!

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ اگر دین اسلام پر نہ بھی ہوں تو بھی ان سے حسن سلوک ضروری ہے حالانکہ مشرکوں کے ساتھ دوستی سے منع فرمایا گیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَیْهِ عِنْدَالْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(مسلم،صلۃ اصدقاء الاب)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذلیل وخوار ہو۔ ذلیل وخوار ہو ذلیل وخوار ہو وہ شخص جو والدین کے یا ان میں سے ایک کے بڑھاپے میں موجود ہو اور (ان کی خدمت کر کے) بہشت میں داخل نہ ہو۔

(رَغِمَ اَنْفُ: کے لفظی معنی ہیں خاک آلودہ ہو اس کی ناک (یعنی وہ ذلیل وخوار ہو)

(۴)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَاْذِنُهٗ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فِیْهِمَا فَجَاهِدْ۔

(مسلم،باب برالوالدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد پر جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے والدین زندہ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ جا انہی کی خدمت کر کہ یہی تیرا جہاد ہے۔

جب جہاد فرض ہو تو والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ منع بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔ جہاد پر جانا ضروری ہوتا ہے لیکن نفلی جہاد کی صورت میں والدین کی اجازت ضروری ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔ جہاد کے فرض یا نفل ہونے پر امیر کا حکم قطعی ہے۔

(۵)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ

حضرت ابوامامہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔

(ابن ماجہ باب برالوالدین)

پوچھا کہ یارسول اللہ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ والدین ہی تیرے لیے بہشت اور دوزخ ہیں۔

(یعنی ان کی خدمت کر کے تو بہشت میں جاسکتا ہے اور ان کی نافرمانی سے دوزخ میں)

(۶)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْضَيِّعْ۔

(ابن ماجہ باب برالوالدین)

حضرت ابوالدرداء ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ بہشت کا بہترین دروازہ ہے۔ اگر تو چاہے تو اس کی محافظت کر، چاہے تو اسے ضائع کر دے۔

یعنی ماں باپ کی خدمت بہشت میں جانے کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ اگر تو چاہے تو اس ذریعہ سے بہشت میں جا سکتا ہے۔

(۷)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ۔

(مسند امام اعظمؒ، کتاب الادب)

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی چیز ہے۔

(۸)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِیَ الرَّبِّ فِیْ رَضِیَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی

marfat.com

Marfat.com

الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (باب رضاء الوالدین)

خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔

(۹)

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلَيْهَا۔ (نسائی)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد پر جانے کا ہے۔ اس لیے آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اپنی ماں کی خدمت کر کیونکہ بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(۱۰)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کون شخص میرے حُسنِ صحبت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیری ماں اس نے پوچھا کہ پھر کون۔ آپ نے فرمایا: تیری ماں' اس نے پوچھا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پوچھا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا کہ پھر تیرا باپ۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۱)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ۔

(بخاری باب عقوق الوالدین)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کو ایذا دینا اور اس کی نافرمانی کرنا حرام کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

غصے کو پی جاؤ

ارشادِ ربانی

وَسَارِعُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (آل عمران: ۱۳۳، ۱۳۴)

ترجمہ: اور مسلمانو! اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنّت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ (اتنا بڑا ہے) جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ۔ یہ بھی سجائی ان پرہیزگاروں کے لیے تیار ہے جو خوش حالی اور تنگدستی (دونوں حالتوں) میں (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے اور غصے کو روکتے اور (لوگوں کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

ارشاداتِ رسول ﷺ

(۱)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ (مشکوٰۃ)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے غصے کے اس گھونٹ سے بہتر اور افضل کوئی چیز نہیں پی جسے اس نے صرف اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لیے (پانی کی طرح) پیا۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (صحیحین متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو (یعنی اپنے غصے پر قابو پالے)

(۳)

عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ۔ (مشکوٰۃ)

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(۴)

عَنْ عَطِیَّۃَ بْنِ عُرْوَۃَ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَی النَّارُ بِالْمَآءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ۔ (ابوداؤد)

عطیہ بن عروۃ السعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بے جا غصہ شیطان کے بہکانے سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھائی جاتی ہے پانی سے تو تم میں جب کسی کو غصہ آئے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَاتَغْضَبْ فَرَدَّ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَاتَغْضَبْ۔

(بخاری)

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: غصے سے بچ، اس نے کئی مرتبہ یہی دہرایا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ ﷺ نے ہر مرتبہ اس کو یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کر (یعنی غصہ سے بچتے رہو)

(٦)

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَیْظًا وَّھُوَیَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یُّنْفِذَہٗ دَعَاہُ اللّٰہُ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ فِیْ اَیِّ الْحُوْرِ شَآءَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غصے کو پی جائے گا اگرچہ وہ غصہ جاری رکھنے پر قادر ہے، اللہ اُسے قیامت کے دن تمام خلائق کے سامنے بلائے گا اور انعام پر انعام دیتا رہے گا یہاں تک کہ اسے اختیار دے گا کہ جونسی حور چاہے لے لے۔

marfat.com
Marfat.com

عفوودرگزر

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا○ (النساء:۱۴۹)

ترجمہ: (مظلوم ہونے کی صورت میں اگرچہ تم کو بدگوئی کا حق ہے) لیکن اگر تم علانیہ بھلائی کرو یا چھپا کر کرو یا درگزر کردو (دوسرے کی) برائی سے تو بے شک اللہ بھی ہے بے حد معاف کرنے والا' پوری قدرت رکھنے والا۔

مطلب یہ کہ مظلوم کو برابر کا بدلہ لینے کا حق ہے لیکن اگر وہ برملا یا درپردہ بھلائی کیے جائے یا کسی کی برائی معاف کردے تو اس کے لیے اجر ہی اجر ہے کیونکہ اللہ کی صفت بھی یہی ہے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے حالانکہ سزا دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(التغابن:۱۴)

ترجمہ: اور اگر تم عفوودرگزر سے کام لو اور معاف کردو تو اللہ غفور رحیم ہے۔

مطلب یہ کہ اگر تم عفوودرگزر سے کام لو گے تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ قصورواروں پر بھی رحم کرے گا اور تم پر بھی۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ   حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا۔

(مسلم باب استحباب العفو)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔

(۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔

(ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب دو طریق عمل ہوتے تو آپ ہمیشہ ان میں سے زیادہ آسان اور نرم طریق عمل پر کار فرما ہوتے بشرطیکہ وہ طریق گناہ کی تعریف میں نہ آتا۔ ایسی صورت میں آپ ایسے طریق عمل سے نہایت دور رہتے اور آپ نے اپنے نفس کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر کسی کام میں احکام الٰہی کی بے حرمتی ہوتی تو آپ ضرور اللہ کے حکم کی تعمیل میں انتقام لیتے۔

(۳)

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يُقْبَلْ عُذْرَ مُسْلِمٍ يَعْتَذِرُ اِلَيْهِ فَوِزْرُهٗ كَوِزْرِ صَاحِبِ مَكْسٍ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا صَاحِبُ مَكْسٍ قَالَ عَشَّارٌ۔

(مسند امام اعظم، کتاب الادب)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عذر قبول نہ کرے اس کا گناہ صاحب مکس کے برابر ہے جب پوچھا گیا کہ صاحب مکس کون ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا: کہ عشر وصول کرنے والا جو رشوت لے۔

marfat.com

Marfat.com

(۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰی ابْنِ عِمْرَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَارَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار تیرے نزدیک سب سے عزیز آدمی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ وہ شخص جو انتقام پر قادر ہو اور معاف کر دے۔

(۵)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ...... وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کے بدلے میں برائی نہ کرتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک

ارشادِ ربّانی

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِالْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ

(النّساء:٣٦)

ترجمہ: اور عبادت کرو اپنے رب کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور احسان کرو اپنے والدین کے ساتھ' قرابت داروں' یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور پڑوسی رشتہ دار کے ساتھ' اجنبی ہمسایہ' پہلو کے ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان زیردستوں (خادموں' نوکروں) کے ساتھ جو تمہارے قبضے میں ہوں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ۔

(بخاری' باب من کان..... جارہ)

حضرت ابوشریح الکعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہئے کہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ۔

(بخاری من کان...... جارہ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دے۔

(۳)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا۔

(بخاری حق الجوار فی قرب الابواب)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کو تحفہ بھیجوں۔ آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ (گھر) تیرے دروازے (گھر) سے زیادہ نزدیک ہے۔

(۴)

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (مسلم باب الدلیل...... اخیہ)

حضرت انس ﷺ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک آدمی اپنے بھائی (یا اپنے پڑوسی) کے لیے وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔

marfat.com

Marfat.com

(۵)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِىْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ۔

(ابنِ ماجہ٬ باب حق الجوار)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ ہمسایہ کے حقوق کی محافظت کی تاکید کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید عنقریب ہمسایہ کو وراثت کا حق بھی مل جائے گا۔

(۶)

عَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَارَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الَّذِىْ لَايَأْمَنُ جَارُهٗ بِوَائِقَهٗ۔

(بخاری)

حضرت ابوشریح العدوی ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم ہے وہ آدمی ایمان نہیں لایا٬ اللہ کی قسم ہے وہ آدمی ایمان نہیں لایا۔ اللہ کی قسم ہے وہ آدمی ایمان نہیں لایا۔ صحابہ نے عرض کیا٬ یا رسول اللہ ﷺ! کون؟ آپ نے فرمایا٬ وہ شخص جس کی بدسلوکی (زیادتیوں) سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

(۷)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ۔

(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ...... خدا کے نزدیک سب سے اچھا ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کیلئے اچھا ہو۔

marfat.com
Marfat.com

(٨)

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَ اِذَا اَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْاَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! مجھے کس طرح معلوم ہو کہ میں نے اچھا کام کیا ہے یا برا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تیرے ہمسائے کہیں کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو سمجھ لے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے اور اگر وہ کہیں کہ تو نے برا کام کیا ہے تو سمجھ لے کہ تو نے برا کام کیا ہے۔

(٩)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ قُرَادٍ...... قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ...... وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قُرادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس کے ساتھ محبت کریں' اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایوں کے حقوقِ ہمسائیگی کو اچھی طرح ادا کرے۔

(١٠)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ وہ شخص پورا مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھا لے اور اس کا ہمسایہ اس کے قریب فاقہ کشی کر رہا ہو۔

marfat.com

Marfat.com

زیردستوں (نوکروں اور خادموں) سے حُسنِ سُلوک

ارشادِ ربّانی

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ...... وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ (النّساء آیت:۳۶)

(اور ماں باپ سے حُسنِ سُلوک سے پیش آؤ ...... اور ان سے بھی جو تمہارے زیردست (خادم یا نوکر) ہوں (یا تمہاری ماتحتی یا تمہارے قبضے میں ہوں)

ارشادِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ۔ (بخاری)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں دس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا۔ آپ نے اس تمام عرصہ میں مجھے اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہ کیا۔

(۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت

marfat.com
Marfat.com

وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَسَكَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ اعْفُوْا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔ (ابوداؤد)

میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ خادم (نوکر) کی کتنی غلطیاں معاف کرنی چاہئیں۔ آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر پوچھا آپ پھر بھی نہ بولے۔ جب اس نے تیسری بار سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ دن میں ستّر دفعہ معاف کرنا چاہیے۔

ستّر کے عدد سے تعداد کا تعیّن مراد نہیں مطلب صرف یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے معاف ہی کرنا بہتر ہے۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ فَذَكَّرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعید ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنے نوکر کو مارو اور وہ کہے کہ اللہ کے لیے مجھے چھوڑ دو تو اسے چھوڑ دو۔

(۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَاءَهٗ بِهٖ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْيَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ۔ (مسلم، باب صحبۃ الممالک)

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا خادم تمہارے لیے کھانا تیار کرکے تمہارے پاس لائے تو چونکہ اس نے کھانا تیار کرنے میں گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے اس لیے چاہیے کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ اور اگر کھانے والے بہت ہوں اور کھانا تھوڑا ہو تو اس صورت میں خادم کو اس میں سے تھوڑا سا کھانا علیحدہ دے دو۔

marfat.com

Marfat.com

(۵)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُکُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ یَدَیْهِ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَاکُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا یُکَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا یَغْلِبُهُ فَاِنْ کَلَّفَهُ مَا یَغْلِبُهُ فَلْیُعِنْهُ عَلَیْهِ۔

(بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے بھائیوں کو ہی تمہارا خادم بنایا ہے۔ پس اگر اللہ کسی کے بھائی کو اس کا خادم بنائے تو چاہیے کہ اسے کھانے کو وہی کچھ دے جو خود کھائے اور پہننے کو وہی کچھ دے جو خود پہنے اور نوکر کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو وہ نہ کر سکتا ہو۔ اگر ایسے کام کی تکلیف دے بھی تو چاہیے کہ اس کام کی تکمیل میں اس کی مدد کرے۔

(۶)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانَ سِنِیْنَ خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْئٍ قَطُّ اُتِیَ فِیْهِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِیَ شَیْئٌ کَانَ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شروع کی میں آٹھ سال کا تھا۔ دس سال میں نے آپ کی خدمت کی۔ اگر کبھی میرے ہاتھ سے نقصان ہو گیا تو آپ نے مجھے کبھی ملامت نہیں کی اور اگر آپ کے گھر والوں میں سے مجھے کوئی ملامت کرتا تو آپ فرماتے کہ اسے چھوڑ دو کچھ نہ کہو کیونکہ جو کچھ مقدّر ہو وہ ہو کر رہتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دینی اُخُوّت اور باہمی امداد

ارشادِ ربّانی

۱- وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (المائدہ:۲)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیز گاری میں مدد کرو اور گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

۲- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" - (الحجرات:۱۰)

ترجمہ: مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ- (بخاری باب تعاون المؤمنین)

حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک عمارت کی مثال ہے جس کا ایک جزو دوسرے جزو کو مضبوط رکھتا ہے پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔ (بطور مثال کے)

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ ـ (مسلم باب تراحم المؤمنین)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں کہ اگر آنکھ دکھتی ہے تو تمام جسم بے قرار ہو جاتا ہے اور اگر سر دکھتا ہے تو تمام بدن بے قرار ہو جاتا ہے۔

(۳)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ اَخُ الْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ ـ

(ابوداؤد باب المواخاۃ)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس لیے نہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم کرے اور نہ اس پر کسی دوسرے کو ظلم کرنے دے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔

(۴)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ـ

(ابن ماجہ باب انظار المعسر)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کو جو تکلیف میں ہو آرام پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں آرام پہنچاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُّؤْمِنٍ كُرْبَةً فَمِنْ كُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً لِمَنْ كَرَبَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاكَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان کو اس کی دنیاوی سختیوں میں سے کسی سختی سے رہائی دلائے' اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں میں سے کسی سختی سے رہائی دے گا ...... اور جب تک ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی امداد میں رہتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی امداد میں رہتا ہے۔

(٦)

عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَّا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔

(مُسندِ امامِ اعظمؒ)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہترین ایمان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا...... یہ کہ تو لوگوں کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے وہ بات ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔

(۷)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ظالم بھائی اور مظلوم

marfat.com
Marfat.com

اَوْمَظْلُوْمًا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ۔

(بخاری باب عن اخاک ظالما او مظلوما)

بھائی کی مدد کرو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ مظلوم کی مدد تو ہو سکتی ہے' ظالم کی مدد کیونکر ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کو ظلم کرنے سے روکو (یہی اس کی مدد ہے۔)

(۸)

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَتِهٖ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْكَالَّذِىْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ الَّيْلَ۔

(ترمذی باب السعی علی الارملۃ)

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کرنے والا اللہ کے رستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا اس شخص کے برابر ہے جو صائم النّہار اور شب زندہ دار ہو۔

(۹)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ" بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ چند آدمیوں کے پاس جو بیٹھے ہوئے تھے' جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھا کون ہے اور سب سے برا کون' لوگ (ڈر کے مارے) چپ ہو رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سوال کا تین بار اعادہ فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا:

marfat.com
Marfat.com

يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَّا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ۔

(ترمذی)

یارسول اللہ! فرمایئے: پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی نیکی کی لوگ امید رکھتے ہوں اور جس کی بدی سے امن میں ہوں اور سب سے برا وہ ہے جس کی نیکی کی لوگوں کو امید نہ ہو اور جس کی بدی سے وہ امن میں نہ ہوں۔

(۱۰)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُّرِيْدُ اَنْ يَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میری امت کے کسی فرد کی حاجت روائی کی تاکہ اسے خوش کرے۔ اس نے گویا مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا۔ اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔

(۱۱)

عَنْ وَّاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ۔

(ترمذی)

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی نہ کرنا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے گا اور تجھے تکلیف میں مبتلا کرے گا۔

marfat.com
Marfat.com

حُقُوقِ قَرابَت یا صلہ رحمی

ارشاداتِ رَبّانی

۱- وَ اٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ- (بنی اسرائیل:۲۶)

ترجمہ: اور قرابت دار کا حق قرابت ادا کرو۔

۲- وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی - (البقرہ:۸۳)

ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ اور (دوسرے) رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

۳- وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی...... (البقرہ:۱۷۷)

ترجمہ: نیکی یہ ہے کہ آدمی (اللہ کی محبت میں) اپنا دل پسند مال رشتہ داروں پر خرچ کرے۔

پوری آیت ۱۷۷ کا ترجمہ یہ ہے کہ: نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخرت کو اور ملائکہ اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتہ داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، سائلوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک ہیں وہ لوگ کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی متقی ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ   حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِىْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا۔ (بخاری)

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرابت کا حق ادا کرنے والا وہ شخص نہیں جو رعایت (احسان) کے مقابلہ میں رعایت (احسان) کرے بلکہ وہ شخص ہے جو قرابت کا لحاظ نہ کرنے والوں کے ساتھ بھی رعایت (احسان) کرے۔

رحم کا مطلب ہے صلۂ رحمی یا قرابت داری کا حق ادا کرنا یا قرابت کا لحاظ کرنا۔ قطع رحم کا مطلب ہے، قرابت کا لحاظ نہ کرنا، اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا۔

(۲)

عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باپ کے بعد باپ کے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھنا سب نیکیوں سے بڑی نیکی ہے۔

(۳)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۴)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لفظ رحم لفظ رحمٰن سے

marfat.com

Marfat.com

الـرَّحِـمُ شَـجْـنَـةٌ" مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَـقَـالَ الـلّٰـهُ تَعَالٰى مَنْ وَمَلَكَ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتُهٗ۔

(بخاری)

مشتق ہے اور خداوند کریم رحم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ جو شخص تجھے ملائے گا میں اسے (اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے (اپنی رحمت سے) محروم رکھوں گا۔

(۵)

عَنْ جُبَيْرِابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ" ۔

(بخاری)

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرابت کا لحاظ نہ کرنے والا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

(۶)

عَنْ اَبِىْ هُـرَيْـرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَـارَسُوْلُ الـلّٰـهِ اِنَّ لِىْ قَـرَابَةً اَصِـلُهُـمْ وَيَـقْـطَـعُوْنِىْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِـمْ وَيُسِيْـئُوْنَ اِلَـىَّ وَاَحْـلَمُ عَـنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتُ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْـمَـلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْـرٌ" عَـلَيْهِـمْ مَـادُمْـتَ عَلٰى ذَالِكَ۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں، میں ان سے نرمی کرتا ہوں، وہ مجھ سے سختی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا بیان درست ہے تو گویا تو ان رشتہ داروں کو گرم راکھ کھلا رہا ہے اور تجھے ان کے شَر سے بچانے کے لیے اللہ کی مدد ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گی جب تک تو اس سلوک کو جاری رکھے گا۔

marfat.com
Marfat.com

نرمی اور بُردباری یا حِلم وتحمُّل

نرمی، بردباری اور حلم وتحُمّل کے معنی اور مفہوم قریب قریب ایک جیسا ہے کسی کی زیادتی یا کسی کے ظلم ناروا پر ضبط کرنا اور اس کی غلطی سے چشم پوشی کرنا، بردباری یا حلم وتحمل ہے۔ کسی کی لغو اور ناگوار خاطر باتوں پر مشتعل نہ ہونا اور ان کے برداشت کر لینے کو بھی بردباری اور تحمل کہا جا سکتا ہے۔ ایسی باتوں کے جواب میں نرم رویہ اختیار کرنا اور کسی کے جارحانہ رویے کے ردعمل میں ناصحانہ اور صلح جویانہ رویہ اپنانے کو بھی بردباری اور نرمی کہہ سکتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا – (الفرقان:۷۲)

ترجمہ: یعنی (مومنوں کی صفت یہ ہے کہ) کسی لغو چیز پر (یا لغو چیز کے پاس سے) ان کا گزر ہو جائے تو نہایت شریفانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔

لغو کے مفہوم میں ہر نوع کی بیہودہ، فضول، لایعنی اور بے فائدہ باتیں شامل ہیں اور ایسے ہی کام بھی۔ اللہ کے نیک بندے ایسی باتوں کو دیکھ کر یا سن کر مشتعل نہیں ہوتے اور ان کو طوعاً وکرہاً اس طرح برداشت کر لیتے ہیں جیسے راستے میں آنے والے گندگی کے ڈھیر کے پاس سے گزر رہے ہوں۔ نرمی، بردباری اور حلم وتحمل کو اخلاقِ حسنہ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیثِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَـائِشَةَ رَضِـىَ اللّٰـهُ عَنْهَـا — حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہود

marfat.com
Marfat.com

قَالَتِ اسْتَاذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ۔

(بخاری)

کے ایک گروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ (اجازت ہوئی) توانہوں نے (ازراہِ خباثت وشرارت) یہ کہا' اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ یعنی تم کو موت آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے (ان کے جواب میں) کہا کہ عَلَیْکُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ یعنی تم ہی کو موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ: (رکو) اللہ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا' آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا۔ فرمایا: میں نے بھی تو علیکم (تم پر بھی) کہہ دیا تھا۔

(۲)

عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ۔

(ابن ماجہ باب الرفق)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بردباری سے محروم کیا گیا وہ گویا ہر قسم کی نیکی سے محروم کیا گیا۔

(۳)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ وَّيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ (ابن ماجہ باب الرفق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور جو کچھ رفق پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

(۴)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ اُعْطِيَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(ترمذی باب الرفق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو نرمی اور بردباری کا حصہ مل گیا اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حصہ مل گیا اور جو شخص نرمی اور بردباری کے حصہ سے محروم رکھا گیا' وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رکھا گیا۔

(۵)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا اِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا يَحْرِمُهُمْ اِيَّاهُ اِلَّا ضَرَّهُمْ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی گھر کے آدمیوں کو نرمی دیتا ہے تو ان کو نفع پہنچاتا ہے اور جب ان کو نرمی سے محروم رکھتا ہے تو ان کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔

(۶)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ۔

(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ وہ کون شخص ہے جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے اور جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے وہ آہستہ مزاج' نرم طبیعت اور لوگوں سے نزدیک ہونے والا نرم خو آدمی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

دیانت وامانت

فرمودۂ ربّانی

۱- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء:۵۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو۔

۲- وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال:۲۷)

ترجمہ: اور آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت نہ کرو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكِذْبَ۔ (مسند احمد)

حضرت ابوامامہ (باہلی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے۔ سوائے خیانت (بددیانتی) اور جھوٹ کے)

(۲)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔ (جامع ترمذی ودارمی)

حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

صدق یا راست گفتاری

ارشاداتِ ربّانی

۱- وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ ...... (الاحزاب:۳۵)

ترجمہ: اور راست باز (سچے) مرد اور راست باز (سچی) عورتیں (اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔)

۲- وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O (بقرہ:۴۲)

ترجمہ: اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر سچ کو مت چھپاؤ۔

۳- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ O (التوبہ:۱۱۹)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَكُوْنَ صِدِّیْقًا وَاِنَّ الْكِذْبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکوکاری کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکوکاری جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بولنا

marfat.com
Marfat.com

اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى تُكْتَبُ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔

(بخاری باب قول اللہ تعالیٰ ...... عن الکذب)

بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک کذّاب لکھا جاتا ہے۔

(۲)

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا۔

(موطا مالک باب فی الصدق والکذب)

حضرت صفوان بن سلیم ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کیا مسلمان بزدل ہوسکتا ہے۔ فرمایا: ہاں۔ پھر اس شخص نے پوچھا کہ کیا مسلمان بخیل ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں' لیکن جب اس شخص نے پوچھا کہ کیا مسلمان کذّاب ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔

(۳)

عَنْ اُمِّ مَعْبَدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ لِسَانِيْ مِنَ الْكِذْبِ۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا کہ اے میرے اللہ میری زبان کو جھوٹ سے پاک رکھ۔

(۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَبَاعَدَهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ۔

(ترمذی باب ماجاء فی الصدق والکذب)

حضرت ابنِ عمر ﷜ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس سے میل بھر دور ہو جاتے ہیں بوجہ اس بدبو کے جو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ اَسَدِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثُ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَلَكَ بِهٖ مُصَدِّق" وَاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ"۔ (ابوداؤد)

حضرت سفیان بن اسد الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کچھ بات کہے اور وہ تجھے سچا سمجھتا ہو لیکن تو جھوٹ بول رہا ہو۔

(۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاث" اِذَا حَدَّثَ كَذَّبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

(بخاری باب قول اللہ تعالیٰ...... عن الکذب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وفا نہیں کرتا اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

خوش کلامی

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط (بنی اسرائیل:۵۳)

ترجمہ: اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ بات منہ سے نکالا کریں جو بہترین ہو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

(بخاری باب من کان جارہ)

(۲)

قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ۔ (بخاری باب طیب الکلام)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی بات بمنزلہ صدقہ کے ہے۔

(۳)

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ

حضرت عدی بن حاتم ﷛ سے روایت ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

(بخاری' باب طیب الکلام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (صدقہ کرکے) دوزخ کی آگ سے بچو۔ اگرچہ وہ صدقہ کھجور کے ایک ٹکڑے کا ہو اور اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کہہ کر دوزخ سے بچو۔ (کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔)

(۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ۔

(مُسندِ امام احمد)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسلام کیا چیز ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا' خوش کلامی (پاکیزہ کلام)

marfat.com
Marfat.com

ایفائے عہد

ارشادِ ربانی

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا O (بنی اسرائیل: ۳۴)

ترجمہ: اور اپنا عہد پورا کرو اس میں شک نہیں کہ (قیامت کے دن) عہد کی پرسش ہوگی۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ" اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا نہیں کرتا اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

(۲)

عَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ الْهُجَیْمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُوَاعِدْ اَخَاكَ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهٗ۔ (مسلم)

حضرت ابو جری ہجیمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ ایسا وعدہ نہ کر جسے تو پورا نہ کرے۔

(۳)

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ" یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُعْرَفُ بِهٖ۔ (بخاری)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن ایک نشان ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔

marfat.com

Marfat.com

بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔

(ترمذی باب رحمت الصبیان)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے، وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

(۲)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ يُكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ۔

(ترمذی اجلال الکبیر)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جوان بڑھاپے کے لحاظ سے کسی بوڑھے کی عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ایسے شخص کو مقرر کر دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت اور خدمت کرے۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِى الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ- (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھے مسلمان کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔

(۴)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ ابْنِ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِىْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَاقَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا- فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ-

(بخاری و مسلم، متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا۔ اس وقت آپ کے پاس اقرع رضی اللہ عنہ بن حابس بیٹھے تھے، وہ بولے میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(یعنی اللہ اس پر رحم نہیں کرتا)

marfat.com
Marfat.com

بدزبانی، گالی، لعنت، تکفیر وغیرہ

ارشادِ ربّانی

وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ‌ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ‌ۚ (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: اور ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ کسی کو برے (القاب) سے (جس سے وہ چڑ تا ہو) پکارو ایمان لانے کے بعد ایسی بدزبانی کرنا فسق (بدنامی) کی بات ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ"۔

(بخاری ماینھی عن السباب واللعن)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

(۲)

عَنْ ثَابِتِ الضَّحَاكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ۔

حضرت ثابت بن الضحاک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان پر لعنت کرے وہ ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ ایک مسلمان کو قتل کرنے والا اور جو شخص کسی مسلمان کی تکفیر کرے وہ بھی ایسا ہی گناہگار ہے جیسا کہ ایک مسلمان کو قتل کرنے والا۔

(بخاری باب ماینھی عن السباب واللعن)

marfat.com
Marfat.com

(۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِیْهِ یَا کَافِرُ فَقَدْ جَآءَ بِهٖ اَحَدُهُمَا۔	حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہوا۔

(بخاری باب من کفر اخاہ)

مطلب یہ ہے کہ جسے کافر کہا گیا ہے اگر وہ کافر نہیں ہے تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(۴)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّیْحَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنِ الرِّیْحَ فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ" وَاِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَیْئًا لَیْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَیْهِ۔	حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا پر لعنت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کے لائق نہیں خود ملعون ہو جاتا ہے۔

(ترمذی باب ماجاء فی اللعنۃ)

(۵)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَانِ مَاقَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ۔	حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو شخص ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا گناہ اس شخص پر ہے جس نے پہلے گالی دی تاوقتیکہ دوسرا تجاوز نہ کرے۔

(مسلم)

marfat.com

Marfat.com

(۹)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

(مسلم باب جامع اوصاف الاسلام)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(۷)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الْكَبَآئِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔

(مسلم باب الکبائر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس طرح کہ کسی کے باپ کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے یا کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے۔

(۸)

عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَاالدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ

ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ابوالدرداء سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت پہلے آسمان کی طرف جاتی ہے لیکن آسمان

marfat.com

Marfat.com

السَّمَآءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَالَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِىْ لُعِنَ فَاِنْ كَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَّاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَائِلِهَا۔

(ابوداؤد باب فی اللعن)

کے دروازے اس پر بند کیے جاتے ہیں پھر زمین کی طرف آتی ہے لیکن زمین کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں پھر وہ لعنت دائیں بائیں پھرتی ہے جب کوئی راہ نہیں دیکھتی تو پھر اس چیز کی طرف آتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی پس اگر وہ مستحق لعنت کی ہے تو اس کو پہنچتی ہے وگرنہ لعنت بھیجنے والے کو پہنچ جاتی ہے۔

(۹)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَابِالنَّارِ۔ (ابوداؤد باب فی اللعن)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے کو یہ مت کہو کہ تجھ پر خدا کی لعنت ہو یا تجھ پر خدا کا غضب ہو یا تو دوزخی ہو۔

(۱۰)

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَاتَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ لِهٰذَا۔

(ترمذی)

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' یا رسول اللہ آپ کے نزدیک میرے لیے سب سے زیادہ خوفناک کیا چیز ہے۔ آپ نے اپنی زبان پکڑ لی اور فرمایا' یہ۔

(۱۱)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاكَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَاكَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فحش کلامی جس چیز میں ہوگی اسے عیب ناک کر دے گی اور حیا اور نرمی جس چیز میں ہوگی اسے زینت دے گی۔

(۱۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَّالنَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ فَرِقَهُ النَّاسُ اِتِّقَآءَ فُحْشِهٖ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بُرا آدمی وہ ہوگا جس سے لوگ اس کی بدزبانی کے باعث ملنا چھوڑ دیں۔

marfat.com
Marfat.com

بغض وکینہ

ارشادِ ربّانی

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ- (ال عمران:۱۰۳)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی مہربانی کو جو تم پر ہوئی۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی اور تم اللہ کے فضل و کرم سے ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَبَاغَضُوْا ...... وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ-

(بخاری باب ما نہی عن التحاسد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو اور مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔

(۲)

عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

marfat.com
Marfat.com

اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ۔ (ترمذی)

نے فرمایا حسد اور بغض مونڈنے والے ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتے ہیں بلکہ دین کو مونڈتے ہیں۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَاءُ بِالسَّلَامِ۔ (بخاری باب السّلام)

حضرت ابوایوب انصاری ﷛ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کرے جب ایک دوسرے کو ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ اُدھر اور ان دونوں میں سے اچھا وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

(۴)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ......۔

(مسلم باب النہی عن الشحنا)

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہفتہ میں دو دفعہ پیر کو اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور تمام مومنوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ سوائے اس مسلمان کے جس کو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دشمنی ہو۔

(۵)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ سے روایت ہے

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ۔

(ابن ماجہ باب فی لیلۃ النصف من شعبان)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو عرش معلیٰ سے اترتا ہے اور سوائے مشرک کے یا اس شخص کے جس کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ عداوت اور بغض ہو' باقی تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

(۶)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔

(ابن ماجہ باب من امّ قوما)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کی نمازیں ان کے سر سے ایک بالشت اوپر نہیں جاتیں یعنی قبول نہیں ہوتیں۔ ایک قوم کا امام جس سے لوگ ناخوش ہوں' دوسری وہ عورت جو خاوند کی ناراضی میں رات گزارے۔ تیسرے وہ دو بھائی جو ایک دوسرے سے خفا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

دریوزہ گری

(دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا)

ارشادِ ربانی

لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۔ (البقرہ:۲۷۳)

ترجمہ: وہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَاْتِیْ بِحُزْمَۃِ حَطَبٍ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَیَبِیْعَھَا فَیَکُفَّ اللّٰہُ بِھَا وَجْھَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْئَالَ النَّاسَ اَعْطُوْہُ اَوْ مَنَعُوْہُ۔

(بخاری باب الاستعفاف عن المسئلہ)

حضرت زبیر بن العوام ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص رسی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھا کر لائے اور فروخت کرے اور اللہ تعالیٰ اس طرح اس کی آبرو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرے پھر لوگ چاہیں تو اسے دیں اور نہ چاہیں تو کچھ نہ دیں۔

marfat.com

Marfat.com

(۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَئَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْئَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْيَسْتَكْثِرْ۔ (مسلم، باب عن المسئلہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دولت زیادہ کرنے کے لیے دوسروں سے سوال کرے وہ آگ کا انگارہ مانگ رہا ہے۔ اب وہ چاہے تو زیادہ مانگے اور چاہے تو کم

(۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ مَاعِنْدَهٗ مَا يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ۔ (موطا امام محمدؒ باب فضل المعروف والصدقۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے دروازوں پر پھرتا ہے اور لوگ ایک لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجوریں اسے دے دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! پھر مسکین کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے مانگنے سے بے نیاز کرے اور اس کی حیا کے سبب کوئی معلوم نہ کر سکے کہ وہ تنگدست ہے تاکہ اسے صدقہ دے اور وہ اٹھ کر لوگوں کے پاس سوال کرنے نہ جائے۔

(۴)

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْخِيَارِ اَنَّ رَجُلَيْنِ حَدَّثَاهُ اَنَّ

حضرت عبید اللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں نے

marfat.com
Marfat.com

هُمَا اَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْئَلَانِهٖ مِنَ الصَّدَقَةِ فَرَفَعَ فِیْهِمَا النَّظَرَ وَخَفَضَهٗ فَرَاٰهُمَا جَلْدَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمَا وَلَاحَظَّ فِیْهَا لِغَنِیٍّ وَلَا لِقَوِیٍّ مُکْتَسِبٍ۔

(نسائی باب مسئلۃ القوی المکتسب)

مجھ سے بیان کیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صدقہ مانگا۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف سے پاؤں تک اچھی طرح دیکھا اور ہمیں قوی اور توانا پا کر فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں صدقہ دے دیتا ہوں لیکن صدقہ میں غنی کا اور قوی شخص کا جو خود کام کر کے کما سکتا ہو' کوئی حصہ نہیں۔

(۵)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ۔ (ترمذی من لا تحل له الصدقة)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنی کے لیے اور توانا و تندرست آدمی کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں۔

(۶)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوِاحْتَاجَ فَکَتَمَهُ النَّاسَ اِنَّ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ یَّرْزُقَهٗ رِزْقَ سَنَةٍ مِنْ حَلَالٍ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوۃ)

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھوکا ہو یا محتاج ہو اور لوگوں پر اپنی بھوک یا حاجت ظاہر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہوتا ہے کہ اسے ایک سال کے لیے حلال روزی نصیب کرے۔

(۷)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّهٗ

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

مَرَّ عَلٰى قَارِئٍ يَقْرَأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْئَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْئُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْئَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ۔

(ترمذی، باب فضائل القرآن)

کہ وہ ایک دن ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھتا تھا اور پھر لوگوں سے سوال کرتا تھا۔ حضرت عمران نے یہ دیکھ کر (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور) کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اسے چاہیے کہ اس پر اللہ سے سوال کرے، ایسے لوگ بھی آنے والے ہیں جو قرآن پڑھیں گے اور اس پر لوگوں سے سوال کریں گے۔

(۸)

عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْئَالُهٗ فِيْهَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرُلَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَاقَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَاتَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلٰثَةٍ رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اِجْتَاحَتْ مَالَهٗ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ

حضرت قبیصہ بن مخارق ﷜ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک قرضہ کا ضامن ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرضہ کی ادائیگی کے لیے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جا جب ہمارے پاس مال زکوٰۃ آئے گا۔ ہم حکم دیں گے کہ اس میں سے تم کو کچھ دیا جائے پھر فرمایا کہ اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جو کسی قرضہ کا ضامن ہوا اسے قرضہ کی مقدار کی حد تک سوال جائز ہے۔ اس کے بعد سوال نہ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جس پر کوئی آفت آئے اور اس کا مال ضائع ہو

marfat.com
Marfat.com

عَيْشٍ اَوْ قَالَ سَدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلٰثَةٌ مِنْ ذَوِى الْحَجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سَدَادًا مِّنْ عَيْشٍ اِنَّمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَاقَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَاكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا۔

(مسلم باب من تحل له المسئلة)

جائے۔ اس کے لیے سوال جائز ہے حتیٰ کہ اس کی حاجت روائی یا گزارہ ہو جائے تیسرا وہ آدمی جسے کوئی سخت حاجت پیش آ جائے اور اس کی یہ تنگدستی اتنی مشہور ہو کہ اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی اٹھ کر کہیں کہ واقعی اس کو سخت حاجت پیش آ گئی ہے۔ اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے یا اس کا گزارہ ہو جائے۔ اے قبیصہ ان تین صورتوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ریاکاری

(دکھاوے کے لیے کوئی نیک کام کرنا)

ارشاداتِ ربّانی

۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ (الصّف:۲،۳)

ترجمہ: مسلمانو! ایسی بات منہ سے کیوں کہہ بیٹھتے ہو جس کو کر کے نہیں دکھاتے، اللہ تعالیٰ کو تو یہ بہت ناپسند ہے کہ منہ سے کہو اور کرو نہیں۔

۲۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ○ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ○ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ○ (الماعون:۴تا۷)

ترجمہ: افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز کو بھولے ہوئے ہیں اور جو پڑھتے بھی ہیں تو لوگوں کو دکھانے کے لیے اور عام استعمال کی چیزیں ہمسایوں کو نہیں دیتے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ یُّرَاءِیْ یُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ۔

(بخاری)

حضرت جندب ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو سنانے کے لیے عمل کرے گا، اللہ اس کے عیب لوگوں کو سنا کر اسے بدنام کرے گا اور جو شخص لوگوں کے دکھانے کے لیے عمل کرے گا اللہ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُا الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلاَ اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَاَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ قَالَ قُلْنَا بَلٰی فَقَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ اِنَّ یَقُوْمُ الرَّجُلُ یُصَلِّیْ فَیَزِیْدُ صَلٰوتَہٗ لِمَایَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ۔

(ابن ماجہ باب الرِّیا)

حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم مسیح دَجّال کے فتنوں کا ذکر آپس میں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں میں بتاؤں کہ وہ کون سی چیز ہے جس کا فتنہ میرے نزدیک مسیح دَجّال کے فتنے سے تمہارے لیے زیادہ خوفناک ہے؟ ہم نے عرض کیا' یا حضرت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شرک خفی ہے مثلاً یہ کہ ایک شخص اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور اس خیال سے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے نماز کو لمبا کرے۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ فَمَنْ عَمِلَ لِیْ عَمَلاً اَشْرَکَ فِیْہِ غَیْرِیْ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ'' وَھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں پس جس شخص نے میرے لیے کچھ عمل کیا اور اس میں میرے سوا کسی کو شریک بنایا' میں اس شخص سے بیزار ہوں اور وہ اور اس کا عمل اسی کے لیے ہے جسے اس نے شریک بنایا۔

marfat.com
Marfat.com

(۴)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِى النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرِحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَىْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ۔

(متفق علیہ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص سامنے لایا جائے گا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں آگ میں گر پڑیں گی اور وہ ان انتڑیوں کے گرد پھر کر ان کو ایسا پامال کرے گا جیسے خراس کا گدھا آٹے کو چکی سے پیتا ہے۔ اہل دوزخ اس شخص کے گرد جمع ہوں گے اور اسے کہیں گے۔ اے فلاں تجھے کیا ہوگیا کیا تو ہمیں نیک کاموں کا حکم نہیں دیتا تھا اور برے کاموں سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں تم کو نیک کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں برے کاموں سے منع کرتا تھا لیکن خود برے کام کرتا تھا۔

(۵)

عَنْ اَبِىْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ فُضَالَةَ الْاَنْصَارِىْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَّنْ كَانَ اَشْرَكَ فِىْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ

حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس دن کے حساب کے لیے جو یقیناً آنے والا ہے جمع کرے گا تو ایک منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اعمال

marfat.com

Marfat.com

فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عَنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔

(ابن ماجہ باب الریا)

میں جو اس نے اللہ کے لیے کیے اللہ کے سوا کسی اور کو بھی شریک کیا ہے ہاں اسے چاہیے کہ اسی شریک کے پاس جا کر اپنا ثواب مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہے۔

(۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُمِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِاءَةَ مَرَّةٍ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِيْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَى اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ۔

(ابن ماجہ باب الانتفاع بالعلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حزن سے خدا کی پناہ مانگا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ جب حزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک وادی کا نام ہے۔ جس سے دوزخ بھی ہر روز چار سو دفعہ پناہ مانگتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اس میں کون داخل ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وادی ریاکار عالموں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے عالم وہ ہیں جو امیروں (بادشاہوں) کی ملاقات کو جایا کرتے ہیں۔

(۷)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِیْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں نے بعض آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

مَنْ هٰؤُلَآءِ یَاجِبْرَآئِیْلُ قَالَ هٰؤُلَآءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

(۸)

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِیٍٔ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یُّشَارَ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لیے یہ کافی ہے کہ لوگ دین یا دنیا کے معاملات میں اس کی طرف اشارے کریں، ہاں جسے اللہ بچائے وہ محفوظ رہتا ہے (یعنی آدمی کی خواہش ہو کہ لوگ اس کو نیکی کا کوئی کام کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کی تعریف کریں۔)

ریا کاروں کا مشارٌ الیہ ہونا ظاہر ہے۔

(۹)

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَاءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَاءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَاءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔

(مسند امام احمدؒ)

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا اور جس شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس شخص نے لوگوں کے دکھانے کے لیے صدقہ کیا، اس نے شرک کیا۔

marfat.com
Marfat.com

دورُخاپن

ارشادِ ربانی

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ (البقرہ:۱۴)

ترجمہ: اور جب وہ منافقین مسلمانوں سے ملتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب اکیلے اپنے شیطانوں کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، مسلمانوں کے ساتھ ہم صرف دل لگی کرتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَالْوَجْهَيْنِ الَّذِىْ يَاْتِىْ هٰٓؤُلَاۤءِ بِوَجْهٍ وَهٰٓؤُلَاۤءِ بِوَجْهٍ۔

(بخاری باب ما قیل فی ذی الوجہین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے برا وہ شخص ہوگا جو دورخا منافق ہو، ایک جماعت کے پاس ایک رنگ میں (ایک چہرے کے ساتھ) آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے رنگ میں (دوسرے چہرے کے ساتھ) جاتا ہے۔

(۲)

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِى الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ۔

(ابوداؤد باب فی ذی وجہین)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں دورخا ہوگا۔ قیامت کے روز اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

marfat.com
Marfat.com

عیب چینی اور چغل خوری

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝ (القلم ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کسی ایسے شخص کے دباؤ میں ہرگز نہ آئیں جو بہت قسمیں کھانے والا (جھوٹا) بے وقعت ہے، طعنے دیتا ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، بھلائی سے روکتا ہے، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے، سخت بد اعمال ہے، جفا کار ہے اور ان سب عیوب کے ساتھ بد اصل ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ"۔

حضرت حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عیب چین جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(بخاری)

قتّات

لوگوں کی باتیں چھپ کر سننے اور ان کی تشہیر کرنے والے کو قتات کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بِنْ غَنَمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِاللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءِ الْعَنَتَ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کے چہروں کے نور صلاح وتقویٰ کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے اور اللہ کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں جو اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں اور پاک و بے لوث لوگوں پر تہمت لگاتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

تکبر وغرور

ارشادِ ربانی

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ - (بنی اسرائیل:۳۷)

ترجمہ: اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل کیونکہ تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کے برابر بلند ہو سکتے ہو۔

تکبر عزازیل راخوار کرد   بزندانِ لعنت گرفتار کرد

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ -

حضرت حارثہ بن وہب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں کہ دوزخی کون ہوں گے؟ تمام سخت گو بخیل اور متکبر۔

(بخاری باب الکبر)

(۲)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ بھر تکبر ہوگا' وہ

marfat.com
Marfat.com

قَلْبِهٖ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ "اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ" وَيُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (مسلم، تحریم الکبر)

بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے' کبر تو یہ ہے کہ حق کو باطل کیا جائے اور لوگوں کو حقارت سے دیکھا جائے۔

مطلب یہ ہے کہ لباس اچھا رکھنا کبر کی تعریف میں نہیں آتا بلکہ خوش پوشی کو تو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

(۳)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّتَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ۔ (ابن ماجہ باب البراۃ من الکبر)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا' وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

(۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن متکبر لوگ چھوٹی چیونٹیوں

marfat.com
Marfat.com

اَلْقِیَامَةِ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ یُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ یُسَمّٰی بُوْلَسُ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ یُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِیْنَةِ الْخِبَالِ۔ (ترمذی)

کے قد کے برابر انسانی صورت میں جمع کیے جائیں گے' ذلت انہیں ہر طرف سے گھیرے گی اور وہ دوزخ کے ایک قید خانہ کی طرف جس کا نام بولس ہے ہانکے جائیں گے نہایت تیز آگ انہیں گھیرے گی اور وہ دوزخیوں کا خون اور پیپ ان کی خوراک ہوگی۔

طٰہٰ پبلی کیشنز کی فخریہ پیشکش

سیرۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آسمانِ ہدایت کے وہ روشن ستارے ہیں جنہیں دیکھ کر سفینۂ اُمّت کے لیے منزلِ مقصود کا رُخ متعیّن ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انہی نفوسِ قدسی کی جماعت کے ایک معزز رکن ہیں۔ تاریخ اسلام میں ان کی شخصیت اس اعتبار سے منفرد ہے کہ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ ارشادات اُمّت تک پہنچائے۔ یہ کتاب اسی عظیم شخصیت کی سیرت ہے جسے ملک کے نامور سیرت نگار جناب طالب الہاشمی نے بڑی تحقیق و تفحّص کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ انہوں نے سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ان پر منکرینِ حدیث کے اعتراضات کا ابطال بھی کیا ہے اور اس طرح سوانح نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت ابوہریرہؓ کی ڈیڑھ سو منتخب مرویّات بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ یہ معرکہ آرا کتاب ہر علمی اور دینی لائبریری کی زینت بننے کے لائق ہے۔

طٰہٰ پبلی کیشنز

22-A حبیب بینک بلڈنگ چوک اُردو بازار لاہور فون: 7231391

marfat.com

Marfat.com

غیبت

ارشادِ ربّانی

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ: اور کوئی تم سے دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم ضرور اسے مکروہ جانو گے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذِّبَانِ وَمَا یُعَذِّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ وَاَمَّا هٰذَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ

(بخاری باب الغیبت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسی بڑی بات کے لیے نہیں جس سے وہ بچ نہ سکتے تھے...... اور ان میں سے ایک اس لیے عذاب میں ہے کہ وہ غیبت کیا کرتا تھا۔

(۲)

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی شخص

marfat.com

Marfat.com

اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِنْ لَّمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ اَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(شرح السنّت بحوالہ مشکوٰۃ)

کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اسے روک سکتا ہے اور روک دے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر وہ اسے روک سکتا ہو اور نہ روکے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس سے مواخذہ کرے گا۔

(۳)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِىْ فَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ صحابہ ﷺ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا کہ آدمی زنا کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے لیکن غیبت کرنے والا کا گناہ نہیں بخشا جاتا جب تک کہ وہ آدمی اسے نہ بخشے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

(۴)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِيْهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غیبت کرنے والے کو اپنے بھائی کے گوشت کھانے سے (یعنی غیبت کرنے سے) روکے اللہ تعالیٰ پر لازم آتا ہے کہ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْغِیْبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَكْرَهُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔

(ابوداؤد باب فی الغیبۃ)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ غیبت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کہے جو اسے ناپسند ہو۔ سائل نے عرض کیا' کہ جو بات میں کہوں وہ سچی ہو تو کیا پھر بھی یہ غیبت ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر وہ بات سچی ہو تو غیبت ہے اور اگر سچی نہ ہو تو یہ بہتان ہے جو تو نے اپنے بھائی پر باندھا۔

(۶)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ یَاجِبْرَئِیْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ كَانُوْا یَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ۔

(ابوداؤد باب فی الغیبۃ)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرا خدا مجھے اوپر لے گیا' (یعنی معراج ہوئی) تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا' اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے) اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

بدظنی یا بدگمانی

ارشادِ ربّانی

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"۔

(الحجرات:۱۲)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ۔

(بخاری باب انہی عن الحاسد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی میں سب سے زیادہ جھوٹ ہوتا ہے۔

(۲)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ۔

(ابوداؤد باب فی حسن الظن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک گمان رکھنا عباداتِ حسنہ میں سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ رَجُلًا یَسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ سَرَقْتَ قَالَ کَلَّا وَالَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِیْسٰی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَکَذَّبْتُ نَفْسِیْ۔

(مسلم باب فضائل عیسیٰ علیہ السّلام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا اور اسے کہا کہ تو نے چوری کی ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی قسم ہے کہ میں نے چوری نہیں کی اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور اپنے آپ کو جھٹلاتا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی

فرمودہ ربانی

۱- وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (الحج:۳۰)

ترجمہ: اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

۲- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ (النساء:۱۳۵)

ترجمہ: اے مسلمانو! انصاف پر قائم رہو۔ اللہ سے ڈر کر گواہی دو (یعنی سچی گواہی دو) اگرچہ خود تمہاری ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ اِلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا یَسْكُتُ۔

(بخاری باب عقوق الوالدین)

حضرت ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں سے سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی بات فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ خاموش نہ ہوں گے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ خُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَآئِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَافَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ۔

(ابن ماجہ باب شہادت الزور)

حضرت خریم بن فاتک ﷺ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو اٹھ کر فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کی گئی ہے اور اس بات کا تین دفعہ اعادہ فرمایا پھر آپ نے سند میں یہ آیت پڑھی۔ ''بچو بت پرستی کی پلیدی سے اور بچو جھوٹی بات اور جھوٹی شہادت سے) دین کو اللہ کے لیے خالص کرو اور مشرک نہ بنو۔''

marfat.com
Marfat.com

تہمت اور بہتان

فرمودۂ ربانی

۱- قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی- (طٰہٰ:۶۱)

ترجمہ: جھوٹ جس نے بھی گھڑا وہ نامراد ہو۔

۲- يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ- O (النحل:۱۰۵)

ترجمہ: جھوٹ (بہتان) تو وہ لوگ گھڑا کرتے ہیں جو اللہ کی آیات کو نہیں مانتے۔ وہی حقیقت میں جھوٹے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَاتُوْا بُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ-

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر من گھڑت بہتان نہ باندھا کرو۔

(بخاری کتاب الایمان)

marfat.com
Marfat.com

(۲)

عَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ رَمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ بِهٖ شَيْنَهٗ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جَسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ -

(ابوداؤد من ردعن مسلم غیبۃ)

حضرت معاذ بن انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ...... جو شخص کسی مسلمان کو بدنام کرنے کے ارادے سے اس پر کوئی تہمت لگائے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر قید رکھے گا تاوقتیکہ وہ اپنے قول سے عہدہ برآ نہ ہو۔ یعنی جب تک اس شخص سے جسے اس نے متہم کیا ہے بخشوا نہ لے قید رہے گا۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ- (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کون سی چیزیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (ان میں سے ایک) پاکدامن مسلمان عورتوں پر ایسی تہمت لگانا ہے جس سے وہ بے خبر ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

خیانت

ارشادِ ربانی

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ○ (الانفال:۵۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔

(۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُوا الْمُسْلِمِ لَا يَخُوْنُهٗ۔

(ترمذی شفقۃ المسلم علی المسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور اپنے مسلمان بھائی سے خیانت نہیں کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

(۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَفَعَهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَالَمْ یَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَانَهٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِهِمَا۔

(ابوداؤد باب فی الشرکت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دو شریکوں کے ساتھ تیسرا شریک ہوتا ہوں تاوقتیکہ وہ ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرتے لیکن جب ایک شریک خیانت کرنے لگ جاتا ہے تو میں اس شراکت سے نکل جاتا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

حسد

ارشادِ ربّانی

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (النّساء:۵۴)

ترجمہ: پھر کیا یہ دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں نوازدیا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ...... وَلَا تَحَاسَدُوْا ...... وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو۔ اللہ کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو۔

(۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

marfat.com
Marfat.com

خوشامد اور مدح سرائی

ارشادِ ربانی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(آل عمران:۱۸۸)

ترجمہ: تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیے۔ حقیقت میں ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔

(مسلم باب النہی عن المداح)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم خوشامدی تعریف کرنے والوں کو دیکھو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

(۲)

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ مَدَحَ رَجُلٌ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

marfat.com

Marfat.com

رَجُلًا عِنْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا اَخَاهُ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُهٗ وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا۔

(ابنِ ماجہ باب المدح)

صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اپنے ممدوح کی گردن کاٹی ہے اور تین دفعہ اس بات کو دہرایا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی تعریف کرے تو چاہیے کہ صرف اتنا کہے کہ میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں اس کی نیکی پر قطعی حکم لگانا اللہ پر حکم لگانا ہے جو درست نہیں۔

ممدوح کی گردن کاٹی' مطلب یہ ہے کہ ممدوح اپنی تعریف سن کر مغرور اور متکبر ہو جاتا ہے جو اس کی دینی اور روحانی موت کے برابر ہے۔ قطعی حکم لگانے سے اس لیے منع فرمایا کہ کسی کے نیک و بد ہونے کا قطعی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

(۳)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّلَهُ الْعَرْشُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت فاسق کی تعریف کی جاتی ہے' اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے اور عرش کانپ جاتا ہے۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

marfat.com
Marfat.com

ظلم

ارشادِ ربانی

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ (الشوریٰ:۴۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَدَعْوَتَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے بچو خواہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو۔

(۲)

عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ وَمَاذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُمَرَاءُ سَيَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تیرے لیے سفیہوں (کمینوں، احمقوں) کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ وہ امارت کیسی ہوگی۔ آپ نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوْا مِنِّىْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ يَرِدُوْا عَلَىَّ الْحَوْضِ۔ (ترمذی)

میرے بعد ایسے امیر آئیں گے کہ جو شخص ان کے پاس جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت کریں گے۔ وہ مجھ سے نہ ہوں گے اور میں ان سے نہ ہوں گا اور نہ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

(۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(مسند امام اعظم، کتاب الادب)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم، قیامت کے دن ظلمات یعنی تاریکیوں کا باعث ہوگا۔

(۴)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَاتُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِىْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔

(ترمذی، ابواب الدعوت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزدار کی دعا جب وہ روزہ کھولتا ہے اور دوسری منصف حاکم کی دعا اور تیسری دعا مظلوم کی جسے خدا بادلوں کے اوپر لے جاتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ میں ضرور تیری امداد کروں گا گو کچھ عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

(۵)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ یَاعِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ مُحَرَّمًا فَلَاتَظَالَمُوْا۔

(مسلم باب تحریم الظلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے لیے بھی اس کو حرام بنایا ہے پس آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

(۶)

عَنْ عَبَّاسِ ابْنِ مِرْدَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِهٖ عَشِیَّةَ عَرَفَتِهٖ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِیْبَ اِنِّیْ قَدْغَفَرْتُ مَاخَلَا الْمَظَالِمِ فَاِنِّیْ اٰخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ قَالَ اَیْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَیْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ یُجَبْ عَشِیَّتَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَلَمَّا اَصْبَحَ بَالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِیْبُ اِلٰی مَاسَاَلَ......

(ابن ماجہ باب الدعا بعرفۃ)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا مانگی۔ پس دعا قبول کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تیری امت کو بخش دیا۔ البتہ بندوں کے حقوق نہیں بخشے۔ میں مظلوم کے لیے ظالم سے اس کا حق ضرور لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس کے حق کے عوض جنت کی نعمتیں عطا فرمائے اور ظالم کو بخش دے۔ یہ دعا اس شام کو قبول نہ ہوئی۔ جب دوسرے دن مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آپ نے پھر وہی دعا مانگی پس جو کچھ مانگا گیا قبول ہوا۔

marfat.com

Marfat.com

(۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَ صِیَامٍ وَ زَکٰوةٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ (مسلم باب تحریم الظلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور سامان نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ ہے جس کے پاس قیامت کے دن نماز' روزے اور زکوٰۃ کا کافی سرمایہ ہوگا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس اس شخص کی نیکیوں میں سے کچھ کسی مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ اگر اس کی نیکیاں اس کی ذمہ داریوں کے ختم ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں تو مظلوموں کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے حتیٰ کہ وہ دوزخ میں گرا دیا جائے گا۔

(۹)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَیُمْلِیْ الظَّالِمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ لَمْ یُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَءَ وَکَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ۔ (الآیہ) (مسلم باب تحریم الظلم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں پھر اس کی سند میں یہ آیت پڑھی اور اسی طرح پکڑ ہے تیرے رب کی جب کسی بستی کو پکڑتا ہے جو ظالم ہوتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بُخل

ارشادِ ربّانی

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ ط بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ط سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط (آل عمران:۱۸۰)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ اس کے ساتھ بخل کرتے ہیں' یہ نہ سمجھیں کہ ایسا کرنا ان کے لیے موجب خیر ہے بلکہ ان کیلئے شر کا باعث ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں' قیامت کے دن وہی طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

(۱)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ ...... مِنَ الْبُخْلِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(بخاری)

(۲)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّخِیُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی نزدیک

marfat.com
Marfat.com

قَرِیْب مِنَ اللّٰہِ قَرِیْب مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْب مِنَ النَّاسِ بَعِیْد مِنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْد مِنَ اللّٰہِ بَعِیْد مِنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْد مِنَ النَّاسِ قَرِیْب مِنَ النَّارِ وَالْجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ۔

(ترمذی باب السخا)

ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے بہشت کے نزدیک ہے لوگوں کے اور دُور ہے دوزخ سے اور بخیل دُور ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُور ہے بہشت سے دُور ہے لوگوں سے نزدیک ہے دوزخ کے اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزیز ہے عابد بخیل سے۔

(۳)

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَابَخِیْلٌ وَّلَامَنَّانٌ۔ (ترمذی باب فی البخل)

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکار بخیل اور احسان جتانے والا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

(۴)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَاتَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلْقِ۔

(ترمذی باب فی البخل)

حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں ایک بخل اور دوسری بدخلقی۔

marfat.com
Marfat.com

کتابیات

اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں قرآنِ حکیم کے علاوہ جن کتابوں سے براہِ راست یا بالواسطہ بطورِ خاص استفادہ کیا گیا ہے' ان کے نام یہ ہیں:

۱-	جامع صحیح	امام بخاریؒ
۲-	جامع صحیح	امام مسلمؒ
۳-	سُنَنِ ابی داؤد	امام ابوداؤد سجستانیؒ
۴-	سُنَنِ نسائی	امام نسائیؒ
۵-	سُنَنِ ابنِ ماجہؒ	امام ابنِ ماجہؒ
۶-	جامع ترمذی	امام ترمذیؒ
۷-	مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب مصری
۸-	الشمائل	امام ترمذیؒ
۹-	مُسندِ احمد	امام احمد بن حنبلؒ
۱۰-	الادب المفرد	امام بخاریؒ
۱۱-	مؤطا	امام مالکؒ
۱۲-	طبقات	ابنِ سعدؒ
۱۳-	السیرۃ النبویہ	ابنِ ہشامؒ
۱۴-	زادالمعاد	حافظ ابنِ قیمؒ

marfat.com

Marfat.com

۱۵- اُسد الغابہ فی معرفۃ الصّحابہ — ابنِ اثیرؒ (اردو ترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنوی)

۱۶- البدایہ والنہایہ — حافظ ابنِ کثیرؒ

۱۷- شعب الایمان — امام بیہقیؒ

۱۸- مدارج النبوۃ — شیخ عبدالحقؒ محدّث دہلوی

۱۹- اقضیۃ الرسول — علامہ محمد بن الفرج ابن الطلاع الاندلسی
تحقیق وحواشی پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی

۲۰- سیرۃ النبیؐ (جلد اول ودوم) — مولانا شبلی نعمانیؒ

۲۱- خُلقِ عظیم — میر ولی اللہ مرحوم

۲۲- مُسدّسِ حالی — مولانا الطاف حسین حالیؒ

۲۳- اَخلاقِ نبویؐ — مولانا سید محمد اسحاقؒ

۲۴- شمائلِ کبریٰ — نشر جالندھری مرحوم ومولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم

۲۵- تفہیم القرآن — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۲۶- ضیاء النبیؐ — جسٹس (ر) مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

۲۷- معارف الحدیث — مولانا محمد منظور نعمانیؒ

۲۸- اُخلاقِ رسول — مولانا اَخلاق حسین قاسمی

۲۹- اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ — مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صدیقی عارفیؒ

۳۰- رہبرِ کامل — مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ

۳۱- راہِ عمل — مولانا جلیل احسن

۳۲- رسالہ نقوش لاہور — رسول نمبر جلد چہارم

marfat.com
Marfat.com

معروف سیرت نگار طالب الہاشمی کے گلریز قلم سے

خُلقِ خیرِ الخلائق ﷺ

- خطیبوں، واعظوں اور مقرّروں کے لیے ایک تحفۂ گراں بہا
- طلبہ اور طالبات کے لیے مشعلِ راہ
- محبانِ رسول ﷺ کے لیے نشاطِ روح کا سامان
- آفتابِ رسالت ﷺ کے

خُلقِ عظیم

کے مختلف پہلوؤں کے زیرِ عنوان بے شمار

ایمان افروز واقعات ایسے دلنشیں پیرائے میں

کہ دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن ہو جائے

اور اُسوۂ خیر البشر ﷺ کے اتباع کی تڑپ پیدا ہو جائے

سدا بہار

پاکیزہ پھولوں کا ایسا گلدستہ جو مشامِ جان کو معطر کر دیتا ہے

خود پڑھیے، بچوں کو پڑھائیے

ISBN-969-8810-00-5

طٰہٰ پبلی کیشنز

اُردو بازار لاہور فون: 7231391